تیری گلیوں میں

فروا خالد

" .کیا لڑکیاں ہیں یار. لگتا ہے حوریں راستہ بھٹک کر اِدھر آ گئی ہیں"

منہا اور عائلہ ریسٹورنٹ میں بیٹھی تھیں. جب ساتھ والے ٹیبل پر موجود چند اوباش لڑکوں کی آواز اُن کے کانوں سے ٹکرائی تھی.

عائلہ نے پلٹ کر جواب دینا چاہا تھا. مگر منہا کے فوراً ہاتھ پکڑ لینے پر وہ رُک گئی تھی.

" .اگنور کرو اُنہیں. ایسے کمنٹس ہم فرسٹ ٹائم تو نہیں سن رہی نا "

.مِنہا نے لاپرواہ سے انداز میں کہتے ویٹر کو اشارہ کیا تھا

لیکن اگر اِس کے بعد یہ لوگ کچھ بولے تو جو میں اِن کے ساتھ کروں گی "
" .وہ بھی فرسٹ ٹائم نہیں ہو گا

عائلہ کے دانت پیسنے پر منہا مسکرا کر رہ گئی تھی. جس طرح وہ لڑکے کمنٹ بازی سے باز نہیں آ رہے تھے. منہا کو عائلہ کے ہاتھوں اُن کی شامت آتی .صاف نظر آ رہی تھی

مجھے فیصلہ کرنے میں مشکل ہو رہی ہے. کہ اِن دونوں لڑکیوں میں سے "
"..... زیادہ ہاٹ کون ہے

ابھی اُس لڑکے کا فقرا بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ عائلہ کی طرف سے پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اُس کے چودہ طبق روشن کر دیے تھے. وہ کرسی سمیت اُلٹ کر فرش پر جا گرا تھا.

سب لوگ حیران نظروں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے. اُس لڑکے کے باقی دو دوست بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے. یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پائے تھے. اُنہیں اِس لڑکی سے اتنی ہمت کی امید بلکل بھی نہیں تھی.

منہا آرام سے اپنی جگہ پر بیٹھی ابھی بھی مسکرا رہی تھی. اُس کے مطابق بھی
. یہ لوگ اِسی سلوک کے حقدار تھے

" اب پتا چل گیا کون زیادہ ہاٹ ہے. گھر میں اپنی ماں بہن کے درمیان اِس
بات کا فیصلہ کرنے میں تو زیادہ مشکل پیش آتی ہو گی نا. یو ایڈیٹ اِس تھپڑ
کے بعد آئندہ کسی بھی لڑکی کو ایسی کوئی بھی بات کہنے سے پہلے ایک بار سوچو
". گے تو ضرور

عائلہ ایک زوردار ٹھوکر اُن کے ٹیبل کو رسید کرتی واپس منہا کی جانب آ گئی
تھی. ریسٹورنٹ کے سٹاف سمیت سب لوگ اُس کی جرأت اور بولڈ نس
دیکھ حیران ہوئے تھے. وہ لڑکے خود منہ چھپاتے شرمندہ سے وہاں سے نکل
گئے تھے. وہ تو پہلے بھی نجانے کتنی لڑکیوں کو اِس سے کہیں زیادہ تنگ
. کر چکے تھے. مگر ایسا شدید ردعمل پہلے کبھی نہیں ملا تھا اُنہیں

ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے میر زیان حیدر نے بھی یہ سارا منظر دیکھا تھا.
نیوی بلو کلر کے بے حد سٹائلش سے ڈریس میں بنا دوپٹے کے بالوں کو کھلا
چھوڑے بلاوجہ ہنگامہ کرتی تیکھے نقوش اور گلابی رنگت والی وہ حسین لڑکی
میر زیان حیدر کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی. اتنے سال لندن جیسے آزاد ماحول
میں رہنے کے باوجود اُسے لڑکیوں میں اتنی بولڈنس بلکل بھی پسند نہیں
تھی. یہ نہیں تھا کہ وہ کنزرویٹو مائنڈڈ تھا. مگر اُس کے مطابق لڑکیوں کا حُسن
اُن کی شرم اور حیا ہوتی ہے. جس کے بنا صنفِ نازک میں کوئی چارم نہیں
رہتا.

" ہاں جی مل گیا سکون اب. "

منہا اُس کے اشارے پر اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولی.

منہاا اس وقت بلیک اور ریڈ کمبینیشن کے ٹراؤزر شرٹ میں اپنے بلیک سلکی بالوں کو ٹیل پونی میں جکڑے پر کشش نقوش اور نازک اندام سی کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کرنے کی ساری خصوصیت رکھتی تھی. دیکھنے والے اُن دونوں کو چاہنے کے باوجود بھی اگنور نہیں کر پاتے تھے.

" تو اور کیا اتنے دنوں سے کوئی ہنگامہ نہیں کیا میں نے. ڈیڈ اور اُن کی وائف بھی گھر پر نہیں ہیں. اب مجھے اپنے اندر کی بھڑاس کسی پر تو نکالنی تھی نا ".

عائلہ اب مسکراتے بلکل نارمل ہو چکی تھی. جیسے ابھی چند منٹ پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو.

" عائلہ مجھے تو دنیا کے اُس مسکین ترین انسان کے بارے میں سوچ کر
افسوس ہو رہا ہے. جس بچارے کی تم سے شادی ہو گی. اُس نے تو دو دن کے
اندر اندر بھاگ جانا ہے ".

منہا کی بات پر عائلہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی تھی .

" ایسا تو تب ہو گا نا. جب مجھے کوئی پسند آئے. میرے ٹائپ کا کوئی بندہ ملے
مجھے. اور جہاں تک میرا خیال ہے ایسا نا ممکن ہی ہے ".

عائلہ سن گلاسز آنکھوں پر چڑھاتے بولی .

" اکرام انکل اور اُن کی وائف نے کب واپس آنا ہے. کافی لمبا ٹرپ نہیں
ہو گیا اُنکا اِس بار کا ".

.عائلہ کے چہرے کا رنگ اُن دونوں کا ذکر سنتے بگڑا تھا

آج آنا ہے واپس شاید. مگر میں تو چاہتی ہوں نہ ہی آئیں. اچھے بھلے سکون "
".سے گزر رہے ہیں اُن کے بغیر میرے دن

عائلہ ہمیشہ کی طرح نخوت سے اُن دونوں کی بات کرتے بولی. مِنہا کا اُسی ٹائم
.موبائل بجا تھا

.دوسری جانب سے جو بات کہیں گئی تھی. مِنہا خوشی سے کھل اُٹھی تھی

عائلہ پاپاجانی کی کال تھی وہ پاکستان واپس آچکے ہیں اور مجھے میرا اتنا شاندار "
رزلٹ آنے کی خوشی میں ڈنر دے رہے ہیں. آئم سو ہیپی. او کے کل ملاقات
".ہوتی ہے تم سے

مِنہا کی خوشی اُس کے چہرے سے جھلک رہی تھی. عائلہ سے ملتی وہ اپنی
.گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی

عائلہ دل سے اُس کے خوش رہنے کی دعا کرتی ایک حسرت بھری گہری
.سانس بھر کر رہ گئی تھی

ایک اُس کے ڈیڈ تھے جو اپنی دوسری بیوی کے ساتھ ٹرپ انجوائے کرتے
.شاید یہ بھی بھول چکے تھے کہ اُن کی کوئی بیٹی بھی ہے

جیسے باقی ہر چیز اُن دونوں دوستوں کے پاس وافر مقدار میں تھی. وہیں رشتوں کے معاملے میں وہ بہت ہی غریب تھیں. منہا کی کل کائنات اُس کے پاپا جانی تھے. جن سے وہ بے انتہا محبت کرتی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے جیسے ہی گھر کے اندر قدم رکھا. اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم کی باتوں اور مسکرانے کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی. جنہیں وہ یکسر نظر انداز کرتے اپنے روم کی جانب بڑھی تھی.

" عائلہ یہاں آؤ . "

اکرام صاحب کی نظر اُس پر پڑ چکی تھی. اُن کی آواز نے سیڑھیوں کی جانب بڑھتے اُس کے قدم وہیں روک دیے تھے.

" میں تھک چکی ہوں. مجھے آرام کرنا ہے. "

عائلہ اپنی جگہ پر ہی ٹکی بنا رخ موڑے ہٹ دھرم لہجے میں بولی.

" ہونہہ پورا دن آوارہ گردی کے بعد تھکنا ہی ہے نا. ہر جگہ اپنے باپ کا پیسہ ایسے برباد کرتی پھر رہی ہے. جیسے حرام کی کمائی ہو. "

عائلہ کا انداز فاخرہ بیگم کو اندر تک جلا گیا تھا.

جسٹ شٹ اپ. میں تم جیسی عورت کے منہ نہیں لگنا چاہتی. اِس لیے "
" . میرے بارے میں بکواس کرنے کی کوشش مت کرنا

عائلہ طیش میں آتے فاخرہ بیگم کے قریب آکر اُنگلی اُٹھا کر اُنہیں وارن کرتے
. بولی

" . عائلہ تمہاری بدزبانی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے "

عائلہ کے اتنے سخت الفاظ پر اکرام صاحب اپنا غصہ کنٹرول نہیں کر پائے
تھے. اُن کا ہاتھ اُٹھا تھا. اور عائلہ کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھا. عائلہ کتنے
ہی لمحے اپنے گال پر ہاتھ رکھے سکتے کے عالم میں اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھ رہی
تھی. جنہوں نے آج تک کبھی بھی اُسے ایک باپ ہونے کا مان نہیں بخشا
. تھا. ہمیشہ اِس عورت کے آگے ذلیل ہی کیا تھا

ایک اِسی بات کی کسر رہ گئی تھی. آپ کی جانب سے آج آپ نے وہ بھی "
پوری کر دی. یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہے گی کہ آپ نے اِس عورت کی خاطر
". مجھ پر ہاتھ اُٹھایا

عائلہ آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتے دکھ بھری
نظروں سے اکرام صاحب کی جانب دیکھتی وہاں سے نکل گئی تھی. اِس بار
.اُس کا رُخ باہر کی جانب تھا

اکرام صاحب کو ایک دم اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا. اُنہیں عائلہ پر ہاتھ نہیں
اُٹھانا چاہا تھا. اِس سے پہلے کے وہ عائلہ کے پیچھے جاتے ہمیشہ کی طرح فاخرہ
.بیگم نے اُن کے قدموں کو وہیں روک دیا تھا

" اکرام آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں. اِس لڑکی کو تو بنا بات کے ڈرامہ
". کرنے کی عادت ہے. خود ہی ٹھیک ہو جائے گی. آپ پانی پیئے

فاخرہ بیگم اکرام صاحب کا دھیان اُس جانب سے ہٹانے کے لیے دوسرا موضوع چھیڑ چکی تھیں. کیونکہ اِس طرف سے تو ویسے بھی اُن کا مطلب پورا ہو چکا تھا. وہ اُس بد تمیز اور خود سر لڑکی کو اچھا سا جواب دلوا چکی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" شاہد کیا اپ ڈیٹس ہیں. شہباز خان ریسٹورنٹ میں پہنچ چکا ہے یا نہیں. "

ایس پی ہشام ڈرائیونگ کے دوران کان میں لگی ڈیوائس کے ذریعے اپنے ماتحت سے مخاطب تھا. جسے اُس نے اِس وقت ایک بہت اہم کام پر لگا رکھا اور خود بھی اب اُس تک پہنچنے ہی والا تھا.

" یس سر ہمارا ٹارگٹ پہنچ چکا ہے. مگر ایک پرابلم ہو گئی ہے "

شاہد اپنے دو اہلکاروں کے ساتھ شہباز خان پر نشانہ باندھے ہوئے تھا. مگر ایس پی ہشام کے پہنچنے سے پہلے وہ کوئی ایکشن نہیں لے سکتا تھا.

" کیسی پرابلم . "

ہشام کی کشادہ پیشانی پر سلوٹوں کا جال اُبھرا تھا.

سر اُس کے ساتھ ایک لڑکی بھی موجود ہے. جو شاید اُس کی بیٹی ہے. وہ "
شہباز خان کے سامنے اِس طرح بیٹھی ہے کہ اُس کے بلکل آگے موجود ہے.
ہم اگر شہباز خان پر فائر کرتے ہیں تو اُس لڑکی کو بھی نقصان پہنچنے کے
". پورے چانسز ہیں

. شاہد ہر طرح سے ٹرائے کر چکا تھا. لیکن وہ لڑکی بلکل سامنے آ رہی تھی

میں بس پہنچنے والا ہوں. میرے آنے تک کچھ مت کرنا. مگر جو بھی ہے "
آج بہت دونوں بعد ہمیں شہباز خان کو اُس کی اوقات یاد دلانے کا موقع ملا
ہے. آج اُسے ہر حال میں بتانا ہو گا کہ ہم اُس کے کتنے قریب پہنچ چکے ہیں.
اور یہ جاننے کے بعد ہڑبڑاہٹ میں وہ جو غلطیاں کرے گا. وہ ہمارے لیے
". ہی فائدہ مند ہوں گی

ایس پی ہشام گردیزی کے لہجے میں شہباز خان کے لیے نفرت ہی نفرت تھی.

جس نے پورے ملک میں نا صرف دہشتگردی پھیلا رکھی تھی. بلکہ بہت سے لوگوں کی کڈنیپنگ اور ڈکیتی جیسی وارداتوں میں بھی ملوث تھا. ایس پی ہشام اُس کے خلاف بہت سے ثبوت اکٹھے کر چکا تھا. مگر وہ اتنے زیادہ بھی نہیں تھے. کہ شہباز جیسے شخص پر ہاتھ ڈالا جائے. اِسی لیے اُسے ابھی تھوڑی سی محنت مزید کرنی تھی.

" ہمم تو بھیس بدل کر ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے یہ شخص یہاں اپنی بیٹی کے ساتھ موجود ہے. لیکن اِسے کیا لگا تھا اتنی آسانی سے ہمیں بے وقوف بنا لے گا. "

ہشام نے شاہد کو ہٹا کر جگہ سنبھالتے گن کا فوکس شہباز خان پر سیٹ کیا تھا.
مگر شہباز خان کے سامنے بیٹھی لڑکی جس کی ہشام کی جانب بیک تھی وہ اُس
کے کام میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی. وہ جس طرح بیٹھی تھی اُس کے زرا
سے ہلنے پر نشانہ چوک کر اُسے گولی لگ سکتی تھی. لیکن ہشام کسی بے گناہ کو
کسی صورت نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا. اُسے اِس لڑکی کا وہاں سے ہٹنے کا انتظار
.کرنا تھا. کہ ایک لمحے کے لیے وہ وہاں سے ہٹے تو ہشام اپنا کام پورا کر سکے

" یہ بے وقوف لڑکی تو ایک ہی جگہ پر جم کر رہ گئی ہے. لگتا ہے اپنے باپ کے
" .حصے کی گولی کھانے کا بہت شوق ہو رہا ہے اِسے

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی اُس لڑکی کو ڈھیٹ بن کر وہیں بیٹھا دیکھ ایس
.پی ہشام اب کوفت کا شکار ہونے لگا تھا

" سر ہمارے پاس ٹائم کم رہ گیا ہے. مجھے نہیں لگتا کہ لڑکی یہاں سے پہلے
". اُٹھے گی. ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا

. شاہد نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا

" . ہمممہ میں سوچ چکا ہوں مجھے اب کیا کرنا ہے "

ایس پی ہشام نے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کرتے مبہم لہجے میں کہا. اُس کی
. نظریں شہباز خان پر ٹکی ہوئی تھیں

" شہباز خان کیسے ہو. کیسا چل رہا تمہارا ڈنر. کہیں میں نے ڈسٹرب تو نہیں
" . کر دیا تمہیں

فون اٹینڈ کرتے ہی شہباز خان کو جو بات سننے کو ملی تھی. وہ ایک لمحے کے لیے تو اپنی جگہ سے اُچھل پڑا تھا.

"کک کون ہو تم."

گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ میں ارد گرد دیکھتے اُس نے اپنی نم آلود ہوتی پیشانی کو مسلا تھا. اِسی ڈر کی وجہ سے اُس نے آج پورا ریسٹورنٹ ہی بک کروالیا تھا. اُس کی لاڈلی بیٹی مِنہا کی ضد تھی. کہ اُسے ٹریٹ میں اپنے پاپا جانی کے ساتھ ڈنر کرنا تھا. اور وہ بھی گھر سے باہر کہیں.

"اگر تم اور تمہاری بیٹی میرے نشانے پر ہو. اِس وقت تمہاری موت. چاہوں تو اِسی وقت تم دونوں کو ختم کر سکتا ہوں. مگر میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں کہ تم خود اپنے تمام جرموں کا اعتراف کرتے خود کو پولیس کے

حوالے کر دو ورنہ اُس کے بعد جو میں کروں گا. وہ تم پر بہت بھاری پڑ جائے گا. یہی سے اندازہ لگالو میری پہنچ اور پاور کا کہ تمہارے اتنے چھپنے کے باوجود بھی آرام سے تمہارے سر پر موجود ہوں ".

ایس پی ہشام کی باتیں سنتے شہباز خان کا رنگ زرد پڑا تھا. اُسے ڈر تھا تو صرف اپنی بیٹی مِنہا کہ حوالے سے جو معصوم اور بے گناہ ہوتے ہوئے صرف اُس کی وجہ سے آج خطرے میں تھی. اگر وہ یہاں اکیلا ہوتا تو کبھی اتنا خوفزدہ نہ ہوتا.

" دیکھو میری بیٹی کا اِس سب میں کوئی قصور نہیں ہے. اُسے تم نقصان نہیں پہنچا سکتے ".

شہباز خان مِنہا کے سامنے ہی چیئر پر بیٹھا تھا. اور منہ پر ہاتھ رکھے نہایت کم آواز میں بول رہا تھا. ہشام نے اُسے کسی قسم کی حرکت سے منع کیا تھا. شہباز خان نہیں چاہتا تھا. مِنہا کے سامنے زرا سا بھی خون خرابا ہو اِس لیے وہ اُس کی بات ماننے پر مجبور تھا. اُس نے ہمیشہ مِنہا کو سب لوگوں سے چھپا کر ہی رکھا تھا. تاکہ اُس کے دشمن مِنہا کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں .

" پاپا جانی آپ پھر موبائل پر بزی ہو گئے ہیں. یہ ٹائم صرف میرا ہے سو اِس موبائل کو بند کریں اور میری بات سنیں ."

شہباز خان سے بات کرتے ہشام کے کانوں سے ایک بہت ہی دھیمی مترنم سی نسوانی آواز ٹکرائی تھی .

ہشام کی نگاہیں سامنے کی جانب ہی ٹکی ہوئی تھیں جہاں سے اب وہ لڑکی شہباز خان کا بازو تھامے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی. بے بی پنک کلر کے نفیس نگوں سے سجے پیروں تک آتے نیٹ کے فراک میں وہ نازک سی پری ہی لگ رہی تھی. جس کے چہرے کا گلابی پن اور سیاہ چمکتے بالوں کی نرماہٹیں ہشام دور سے ہی محسوس کر سکتا تھا.

ایک سیکنڈ کے اندر ایس پی ہشام نے اُس پری پیکر سے نظریں ہٹاتے سرد تاثرات کے ساتھ شہباز خان کی جانب دیکھا تھا. جو اپنی بیٹی کے گرد غیر محسوس انداز میں بازو پھیلائے اُسے اپنے حصار میں لیتے پروٹیکٹ کرنے کی کوشش کرتے تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا.

شہباز خان دوسروں کی اولاد چھینتے ہوئے. اُنہیں موت کے گھاٹ "
اتارتے یہ بات بھول گئے تھے کہ تمہاری بھی ایک بیٹی ہے. جسے تمہارے
". کیے کا بھگتان بھی بھرنا پڑ سکتا ہے

ایس پی ہشام گردیزی کے لہجے میں شہباز خان جیسے درندے کو ختم کرنے کا
. عزم واضح تھا. جسے اب وہ کسی قیمت پر بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام بھائی کا برتھ ڈے آرہا ہے. کچھ اچھا سا پلان کرنا ہو گا. وہ ہم سب "
کے لیے کتنا کچھ کرتے ہیں. اِس بار ہم بھی اُنہیں زبردست سا سرپرائز دیں
". گے. ویسے بھی اِس بار تو زیان بھائی بھی ہیں اور زیادہ مزا آئے گا

.زویا لاؤنج میں براجمان ینگ پارٹی کو مخاطب کرتے ایکسائٹمنٹ سے بولی

واہ زویا زندگی میں پہلی بار کوئی ڈھنگ کی بات کی ہے تم نے. آئیڈیا تو "
" .بہت زبردست ہے

.واسع نے زویا کا مذاق بنانے کے ساتھ ساتھ اُس کی بات کی تائید بھی کی تھی

میں ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتی ہوں. مگر تمہارے اِس بھیجے میں گھستی نہیں "
" .ہیں

.زویا نے بھی اُسے منہ چڑایا تھا

" اچھا بس بس اب تم دونوں پھر شروع مت ہو جانا. ہمم واقعی کچھ دن ہی
" .ہیں ہمارے پاس. کچھ اچھا سا پلان کرنا ہو گا

.رمشا نے اُن دونوں کو ٹوکتے چونچیں لڑانے سے باز رکھا تھا

سب لوگ زور و شور سے ہشام کو سرپرائز دینے کے بارے میں ڈسکس
.کرنے لگے تھے

وہیں پاس بیٹھی فائقہ ہشام کو ایک خوبصورت سا گفٹ دینے کے بارے میں
.سوچتے مسکرا کر رہ گئی تھی

" آہم آہم یہ اکیلے اکیلے کس خوشی میں مسکرایا جا رہا ہے. ہمیں بھی تو پتا
" .چلے. ہشام بھائی کو کیا اسپیشل گفٹ دینے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے

.فائقہ کو مسکراتے دیکھ صبا چھیڑنے سے باز نہیں آئی تھی

" .جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے "

سب کو اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ فائقہ گڑبڑاتے ہوئے بولی. کیونکہ اِن شیطانوں کی ٹولی کے سامنے کوئی بات کہنا اپنی شامت بلانے کے مترادف .تھا

سب لڑکیوں کو دوسری جانب متوجہ دیکھ تیمور نے پاکٹ میں سے آرٹیفشل چھپکلی نکال کر اپنے سامنے بیٹھی بسمہ کے پاؤں کے پاس رکھ دی .تھی

" .بسمہ یہ دیکھو تمہارے پاؤں میں کیا ہے "

تیمور کے بس اتنا کہنے کی دیر تھی. پورا لاؤنج چیخوں سے گونج اُٹھا تھا. سب لڑکیاں جس طرح ڈر کے مارے اُچھل اُچھل کر اپنے کپڑے جھاڑ رہی تھیں. وہاں موجود تیمور, واسع اور احتشام سے اپنی ہنسی روکنا بہت مشکل ہو گیا تھا.

" یار تم لڑکیوں کا کیا بنے گا. ایک بے جان سی چیز سے کوئی کیسے اتنا ڈر سکتا ہے."

تیمور نے ہنس ہنس کر دوہرے ہوتے دور پھینکی گئی چھپکلی کو اُٹھا کر اُن کے سامنے کیا تھا. جسے دیکھ وہ سب لڑکیاں اپنا اِس طرح بے وقوف بنائے جانے

پر خونخوار نظروں سے اُسے گھورتیں مارنے کو لپکی تھیں. اب کی بار چیخیں گونجنے کی باری تیمور کی تھی. کیونکہ وہ سب اُس پر حملہ آور ہو چکی تھیں.

یہ منظر گردیزی ولا کا تھا. جہاں ہر طرف خوشیوں کا ڈیرا تھا. اِس گھر میں رشتوں کے لیے پیار محبت سب کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا.

سلمان گردیزی پانچ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے. اُن کی تین اولادیں تھیں. سب سے بڑی بیٹی امبر، اُس کے بعد احتشام اور سب سے چھوٹی زویا.

سلمان صاحب کے بعد بلقیس بیگم تھیں جن کی شادی حیدر لغاری سے ہوئی تھی. بلقیس بیگم کی کچھ سال پہلے ڈیتھ ہو چکی تھی. اُن کا ایک ہی بیٹا تھا. میر زیان لغاری.

تیسرے نمبر پر حمدان گردیزی تھے جن کا بڑا بیٹا ہشام گردیزی اور اُس سے چھوٹی رمشا تھی.

زاہد گردیزی بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے. اُن کے چار بچے تھے. ولید, تیور, صبا اور بسمہ. ولید اور امبر کی دو سال پہلے شادی ہو چکی تھی. اور ایک بہت پیاری سی بیٹی لائبہ تھی.

آخری نمبر پر سائرہ بیگم تھیں. جن کی شادی طاہر احمد سے ہوئی تھی. اُن کے دو بچے تھے. واسع اور فائقہ.

بڑوں کی رضامندی سے ہشام اور فائقہ کی بات طے ہو چکی تھی. ہشام کی جانب سے تو فائقہ کو کبھی کوئی خاص رسپانس نہیں ملا تھا. مگر فائقہ دل ہی

دل میں اُسے بہت پسند کرتی تھی. لیکن ہشام کے ریزرو سے انداز کو دیکھتے وہ کبھی اُس سے اِس بارے میں بات کرنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی .

سلمان صاحب نے سب بہن بھائیوں کو بہت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ جوڑ کر رکھا ہوا تھا. وہ اُن سب کے لیے باپ کا درجہ رکھتے تھے. جن کا ہر فیصلہ بنا چوں چراں کے ماننا خاندان کے ہر فرد پر جائز تھا. اِس لیے گردیزی ولا اُن سب کے لیے جنت سے کم نہیں تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

منہا چینج کر کے سونے کی تیاریوں میں تھی. جب اُسے عائلہ کی میڈ کی جانب سے میسیج موصول ہوا تھا. جسے پڑھتے منہا بغیر اپنے حلیے کی پرواہ کیے پریشان سی بیڈ پر رکھی شال اُٹھاتے باہر کی جانب بڑھی تھی. اور ساتھ ہی

عائلہ کی میڈ کو کال کر کے اُسے عائلہ کے ڈرائیور سے ایڈریس پوچھنے کا کہا تھا. جس کے مطابق عائلہ اِس وقت کسی پارٹی کلب میں موجود تھی.

منہا ڈرائیور کو وہاں جانے کی ہدایت دیتی گاڑی میں جا بیٹھی تھی. جب بھی عائلہ غصے اور ڈپریشن میں ہوتی تھی. وہ اپنے حواس کھو بیٹھتی تھی. مِنہا ہی اُسے ہر حال میں سنبھالتی تھی. کبھی بھی اُسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا. اِس لیے ابھی بھی وہ جلد از جلد عائلہ کے پاس پہنچنا چاہتی تھی. کیونکہ جس کلب کا نام اُسے بتایا گیا تھا وہ کافی بدنام جگہ مشہور تھی.

گاڑی کے رکتے ہی مِنہا باہر نکلتے کلب کی جانب بڑھی تھی. مگر اندر سے پولیس اہلکاروں کو نکلتا دیکھ مِنہا کا دل عائلہ کے حوالے سے بے چین ہوا تھا.

منہا چینج کر کے سونے کی تیاریوں میں تھی. جب اُسے عائلہ کی میڈ کی جانب سے میسیج موصول ہوا تھا. جسے پڑھتے منہا بغیر اپنے حلیے کی پرواہ کیے پریشان سی بیڈ پر رکھی شال اُٹھاتے باہر کی جانب بڑھی تھی. اور ساتھ ہی عائلہ کی میڈ کو کال کر کے اُسے عائلہ کے ڈرائیور سے ایڈریس پوچھنے کا کہا تھا. جس کے مطابق عائلہ اِس وقت کسی پارٹی کلب میں موجود تھی.

منہا ڈرائیور کو وہاں جانے کی ہدایت دیتی گاڑی میں جا بیٹھی تھی. جب بھی عائلہ غصے اور ڈپریشن میں ہوتی تھی. وہ اپنے حواس کھو بیٹھتی تھی. مِنہا ہی اُسے ہر حال میں سنبھالتی تھی. کبھی بھی اُسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا. اِس لیے ابھی بھی وہ جلد از جلد عائلہ کے پاس پہنچنا چاہتی تھی. کیونکہ جس کلب کا نام اُسے بتایا گیا تھا وہ کافی بدنام جگہ مشہور تھی.

گاڑی کے رکتے ہی مِنہا باہر نکلتے کلب کی جانب بڑھی تھی. مگر اندر سے پولیس اہلکاروں کو نکلتا دیکھ مِنہا کا دل عائلہ کے حوالے سے بے چین ہوا تھا. وہ پولیس سے نظر بچاتی اندر کی جانب بڑھی تھی. لیکن کچھ فاصلے پر کھڑے ایس پی ہشام گردیزی کی نظروں سے وہ نہیں بچ سکی تھی.

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اُس نے اِس کلب میں ریڈ کرتے یہاں موجود نشے میں دھت تمام لوگوں کو گرفتار کر چکا تھا.

ہشام کے اشارے پر ایک لیڈی کانسٹیبل منہا کو روکنے اُس کی جانب بڑھی تھی. مگر منہا ایک بار اندر جانے پر بضد تھی. اور عائلہ کے بارے میں جاننا چاہتی تھی.

"دیکھو بی بی یہاں سے سب لوگوں کو تھانے لے جایا جا چکا ہے. جس کے بارے میں بھی معلوم کرنا ہے وہاں جاؤ. ہمارا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے."

لیڈی کانسٹیبل مِنہا کو باہر کی جانب دھکا دیتے بولی. جس پر پیچھے کی جانب ہوتے مِنہا لڑکھڑائی تھی. اُسی لمحے ہشام کی نظریں مِنہا کی جانب اُٹھی تھیں. بلیک نائٹ ڈریس کے اُوپر بلیک کلر کی بڑی سی شال کندھوں کے گرد لپیٹے وہ ہشام کو آج شام کا منظر یاد کروا گئی تھی.

ہشام غصے سے اُس کی جانب بڑھا تھا.

" .کیا پرابلم ہے

ہشام مِنہا کی جانب کڑے تیوروں سے دیکھتا لیڈی کانسٹیبل سے مخاطب ہوا تھا .

سر یہ لڑکی اندر جانے کی ضد کر رہی ہے .اِس کا کہنا ہے کہ اِس کی دوست " اندر تھی .اب پتا نہیں وہ دوست لڑکی ہے یا لڑکا جس کی وجہ سے یہ اتنی بے " .چین ہو رہی ہے

.لیڈی کانسٹیبل کی بات پر منہا کا صبر ختم ہوا تھا

دیکھئے میں بہت عزت سے بات کر رہی ہوں آپ سے .اور آپ کچھ بھی " " .بولی جا رہی ہیں

منہا بہت ہی نرم دل اور دھیمے مزاج کی مالک تھی. اُسے لڑنا جھگڑنا یہاں تک کہ اُونچی آواز میں بات کرنا بھی پسند نہیں تھا. عائلہ اور منہا بہت گہری دوستیں تھیں. مگر اُن دونوں کی شخصیت میں بہت تضاد تھا. اگر وہ کبھی غصے میں بھی مخاطب ہوتی تھی تو سامنے والے کو ایسے لگتا تھا کہ وہ معمول کے مطابق بات کر رہی ہے. ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا. اپنی طرف سے اُس نے لیڈی کانسٹیبل کو غصے سے جواب دیا تھا. مگر اُس کی پیاری سی سریلی آواز اور منفرد لہجے نے جہاں ہشام کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا. وہیں لیڈی کانسٹیبل بھی اُسے مزید کچھ سخت الفاظ کہنے سے رُک گئی تھی.

"سر میری فرینڈ غلط لڑکی بلکل بھی نہیں ہے. بس کچھ ڈپریشن کا شکار ہے. اِس لیے وہ آج یہاں آگئی. پلیز آپ ایک بار مجھے اُس سے ملوادیں."

.مِنہا ہشام کی جانب مڑتی ملتجی لہجے میں بولی تھی

بلیک شال میں اُس نے اپنے دلنشیں سراپے کو چھپا رکھا تھا. باریک شیفون کی سلیوز میں سے اُس کی دودھیا بازو اپنی جھلک دیکھا رہے تھے. جنہیں چھپانے کی وہ حتی الامکان کوشش کر رہی تھی.

اُس نے اپنے گھنے سیاہ بال کیچڑ میں مقید کر کے جوڑے کی شکل میں باندھ رکھے تھے. جس سے کچھ شریر لٹیں نکل کر اُس کے حسین چہرے کا طواف کر رہیں تھیں. بات کرنے کے دوران منہا بار بار بہت ہی نزاکت سے اُن کو چہرے سے ہٹا کر کانوں کے پیچھے اڑستی تھی. مگر وہ پھر پھسل کر باہر نکل آتی تھیں.

اگر سامنے کھڑا شخص ہشام گردیزی نہ ہوتا تو ضرور اِس جان لیوا منظر میں ڈوب جاتا مگر وہ ایس پی ہشام گردیزی تھا. جس کے مطابق اُسے فتح کرنا اُس کے دل تک رسائی حاصل کرنا شاید کسی کے بس میں نہیں تھا. ایک نظر کے بعد ہشام نے دوبارہ اُس کی جانب نہیں دیکھا تھا. "اِس جگہ پر شریف لوگ بھول کر بھی نہیں آتے. پکڑے جانے کے بعد ہر کوئی یہی کہتا ہے. آدھے گھنٹے تک سب لوگوں کو پولیس اسٹیشن پہنچا دیا جائے گا. وہی آکر اپنی فرینڈ سے مل لیجئے گا. ہمارے پاس اتنا فارغ وقت نہیں کہ یہاں روڈ پر کھڑے ہو کر ملاقاتیں کرواتے رہیں."

ہشام کھردرے لہجے میں کہتا آنکھوں کو بلیک گاگلز سے کور کرتا بنا اُسے مزید کچھ بولنے کا موقع دا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا. جبکہ منہا اُس کے ٹکے سے جواب اور سخت لہجے پر اُس کی چوڑی پشت کو گھور کر رہی گئی تھی.

"اُف للہ جی یہ لوگ عائلہ کو پولیس اسٹیشن لے کر جا رہے ہیں. پتا نہیں وہ کس حال میں ہو گی اور اگر انکل یا فاخرہ آنٹی کو پتا چلا گیا تو ایک نیا ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا."

منہا پریشانی کی حالت میں سر پکڑ کر وہیں کھڑی تھی. جب پیچھے سے کسی نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"اسلام و علیکم! بابا."

زیان ڈرائنگ میں میں داخل ہوتے بآواز بلند حیدر لغاری کو سلام کرتے بولا. جو ٹیبل پر اپنے سامنے کچھ تصویریں پھیلائے بیٹھے تھے. زیان کو مسکرا کر جواب دیتے اُنہوں نے اُسے اپنے پاس بلایا تھا.

" بابا اِس کا مطلب آپ میری بات مان گئے ہیں. اور اپنے لیے لڑکیاں پسند کر رہے ہیں ".

زیان اُن کے سامنے پڑی لڑکیوں کی تصویروں کو دیکھتے شرارتی لہجے میں بولا. جس پر حیدر صاحب نے اُسے گھوری سے نوازا تھا.

" برخوردار بات بدلنے کی کوشش بلکل بھی مت کرو. یہ سب بہت ہی اچھے گھرانے کی لڑکیاں ہیں. میں نے ذکیہ بی سے کہہ کر منگوائی ہیں. یہ

لوگ دیکھوِانہیں اور مجھے جلد از جلد تمہارا کوئی فائنل فیصلہ چاہیئے. میں اب
" .مزید اپنا گھر اِس طرح سونا نہیں دیکھ سکتا. مجھے بہو اور پوتے پوتیاں چاہیں

حیدر صاحب کی سنجیدہ لہجے پر پوری پلاننگ بتانے پر زیان اپنی بے ساختہ اُمڈ
.آنے والی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا

".یعنی کہ میری آزادی ختم کرنے کی پوری تیاری کر چکے ہیں آپ "

.اُن کے ہاتھ سے تصویریں پکڑتے زیان مسکراتے ہوئے بولا

جی بلکل. اب مزید تمہاری ایک نہیں چلے گی. اگر تمہیں کوئی پسند ہے. تو "
میں اُس کے لیے بھی تیار ہوں. اور اگر ایسا نہیں ہے تو اِن میں سے کوئی ایک
" .لڑکی سلیکٹ کرو

زیان کو تصویریں دیکھ کر منہ چڑانے پر حیدر صاحب اپنی بات پر زور دیتے
بولے.

"بابا اِن میں سے کوئی بھی لڑکی میرے ٹائپ کی نہیں ہے. آپ اچھے سے
جانتے ہیں. مجھے یہ اتنی ماڈرن اور آزاد خیال لڑکیاں نہیں پسند".

زیان کی ہمیشہ کی طرح آج بھی وہی رٹ تھی.

حیدر صاحب نے اپنے بے حد وجیہہ شاندار پرسنیلٹی کے مالک لاڈلے بیٹے
کی جانب دیکھا تھا. جو ہر معاملے میں اُن کا فرمانبردار رہا تھا. مگر اِس معاملے
میں ایک ہی ضد پر اڑ چکا تھا.

" .اور اگر تمہیں اپنے ٹائپ کی لڑکی کبھی ملی ہی نہیں تو "

.حیدر صاحب آج اُس سے ہر بات کلیئر کرنے کے موڈ میں تھے

تو آپ مجھے دو منتھ کا ٹائم دے دیں. اُس کے بعد آپ جس لڑکی سے کہیں "
" .گے. میں شادی کرنے کو تیار ہوں

زیان کی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی اُنہیں حامی بھرنی ہی پڑی تھی. کہ چلو وہ
.شادی کرنے کے لیے تیار تو ہوا تھا

زیان بیٹا کل سعود صاحب کی طرف کوئی پارٹی ہے. میری کچھ اور "
مصروفیات ہیں کل تو تم وہ اٹینڈ کر لینا. اُنہوں نے بہت اسرار کیا ہے شرکت
" .کرنے کے لیے

کافی دیر بعد زیان کو اُٹھتا دیکھ حیدر صاحب نے اُسے ہدایت کی تھی. جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

زیان ابھی کچھ سال شادی کرنے کے حق میں نہیں تھا. مگر وہ حیدر صاحب کی خواہش کو بھی نہیں ٹال سکتا تھا. جو اپنے گھر کو ہنستا بستا آزاد دیکھنا چاہتے تھے. جو گھر میں بہو کے آنے سے ہی ممکن ہو سکتا تھا. اِس لیے ناچار زیان کو اُن کی ماننی ہی پڑی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .تم.... تم کہاں تھی. بد تمیز لڑکی میری جان نکال کر رکھ دی تھی تم نے
"

منہا جیسے ہی پلٹی اپنے بلکل پیچھے عائلہ کو کھڑے دیکھ وہ حیرانی اور خوشی سے چیخ پڑی تھی. اُس نے ایک تھپڑ عائلہ کے بازو پر رسید کرتے اُسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا. عائلہ اُس کی اتنی فکر اور پریشانی پر مسکرا دی تھی. اور جواب میں اُس کے گرد اپنا بازو پھیلا دیا تھا. پوری دنیا میں ایک یہی خالص رشتہ تو تھا اُس کے پاس جو ہر طرح کی لالچ اور غرض سے پاک تھا. جس کے لیے وہ بہت اہم تھی.

" پولیس والوں نے تو تمہیں اریسٹ کر لیا تھا نا. پھر تم یہاں کیسے. کہیں بھاگ تو نہیں آئی. "

.منہا کے مشکوک انداز پر عائلہ مسکرائے بنا نہیں رہ پائی تھی

نہیں میں اریسٹ ہوئی ہی نہیں. اِن لوگوں کے آنے سے پہلے ہی میں " یہاں سے نکل گئی تھی. ابھی رضیہ کے بتانے پر تمہارے پیچھے دوبارہ یہاں آئی ہوں. "

.عائلہ کے جواب پر مِنہا نے نروٹھے لہجے میں اُس کی جانب دیکھا تھا

تم نے پرامس کیا تھا نا مجھ سے. ایسی جگہوں پہ نہیں جاؤ گی. پھر کیوں آئی" یہاں. تم اگر پریشان تھی تو میرے پاس آسکتی تھی یا مجھے اپنے پاس بلا لیتی. کیا تم نے پھر ڈرنک بھی کی ہے. "

مِنہا کے فکر مند انداز پر عائلہ کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا. جو بنا کسی بات کی پرواہ کیے رات کے وقت صرف اُس کی خاطر یہاں پہنچ گئی تھی.

قسم لے لو. ہاتھ بھی نہیں لگایا میں نے ڈرنک کو. اور اُس ٹائم میں اتنے " غصے میں تھی کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا. لیکن جیسے ہی مجھ احساس ہوا میں فوراً یہاں سے نکل آئی. آخری بار معاف کر دو آئندہ ایسا بلکل بھی نہیں ہو گا".

عائلہ کان پکڑتے بچارہ سا منہ بناتے بولی. جسے دیکھ کر مِنہا بھی اپنا غصہ برقرار نہیں رکھ پائی تھی.

" ویسے یہ پولیس والا کیا کہہ رہا تھا تمہیں ".

گاڑی کی جانب بڑھتے عائلہ نے پوچھا.

" کتنے عجیب ہوتے یہ پولیس والے للہ بچائے اِن سے. مجھے تو لگتا تھا کہ
بلاوجہ اِن کے بارے میں مشہور ہوتا

کہ یہ سڑیل ہوتے ہیں. مگر آج مل کر یقین ہو گیا. آرام سے کسی بات کا
". جواب دیتے تو لگتا جیسے گناہ مل گا اِنہیں

. مِنہا ایس پی ہشام کا انداز یاد کرتے جھرجھری لیتے بولی

". مطلب وہ پولیس والا تمہیں. اچھا خاصہ سنا کر گیا ہے "

. عائلہ مِنہا کی اُتری شکل دیکھ اندازہ لگاتے بولی

" ہاں کچھ ایسا ہی ہے. باقی سب تو پھر بھی. مگر اُس کا انداز بہت بُرا تھا. بات تو
" .ایسے کر رہا تھا جیسے میں اُس کی کوئی مجرم ہوں

مِنہا کو ہمیشہ اُس کے پاپا نے بہت پیار سے رکھا تھا. اِس لیے اُسے ایسے لہجوں
.کی عادت بلکل بھی نہیں تھی

" .تو پھر کیوں نہ اُس پولیس والے کو سبق سکھایا جائے "

.عائلہ نے گاڑی پولیس اسٹیشن والے روڈ پر ڈال دی تھی

" عائلہ پاگل ہو گئی ہو کیا. واپس موڑو گاڑی ویسے ہی بہت رات ہو گئی ہے. "
اور وہ کوئی عام بندہ نہیں ہے. پولیس آفیسر ہے اگر پکڑے گئے تو اُس نے
" .سیدھا حوالات میں بند کر دینا ہے

مِنہا عائلہ کے انداز پر گھبراتے ہوئے بولی. مگر وہ عائلہ ہی کیا جو کسی کی سن
.لے. عائلہ کو اپنی بات نہ مانتے دیکھ مِنہا خاموشی سے بیٹھ گئی تھی

" .چلو باہر "

پولیس اسٹیشن پہنچ کر مِنہا کے بہت منع کرنے کے باوجود بھی عائلہ اُسے
ساتھ گھسیٹ لائی تھی. وہ لوگ ایس پی ہشام کو گاڑی سے نکل کر اندر جاتا
.دیکھ چکی تھیں

" .تم کرنے کیا والی ہو "

مِنہا کے پوچھنے پر ہشام کی شاندار گاڑی پر ٹکی عائلہ کی نظریں شرارت سے
.چمکی تھیں

" ایس پی صاحب بہت اکڑی ہوئی گردن کے ساتھ نکل کے گئے ہیں نااِس
".گاڑی سے. اب بتاتے ہیں اِسے

عائلہ منہا کا ہاتھ پکڑ کر اُسے جھکنے کا اشارہ کرتے گاڑیوں کے پیچھے سے ہوتے
.ہشام کی گاڑی تک آئی تھی

" عائلہ کی بچی آج تو پکا مروانے کا ارادہ ہے تمہارا. پولیس والے کی چوری
".کرنے لگی ہو تم

عائلہ کو ہاتھ میں پکڑے تھیلے سے اوزار نکال کر ہشام کی گاڑی کے ٹائر کی جانب بڑھاتے دیکھ کر مِنہا ڈرتے ہوئے بولی.

" اگر اِسی طرح ڈرنے کی بجائے تم میری مدد کرو تو ہمارا کام جلدی ختم ہو سکتا ہے. "

عائلہ کی پکار پر مِنہا نہ چاہتے ہوئے بھی اُس کے پاس ہوئی تھی.

" اوہ شٹ کال بھی ابھی آنی تھی. "

عائلہ گاڑی کا ٹائر کھول رہی تھی. جب اُس کا فون بج پڑا تھا. مِنہا کو ٹائر نکالنے کا طریقہ بتاتے وہ کال اٹینڈ کرتی ایک جانب ہوئی تھی. کال ارجنٹ تھی اس لیے چاہنے کے باوجود وہ اگنور نہیں کر سکتی تھی.

" .یہ کس مصیبت میں ڈال کر چلی گئی ہے یہ لڑکی مجھے "

منہا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اِسے کیسے کھولے .اور اکیلے رہ جانے پر ڈر مزید بڑھ گیا تھا .اپنے پیچھے قدموں کی آواز محسوس کرتے اُس کی جان میں کچھ جان آئی تھی .

" .....عائلہ رتینج پکڑاؤ مجھے .ٹائر بس کھلنے ہی و "

منہا نے ہلکا سا سر موڑتے عائلہ سے رتینج مانگا تھا .مگر پیچھے عائلہ کی جگہ کسی اور کو کھڑا دیکھ اُس کا سر وہیں ساکت ہوا تھا .

ایس پی ہشام چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے سینے پر ہاتھ باندھے خاموشی سے اُس کی حرکت ملاحظہ کر رہا تھا. جو بڑی ہی دیدہ دلیری سے اُس کے تھانے کے سامنے کھڑے اُسی کی گاڑی کا ٹائر نکال رہی تھی .

مِنہا بنا پلٹے ہاتھ میں پکڑے اوزار وہیں پھینکتے کھڑی ہوئی تھی. وہ پہلے کبھی عائلہ کے ایسے کارناموں میں شریک نہیں ہوتی تھی. آج پہلی بار ہی ہوئی تھی. اور پکڑی بھی گئی تھی .

" .آپ میری جانب دیکھنا پسند کریں گی "

ہشام کا خوشگمگی لہجہ سنتے منہا کے پسینے چھوٹ چکے تھے. گاڑی کے ساتھ لگے لگے وہ ہشام کی جانب پلٹی تھی .

پچھلے چند گھنٹوں میں اِس لڑکی سے ہشام کا اب تیسری بار سامنا ہو رہا تھا. اور ہر بار سچویشن عجیب سے عجیب تر تھی. جس نے اب ہشام گردیزی کو اچھا خاصہ تپا دیا تھا. شرمندگی اور خجالت کے مارے مِنہا کا گلابی چہرا بلکل لال ہو چکا تھا. وہ دل میں مان چکی تھی کہ اِس پولیس آفیسر کے ہاتھوں اُس کا بچنا اب مشکل تھا.

" لیٹ نائٹ کلب جانا, دوسروں کی گاڑی کے ٹائرز چرانا اِس کے علاوہ اور کیا کیا کرتی ہو تم ."

ہشام نے تیز نظروں سے اُسے گھورتے قدم آگے بڑھائے تھے. منہا نے پیچھے ہونا چاہا تھا مگر عین پیچھے گاڑی ہونے کی وجہ سے وہ ہل بھی نہیں پائی تھی. ہشام اُس کے سر پر پہنچ چکا تھا. اور اُس کے گرد گاڑی پر اپنا بازو ٹکاتے

ہلکا سا جھکا تھا. اُس کی گرم سانسوں کی تپش پر منہا کو اپنی پیشانی جھلستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی .

" . یہ سب کیا اور کیوں ہو رہا تھا. مجھے سچ سچ بتاؤ "

اپنے کان کے بلکل قریب ہشام کی آواز سنتے منہا نے آنکھیں موند لی تھیں. اب وہ اُسے کیا بتاتی کہ اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا. چاہے جیسی بھی صورتحال ہو وہ ہمیشہ سچ ہی بولتی تھی. اور اب بھی یہی ہوا تھا .

" وہ آپ نے جس طرح کچھ ٹائم پہلے مجھ سے بات کی وہ مجھے اور میری فرینڈ کو بلکل بھی پسند نہیں آیا. اِس لیے آپ سے بدلہ لینے کے لیے ہم نے یہ کرنے کو سوچا. پر آئم ریلی سوری اِس کے علاوہ ہماری کوئی غلط اِنٹینشن نہیں تھی ".

ہشام کی پرسنیلٹی ویسے ہی بہت رعب دار تھی. اُوپر سے وردی میں ملبوس وہ چہرے پر سخت تاثرات سجائے اُس کی جان نکالے ہوئے تھا .

منہا کے رٹو طوطے کی طرح بات بتانے پر ہشام کچھ لمحوں کے لیے اُس کی معصومیت یا بے وقوفی پر اُسے دیکھ کر رہ گیا تھا. مگر اتنی آسانی سے معاف کرنا بھی ہشام گردیزی کی عادت نہیں تھی .

" لیکن میں نے تو تمہیں رنگے ہاتھوں پکڑا ہے. اور تمہاری طرف سے تو ویسے بھی میرا ایک حساب نکلتا ". "

ہشام سپاٹ سے انداز میں گاڑی پر بازو ٹکائے پہلے سے خوفزدہ مِنہا کو مزید ڈراتے بولا. اُس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے واضح تھے .

" ککی کیا مطلب میں تو آج فرسٹ ٹائم ہی ملی ہوں آپ سے کچھ نہیں جانتی
" .آپ کے بارے میں

منہا کو ہشام کی چبھتی نظریں بہت زیادہ کنفیوز کر رہی تھیں. جنہیں وہ
.سمجھنے سے قاصر تھی

.اِس سے پہلے کے ہشام اُسے اُسکی بات کا جواب دیتا اُسکا موبائل بج اُٹھا تھا

" سر شہباز خان کے خاص رفیق نیازی دوست جس سے ابھی کچھ دن پہلے
ہی اُس کا جھگڑا ہوا تھا نے اُس پر حملہ کر دیا ہے. مگر ہمارے آدمیوں نے
بروقت مداخلت کرتے دونوں جانب سے کسی قسم کا جانی نقصان نہیں
" .ہونے دیا

کال سنتے ہی ہشام کی نظریں منہا کی جانب اُٹھی تھیں. جو نہیں جانتی تھی کہ وہ آنے والے دنوں میں کتنے بڑے خطروں میں گھرنے والی ہے.

کال کاٹتے ہشام نے منہا کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اُسے واپس جانے کو کہا تھا. اور اپنے کچھ اہلکاروں کو غیر محسوس انداز میں اُس کو بحفاظت گھر پہنچانے کا آرڈر دیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

واؤ مِنہا یہ ہیرو کون ہے. آج سے پہلے تو میں نے اِسے کبھی کسی پارٹی میں "
". نہیں دیکھا

عائلہ ایک ادا سے اپنے کندھے پر گرے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے بولی.
جس کی ہیزل گرین آنکھیں کچھ دور کھڑے میر زیان حیدر پر جم کر رہ گئی
.تھیں

وائٹ ڈھیلی ڈھالی سی گھٹنوں سے اُوپر تک آتی شرٹ کے نیچے بلیک کلر کی
فٹنگ والی پینٹ پہنے حسین لیئر کٹ بالوں کو اپنے رعنائیاں بکھیرتے وجود
.کے گرد پھیلائے وہ وہاں موجود ہر شخص کی نگاہوں کا مرکز تھی

یہ اِس وقت کے کامیاب ترین بزنس مین میں شمار حیدر لاغاری کا بیٹا ہے. "
". کچھ مہینے پہلے ہی لندن سے واپس لوٹا ہے

مِنہا کے بجائے اِس بات کا جواب نمرہ کی جانب سے آیا تھا. جو خود میر زیان کی جانب والہانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی. ڈارک بلو کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس کسی بات پر مسکراتا وہ عائلہ کو بے خود سا کر گیا تھا .

" اتنے مہینے میری اِس پر نظر کیسے نہیں پڑی. یہ شخص نظر انداز کیے جانے کے قابل تو بلکل بھی نہیں ہے. اور مس نمرہ جس طرح تم اُسے گھور رہی ہو. اگر مزید کچھ سیکنڈز بھی تم نے اُسے ایسے ہی دیکھا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا. یہ شخص عائلہ اکرام کو پسند آ چکا ہے. تو آج سے یہ صرف اور صرف میرا ہے. "

عائلہ نمرہ کو دبے دبے لہجے میں وارن کرتی نظریں گھمانے پر مجبور کر گئی تھی. نمرہ میں عائلہ جیسی لڑکی سے اُلجھنے کا سٹیمنا بلکل نہیں تھا. جبکہ پاس کھڑی عائلہ کی بیسٹ فرینڈ مِنہا حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی.

" یہ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی. محترمہ عائلہ اکرام جن کو کوئی شخص اِس دنیا میں اپنے لیے پرفیکٹ لگتا ہی نہیں. وہ ایک نظر میں ہی کسی شخص کی دیوانی ہو چکی ہیں. اَن بیلیوایبل "

مِنہا نے ہنستے عائلہ کا مذاق اڑایا تھا. وہ اپنی دوست کی نیچر سے اچھی طرح واقف تھی.

عائلہ اُس کی حیرت پر صرف ہولے سے مسکرائی تھی.

"میری جان اتنا بھی حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے. ابھی تو تمہیں بہت کچھ دیکھنا باقی ہے. کیونکہ یہ شخص واقعی تمہاری دوست کو بُری طرح اپنی جانب متوجہ کر چکا ہے."

عائلہ بنا میرزیان سے نگاہیں ہٹائے مِنہا کو جواب دیتی اُس کی جانب بڑھ چکی تھی. جو ابھی بھی اُس کی جانب بلکل بھی متوجہ نہیں تھا.

مِنہا خاموشی سے عائلہ کو اُس شخص کی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی. وہ نہیں جانتی تھی کہ عائلہ اب کیا کرنے والی ہے. مگر جو بھی تھا وہ اب عائلہ کی ایسی کسی شرارت میں شامل ہونے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی. کل جو اُس پولیس والے کے سامنے اُس کی انسلٹ ہوئی تھی. وہی اُس کے لیے کافی تھی.

عائلہ کو اچھی خاصی باتیں سنانے کے بعد بھی اُس کی شرمندگی کم نہیں ہو رہی تھی. وہ عائلہ سے ناراض بھی تھی. مگر عائلہ ہمیشہ کی طرح بہت ہی لجاجت سے اُسے منا کر پارٹی میں گھسیٹ لائی تھی.

"مِنہا تمہیں عائلہ کو روکنا چاہیے تھا. میری کبھی بات تو نہیں ہوئی میر زیان حیدر سے مگر اتنا سنا ہے کہ اِسے یوں لڑکیوں سے فری ہونا اور ملنا جلنا پسند نہیں ہے. تھوڑے سخت مزاج کا مالک ہے وہ اِس معاملے میں."

مِنہا کی کامن فرینڈ نمرہ کو عائلہ کا اِس طرح میر زیان کے پاس جانا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا. میر زیان کے قریب جاتی عائلہ کو گھورتی نظروں سے دیکھتے نمرہ نے اپنی معلومات سے مِنہا کو بھی آگاہ کیا تھا.

"ایکسکیوزمی."

میر زیان کے پاس پہنچتے عائلہ نے ہلکا سا گلا کھنکھارتے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا. نسوانی آواز پر پاس کھڑے کچھ لوگوں سے بات کرتے زیان نے پلٹ کر عائلہ کی جانب دیکھا تھا. جواب اُن لوگوں کو ایک خوبصورت سی سمائل کے ساتھ زیان سے بات کرنے کے لیے کچھ وقت مانگتی اُن کو وہاں سے ہٹنے کا بول گئی تھی.

زیان خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا. اُسے عائلہ کچھ دیکھی دیکھی سی لگی تھی. مگر اچانک یاد آتے ہی کہ یہ وہیں ریسٹورنٹ والی لڑکی ہے. زیان کی آنکھوں میں ناگواری کی لہر دوڑ گئی تھی.

" ہائے آئم عائلہ اکرام. "

عائلہ نے ایک ادا سے کہتے اپنا ہاتھ زیان کی جانب بڑھایا تھا. مگر زیان نے اُس کا ہاتھ تھامنے کے بجائے دونوں بازو سینے پر باندھتے بے تاثر نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

"میرا نام میر زیان حیدر ہے. جی فرمائے مِس عائلہ اکرام کیا کام ہے آپ کو مجھ سے". "

عائلہ اپنا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کیے جانے اور اُس کے اتنے اٹیچوڈ دیکھانے پر بُرا ماننے کے بجائے ہولے سے مسکرا دی تھی. اُسے میر زیان حیدر کا یہ گریز برتتا انداز مزید اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا. اب تک کی اُس کی لائف میں یہ پہلا ہی ایسا شخص تھا. جو عائلہ اکرام میں انٹرسٹ نہیں لے رہا تھا.

کام تو کچھ خاص نہیں ہے. میں نے آپ کو دیکھا تو مجھے آپ سے بات "
" . کرنے کو دل چاہا. اِس لیے یہاں آگئی. آئی تھنک آئی لائک یو

عائلہ کی صاف گوئی پر زیان اُسے دیکھ کر رہ گیا تھا. جس طرح والہانہ نظروں سے یہ لڑکی اُسے دیکھ رہی تھی. میر زیان کے لیے مزید مروت دیکھانا بہت مشکل ہو رہا تھا.

مگر مجھے آپ سے اور آپ جیسی تمام لڑکیوں سے جنہیں اپنی عزت کا زرا " سا بھی خیال نہیں. اُن سے بات کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے. سو پلیز آپ " . یہاں سے جا سکتی ہیں. میں آپ کے ٹائپ کا انسان بلکل بھی نہیں ہوں

زیان نے دو ٹوک لہجے میں کہتے عائلہ کو اپنے نزدیک موجود اُس کی اوقات بتائی تھی. پارٹی میں موجود سب لوگ عائلہ کو اُس کے پاس کھڑا دیکھ اُن کی

طرف متوجہ ہو چکے تھے. جس کی بڑی وجہ عائلہ کا زیان کو والہانہ پسندیدگی کی نظروں سے دیکھنا تھی. اور زیان ایسا تو بلکل بھی نہیں چاہتا تھا کہ اُس کا نام عائلہ جیسی لڑکی کے ساتھ لیا جائے.

اُسے عائلہ کا بے انتہا حُسن بھی اپنی جانب متوجہ نہیں کر پا رہا تھا. اُس کے نزدیک حُسن سے کہیں بڑھ کر لڑکی کی شرم وحیا تھی. جو اُسے عائلہ میں ایک پرسنٹ بھی نظر نہیں آئی تھی.

" اتنے سخت الفاظ بول کر میرا دل تو مت توڑوں میر زیان حیدر. مانتی ہوں تم پر یہ ایٹیچیوڈ اور ایگو بہت سوٹ کرتی ہے. مگر تھوڑا سا اگلے بندے کی فیلنگ کا احساس کر لینا بھی بُری بات نہیں ہے. اور کسی انسان کا ظاہر دیکھ کر تو فیصلہ نہیں کیا جا سکتا نا کہ وہ کیسا ہے. "

عائلہ اپنی کیفیت نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ اُسے زیان کے اتنے سخت الفاظ کا بُرا کیوں نہیں لگ رہا. اور دل کیوں اُس کے پاس کھڑا رہنے اُس سے باتیں کرنے کا متمنی تھا. جو اُس کی جانب دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہا تھا. اگر میر زیان حیدر کی جگہ یہاں کوئی اور ہوتا تو عائلہ اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے پر اب تک اُس کا منہ توڑ چکی ہوتی .

" میرے نزدیک کسی شخص کو جاننے کے لیے ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے. تم جیسی لڑکی کبھی مجھے اپنی جانب اٹریکٹ نہیں کر سکتی. اِس لیے مجھ پر اپنا ٹائم ویسٹ مت کرو. اور اپنے ٹائپ کا کوئی اور بندہ ڈھونڈو ."

زیان اتنا رُوڈ کبھی نہیں رہا تھا. مگر نجانے کیوں اُسے اِس لڑکی پر بہت غصہ آ رہا تھا. جو اُس کے پاس سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی .

" میر زیان حیدر ابھی پندرہ منٹ پہلے تک میں سمجھتی تھی. کہ محبت جیسی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں. کوئی دوسرا انسان کیسے آپ کو اتنا عزیز ہو سکتا ہے. مگر تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے لگ رہا ہے کہ میں اُس انجانے اور اِن دیکھے جذبے میں گرفتار ہو رہی ہوں. کیا پتا یہ سب وقتی عمل کو مگر اِس دل کو تم بہت بُری طرح بھا گئے ہو ."

عائلہ بات کرنے کے دوران چند قدموں کا فاصلہ سمیٹتی زیان کے قریب ہوئی تھی. زیان بنا اُسے دُور کیے یا پیچھے ہٹے وہیں کھڑا رہا تھا. لیکن اُس کی آنکھوں سے سرد پن ٹپک رہا تھا .

" عائلہ اکرام کو میر زیان حیدر چاہیئے. میں کسی بھی قیمت پر تمہیں حاصل کر کے رہوں گی. تمہیں میری جانب اٹریکٹ ہونا ہو گا. مجھ سے محبت کرنی ہو گی ."

.عائلہ کے لہجے اور انداز میں ایک عجیب سی ضد تھی

.اُس کی بات پر زیان طنزیا انداز میں مسکرایا تھا

تم بے شرم, بدلحاظ, بدتمیز ہونے کے ساتھ ساتھ پاگل بھی ہو. تم دنیا کی " .آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میر زیان حیدر تمہارا انتخاب نہیں کرے گا

زیان زہر خند لہجے میں کہتے اُس کا بازو پکڑ کر سائیڈ پر جھٹکتے وہاں سے نکل گیا .تھا. اِس لڑکی نے اُس کا اچھا بھلا موڈ غارت کر دیا تھا

عائلہ یہ سب کیا تھا. تم اپنے روم میں نہیں کھڑی پبلک پلیس پر ہو. کیا "
" . حرکتیں کر رہی ہو

منہا کو عائلہ کا اِس طرح زیان کے قریب جانا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا. جو اب بھی مسکراتی نظروں سے انٹرنس کی جانب دیکھ رہی تھی. جہاں سے وہ .کب کا جا چکا تھا

" .مِنہا مجھے میر زیان حیدر سے پہلی نظر کی محبت ہو گئی ہے "

مِنہا کی بات کا جواب دیے بنا عائلہ کھوئے لہجے میں بولی تھی. مِنہا کو اُس کی .دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا

"عائلہ تم پاگل ہو گئی ہو کیا. اچھا مذاق ہے ویسے آج پہلی بار ملی تم اُسے آج
ہی دیکھا اور محبت بھی ہو گئی. امیزنگ ."

مِنہا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا. عائلہ کی بات پر کیسے ری ایکٹ کرے.

مِنہا کے غصہ ہونے پر عائلہ نے مسکراتے اُس کے دونوں ہاتھ تھامے تھے

"مِنہا میں سچ کہہ رہی ہوں. میر زیان حیدر میرے دل کو بہت بُری طرح
سے بھا گیا ہے. اُس کا غصہ کرنا، چڑھنا یہاں تک کے میری بے عزتی کرنا
بھی بُرا نہیں لگا مجھے ."

عائلہ بہت خوش لگ رہی تھی. لیکن مِنہا کو اُس کی باتیں سن کر ڈر لگ رہا تھا.
اُس نے میر زیان کی آنکھوں میں عائلہ کے لیے صاف ناپسندیدگی اور

ناگواری دیکھی تھی. وہ عائلہ کو سمجھانا چاہتی تھی. یہی روک دینا چاہتی تھی. وہ نہیں چاہتی تھی. عائلہ کا دل ٹوٹے مگر عائلہ اِس وقت اُس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے تم نے. گھر ہے یا کوئی کلب. اتنا اُونچا میوزک کون سنتا ہے ".

فاخرہ بیگم ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر کانوں پر ہاتھ رکھتے چلائی تھیں.

عائلہ آج اُن سے اُس دن کا بدلہ لینے کے موڈ میں تھی. جب اُنہوں نے اُسے تھپڑ پڑوایا تھا. اُس نے اپنا فیورٹ سانگ فل والیم پر لگا رکھتا تھا. جس کا شور

پورے گھر میں پھیلا ہوا تھا. اور وہ مِنہا کے ساتھ کانوں میں روئی ٹھونسے مزے سے بیٹھی باتیں کر رہی تھی. فاخرہ بیگم کا چلانا اُس نے ایسے اگنور کیا تھا. جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو.

" عائلہ میں تم سے بات کر رہی ہوں. بند کرواِس شور شرابے کو میری سر میں درد ہو رہا ہے ".

فاخرہ بیگم عائلہ کے بلکل سامنے آتے غصے سے تلملاتے ہوئے بولیں. اُن کا دل چاہ رہا تھا کہ اِس نک چڑی بد تمیز لڑکی کو اُٹھا کر اِس گھر سے باہر پھینک دیں. جس نے شروع سے اُن کی زندگی عذاب بنا رکھی تھی. اور اب بھی کان پھاڑتا میوزک لگا کر پلگ کے آگے چیئر رکھے بیٹھی تھی. تاکہ وہ بند نہ کر سکیں.

مِنہا اُسے اشاروں میں بند کرنے کا کہہ کر رہی تھی. مگر عائلہ آج کسی صورت فاخرہ بیگم پر ترس کھانے کے موڈ میں نہیں تھی. جس نے اُس سے اُس کی زندگی کی ساری خوشیاں چھین لی تھیں.

"اپنے کان بند کر لو اگر اتنا ہی مسئلہ ہو رہا ہے. میں بلکل بھی بند نہیں کرنے والی. میرا موڈ ہے آج سانگ سننے کا."

عائلہ کے لہجے میں فاخرہ بیگم کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا.

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہی ہے. آج میں اکرام سے تمہاری طبیعت اچھے سے سیٹ کرواتی ہوں. بہت اُونچا اُڑنے لگی ہو تم. اچھے سے جانتی ہوں کیسے تمہارے پر کاٹنے ہیں."

فاخرہ بیگم اُسے غصے سے وارن کرتیں باہر نکل گئی تھیں. عائلہ کو ہر بات میں سمجھانے والی مِنہا اِس معاملے میں عائلہ کو کبھی کچھ نہیں بولتی تھی. وہ عائلہ کی زندگی کے ہر پہلو سے واقف تھی. اُس کے مطابق عائلہ اپنی جگہ بلکل حق بجانب تھی. فاخرہ بیگم آج تک اُس کے ساتھ جو کچھ کر چکی تھیں. اُس کے آگے عائلہ کا یہ سب تنگ کرنا تو کچھ بھی نہیں تھا.

اوہ شٹ میں تو بھول ہی گئی تھی. آج تو کشمالہ کا برتھ ڈے ہے. اُس نے "
" . کتنی محبت سے انوائٹ کیا ہے. لازمی جانا بنتا ہے

مِنہا اچانک یاد آنے پر جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولی.

" . تم آؤ گی نا "

.مِنہا نے سوالیہ نظروں سے عائلہ کی جانب دیکھا تھا

" نہیں میرا بلکل بھی موڈ نہیں ہے. وہاں جا کر ٹائم ویسٹ کرنے کا. میں آرام سے بیٹھ کر میر زیان حیدر کو سوچنا چاہتی ہوں. میں نے خود کو دو دن دیے ہیں. یہ جاننے کے لیے کہ یہ سب وقتی تھا یا کیا واقعی میں مجھے میر صاحب سے محبت ہو چکی ہے ."

عائلہ کے واپس زیان حیدر کا قصہ چھیڑنے پر منہا نفی میں سر ہلاتے وہاں سے نکل آئی تھی. کیونکہ پچھلے اتنے گھنٹوں سے یہ نام سن کر وہ پک چکی تھی .

.مِنہا کے جانے کے بعد عائلہ بھی میوزک آف کرتی وہاں سے اُٹھ گئی تھی

عائلہ دس سال کی تھی جب یہ عورت اُس کے ماں باپ کی زندگی میں آئی تھی. اُس کی ماما کا آشیانہ تباہ کر کے اِس عورت نے اپنا گھر بسا لیا تھا. اور یہی نہیں فاخرہ بیگم نے عائلہ کی ماما کو اُس کے بابا کی سامنے بد کردار ثابت کرنے کے لیے اُن پر جھوٹا الزام لگا دیا تھا. جس پر یقین کرتے اکرام صاحب نے اُس کی ماما کو طلاق دے دی تھی. جنہوں نے اِن سب باتوں کا اتنا صدمہ لیا تھا کہ ایک سال بعد یہ دنیا ہی چھوڑ گئی تھیں.

عائلہ مکمل طور پر فاخرہ بیگم کے رحموں کرم پر تھی. جو اُس کے ساتھ جتنا ہو سکتا تھا. بُرا سلوک کرتیں. اُسے ہر وقت ڈانٹتی رہتیں اور اگر جواب میں عائلہ کچھ کی دیتی تو اکرام صاحب سے بُری طرح اُس کو ڈانٹ پڑواتیں.

اِن سب باتوں نے عائلہ کے اندر اتنا زہر بھر دیا تھا کہ وہ اتنی ہٹ دھرم اور خود سر ہو گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" واسع سب ریڈی ہے نا. ابھی زیان بھائی کی کال آئی ہے کہ وہ اور ہشام
" .بھائی ہوٹل میں پہنچ چکے ہیں. کسی بھی لمحے اندر آنے والے ہیں

زویا جلدی سے اُن سب کے قریب آتے بولی. جس پر ولید نے لائٹس آف کرنے کا اشارہ کر دیا تھا. اور اگلے چند سیکنڈز میں مختلف روشنیوں سے جگمگاتا پورا ہال تاریکی میں ڈوب گیا تھا.

اُن سب کزنز نے مل کر ہشام کا سرپرائز برتھ ڈے پلان کیا تھا. اُن کی پوری فیملی, ہشام کے دوست اور خاندان کے باقی کچھ خاص خاص لوگ مدعو تھے.

ہشام گھر بھر کا بہت کی چہیتے بیٹا تھا. اُس کا سُلجھا انداز, قابلیت اور بہادری نے اُسے ویسے ہی سب میں ممتاز کر دیا تھا.

مِنہا اپنی فرینڈ کشمالہ کے برتھ ڈے میں آئی ہوئی تھی. مگر اُسے یہ نہیں سمجھ آرہا تھا کہ اتنے بڑے ہوٹل کے کس ہال میں کشمالہ کی برتھ ڈے پارٹی ارینج کی گئی ہے. کشمالہ کا نمبر وہ کتنی بار ٹرائے کر چکا تھا. لیکن کوئی رسپانس نہیں آرہا تھا.

اُسی لمحے مِنہا کی نظر سامنے موجود ہال ہر پڑی تھی. جس کے باہر برتھ ڈے پارٹی لکھا ہوا تھا. وہ بنا ارد گرد غور کیے جلدی سے اُس جانب بڑھی تھی. یہ دیکھے بنا کہ اُس سے پیچھے ہال میں انٹر ہونے والا شخص وہی پولیس والا تھا. جس کے ساتھ دو ملاقاتوں میں ہی اُس کا بہت بُرا تجربہ رہ چکا تھا.

.مِنہا نے حیرت سے اندر چھائے اندھیرے کی طرف دیکھا تھا

" باہر تو پارٹی لکھا ہے اور لائٹس بھی آن ہے تو پھر اِدھر اتنا اندھیرا کیوں ہے."

مِنہا اندھیرے کو گھورتی مڑنے لگی تھی. جب وہ کسی فولادی شے سے بُری طرح ٹکرا گئی تھی. اِس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی مقابل نے اُسے بانہوں میں بھرتے گرنے سے بچایا تھا.ا

اُسی لمحے لائٹس آن ہوئی تھیں اور پورا ہال روشنیوں میں نہا گیا تھا. ہشام کو برتھ ڈے وش کرنے کے لیے کھولے گئے اُن کے منہ اب حیرت کے مارے مزید کھل چکے تھے.

ہشام پرپل کلر کے شارٹ فراک میں ملبوس ایک گڑیا سی نازک لڑکی کو
. بانہوں میں بھرے کھڑا تھا

کچھ دیر پہلے والے وہ سب جو ہشام کو سرپرائز دینے والے تھے. ہشام کے اِس
. سرپرائز پر خود ہی سکتے میں آ چکے تھے

ہوٹل والوں نے اِن سب کی ہدایت کے مطابق میوزک بھی آن کر دیا تھا.
. اور ہشام پر گرائے جانے والی پھول کی پتیاں اب اُن دونوں پر گر رہی تھیں
یہ منظر دیکھنے والے کچھ لوگوں کی نظروں میں حیرت کچھ میں سوال اور کچھ
میں حسد اور جیلسی واضح تھی. فائقہ کا دل چاہا تھا. اُس لڑکی کو گھسیٹ کر ہشام
. سے دور پھینک دے

ہشام اور مِنہا کے چہرے ایک دوسرے کے بہت قریب تھے. مِنہا ہشام کو اپنے سامنے دیکھ ڈر گئی تھی. کیونکہ پچھلے دو ایکسپیرینس اُس کے بہت بُرے رہے تھے. مِنہا نے اِس ڈر سے کہ کہیں یہ سڑیل پولیس والا ماربل کے فرش پر گرا ہی نہ دے ہشام کے کندھے کو اور مضبوطی سے جکڑ لیا تھا. اُس کی حرکت اور چہرے کے تاثرات پڑھتا ہشام کے چہرے پر نجانے کیسے ایک پل کے لیے محظوظ کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

یہ لڑکی دو ملاقاتوں میں ہی اُسے سمجھ چکی تھی. کہ وہ کتنا بدلحاظ اور بے مروت انسان ہے.

مِنہا کی ہلکی سی مزاحمت پر ہشام نے ہوش میں آتے اُس کو سیدھا کرتے اپنی بانہوں سے آزادی بخش دی تھی. زیان بھی ہال میں داخل ہو چکا تھا. اور حیرانی سے اُن دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا. اُس نے تو ہشام کو اکیلا اندر بھیجا تھا پھر یہ لڑکی کہاں سے آگئی تھی.

مِنہا کا اتنے سارے لوگوں اور ہشام کے ساتھ اپنی پوزیشن پر شرم سے ڈوب مرنے کو دل چاہ رہا تھا. سب لوگوں کی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ جلدی سے وہاں سے نکل آئی تھی .

ہشام گھر والوں کی جانب سے دیا جانے والا سرپرائز تو سمجھ چکا تھا. لیکن مِنہا کی یہاں موجودگی اُس کی کچھ خاص سمجھ میں نہیں آئی تھی. مگر جو بھی ہوا تھا ٹھیک نہیں ہوا تھا. ابھی اُسے سب کی مشکوک نظروں کا جواب بھی دینا تھا .

ہشام مسکراتے گھر والوں کی جانب بڑھا تھا. جن میں سے کچھ لوگ ابھی بھی حیرت زدہ تھے. سب سے جا کر ملتے ہشام نے اتنے زبردست سرپرائز پر خوشی کا اظہار کرتے سب کا شکریہ ادا کیا تھا .

جس پر ابھی تھوڑی دیر پہلے رونما ہونے والے واقعہ کو بھلائے سب محبت سے ہشام کو وش کرنے لگے تھے. فائقہ کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا. لیکن ہشام کی خاطر ناچاہتے ہوئے بھی اُس نے اپنے چہرے کو مسکراہٹ سے کور کر لیا تھا.

" کون تھی یہ حسین پری اور تمہاری بانہوں میں کیا کر رہی تھی ."

واسع چھیڑنے والے انداز میں کہتے ہشام کے قریب آیا تھا. باقی سب رشتے الگ لیکن واسع کی ہشام سے بہت اچھی دوستی تھی.

" تو تم بھی یہی سمجھ رہے ہو کہ ابھی جو کچھ ہوا. اُس سب کا علم ہے مجھے ."

ہشام کی نظروں میں مِنہا کا دلکش سراپا سمایا تھا. وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا. کہ یہ صرف اتفاق ہی ہے یا کوئی اور ریزن وہ لڑکی ہر بار کیوں اُس کے سامنے آ رہی تھی .

" نہیں ایسی بات نہیں ہے. لیکن تم دونوں کی انٹری بڑی فلمی تھی. جیسے لگ رہا ہو کہ پراپر پلاننگ کی گئی ہو. یہ دیکھو ."

واسع نے اُسے تنگ کرتے ہاتھ میں پکڑا موبائل اُس کے سامنے کیا تھا. جس اُن دونوں کی بہت ہی کمال کی پرفیکٹ پکچر لی گئی تھی. جس میں ہشام اور مِنہا بلکل ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے لگ رہے تھے .

" ابھی اور اِسی وقت ڈیلیٹ کرو اِسے ."

جس طرح اُنہیں دیکھ کر سب کاری ایکشن تھا اُس کی وجہ ہشام پکچر دیکھ کر سمجھ گیا تھا. ہشام نے بے اختیاری میں دونوں ہاتھ مِنہا کی کمر کے گرد پھیلائے اُسے گرنے سے بچایا ہوا تھا. مِنہا نے گرنے کے ڈر سے ہشام کو کندھے سے تھام رکھا تھا.

وہ دونوں بلکل پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے. ہشام وائٹ کلر کی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا. اور مِنہا پرپل فراک میں. ہشام فوراً تصویر سے نظریں پھیر گیا تھا.

ہشام کے کہنے پر واسع نے اپنے موبائل سے تو ڈیل کر دی تھی. لیکن ہشام کو سینڈ کرنا نہیں بھولا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ویسے کل جو بھی ہوا پر مزا بہت آیا. لیکن مجھے ابھی تک اِس بات کی سمجھ نہیں آ رہی. ہشام بھائی کے ساتھ وہ پیاری سی لڑکی آئی کہاں سے. اگر وہ لڑکی غلطی سے بھی پارٹی میں آ گئی پھر بھی ٹائمنگ کتنی پرفیکٹ تھی دونوں کی. "

وہ سب کزنز لاؤنج میں جمع تھیں. جب رمشا کل والے واقعہ کا مزا لیتے بولی.

کل تو سب ہشام کے ایک بار یہ کہنے سے کہ وہ نہیں جانتا یہ لڑکی کہاں سے آئی خاموش ہو گئے تھے. مگر ابھی تک کوئی اُس واقعہ کو بھولا نہیں تھا.

" یار پہلے تو سنا تھا کل دیکھ بھی لیا کہ راستہ بھول کر آنے والی پریاں کیسی ہوتی ہیں. "

. تیمور بھی اُن سب کے پاس آکر بیٹھتے بولے

" .بے شرم انسان تھوڑی ہی دیر میں لڑکی کو تاڑ لیا تم نے "

.زویا نے اُسے ایک زوردار چپت رسید کی تھی

ہاں تو اور کیا زرا سا ٹائم اور ملتا تو نمبر بھی مانگ لینا تھا میں نے اُس حسینہ کا. "
ہشام بھائی کی طرح بورنگ تھوڑی نہ ہوں. اتنی پیاری لڑکی بانہوں میں
". تھی. اور وہ آگے سے ہونک بنے کھڑے تھے

تیمور کہاں پیچھے رہنے والا تھا. افسوس سے سر ہلاتے اُس نے ایسے جواب دیا
. جیسے بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو اُسکا

"اُسے بورنگ نہیں شریف انسان کہتے ہیں. ہشام کو اِس ٹائپ کی لڑکیوں میں بلکل بھی انٹرسٹ نہیں ہے. اور تمہاری یہ باتیں ابھی میں ماموں کو بتاتی ہوں پھر وہی تمہیں اُس لڑکی سے نمبر لا کر دیں گے."

کب سے ہشام اور اُس لڑکی کے حوالے سے باتیں سنتی فائقہ آخر کار بول ہی پڑی تھی.

جبکہ فائقہ کا غصے اور جیلسی سے سُرخ پڑتا چہرا دیکھ تیمور کے ساتھ ساتھ باقی بھی اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر پائے تھے.

"ایک منٹ.... تم کہیں اُس لڑکی سے جیلس تو نہیں ہو رہی."

تیمور فائقہ کو چڑھانے کے لیے جان بوجھ کر اور زور زور سے ہنسنے لگا تھا.

" تم ہمیشہ فضول ہی بولنا تیمور. بہت ہنسی آرہی ناسب کو. مجھے تم لوگوں سے
بات ہی نہیں کرنی. جارہی ہوں میں ."

فائقہ اُن سب کے ہنسنے پر ناراضگی کا اظہار کرتی وہاں سے اُٹھ گئی تھی. سب
کے روکنے پر بھی وہ نہیں رُکی تھی.

" تیمور تم بھی کچھ زیادہ ہی بول دیتے ہو. دیکھو اب وہ ناراض ہو گئی ہے . "

بسمہ نے تیمور کو گھڑکا

" چھوڑو اُس کی عادت ہے. ہر بات پر منہ بنانے کی. ہم سب تو صرف مذاق
کر رہے تھے. اِس میں اتنا اوور ری ایکٹ کرنے والی کیا بات تھی. ویسے جہاں

تک میرا خیال ہے ہشام بھائی کی اِس سے بلکل بھی نہیں بننے والی. اُن کے
لیے تو کوئی دھیمے مزاج کی سلجھی ہوئی لڑکی ہی سوٹ کرے گی ".

تیمور کو شروع سے فائقہ کا ایسا بی ہیویر پسند نہیں تھا. جس کا وہ کھلم کھلا اظہار
بھی کرتا تھا .

"ٹھیک کہہ رہی تھی فائقہ تم بس اُلٹا ہی بولنا ".

اُس کی بات پر ایگری ہونے کے باوجود بھی رمشا ہنستے ہوئے ٹوک گئی تھی.
کیونکہ یہ بڑوں کا فیصلہ تھا. اِس لیے اُن میں سے کوئی بھی اس کی خلاف
ورزی نہیں کر سکتا تھا. رمشا کو بھی فائقہ کزن کے طور پر تو بہت پیاری تھی.
لیکن اُسے بھابھی کے رُوپ میں وہ بلکل بھی پسند نہیں تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" پاپاجانی آپ کب آئے. آپ تو سندھ گئے ہوئے تھے نا. کچھ دنوں کے لیے ".

مِنہا صبح صبح اپنے پاپاجانی کو سامنے دیکھ بہت زیادہ خوش تھی. بھاگ کر آتے وہ اُن کے سینے سے آلگی تھی. اُس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ اُسے اپنے سینے میں بھینچ گئے تھے. جیسے اُسے آگے آنے والے خطرے سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں.

" کام جلدی ختم ہو گیا تھا. مجھے اپنی گڑیا کی یاد آرہی تو اِسی لیے چلا آیا ".

شہباز خان کے لہجے میں اپنی اکلوتی بیٹی کے لیے محبت پیار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا.

لیکن اُس کی پیشانی پر فکر اور پریشانی کی لکیریں واضح تھیں. ایس پی ہشام گردیزی لمحہ لمحہ اُس کے قریب پہنچ رہا تھا. اور کسی وقت بھی اُسے شہباز خان کے اریسٹ وارنٹ جاری ہو سکتے تھے. خود سے بھی زیادہ شہباز خان کو مِنہا کی ٹینشن تھی. اِس دنیا میں اُس کے سوا اُس کی بیٹی کا کوئی نہیں تھا. جو مِنہا کی اُن کے جیسے حفاظت کر سکے.

شہباز خان کے دشمن جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے. اور شہباز خان کی گرفتاری کی خبر ملتے ہی اُس سے بدلہ لینے کے لیے وہ مِنہا کو نقصان پہنچا سکتے تھے. اِسی بات نے اُن کی راتوں کی نیندیں چھینی ہوئی تھیں.

وہ ایس پی ہشام کے آگے ہار مان چکا تھا. اب وہ اُس کے خلاف بہت سارے ثبوت اکٹھے کر چکا تھا. جن کی بنا پر شہباز خان کا بچ نکلنا بہت مشکل .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے میر زیان حیدر کے عالی شان آفس میں قدم رکھا تھا. دو دن کے بجائے اُس نے خود کو پورا ہفتہ دے کر دیکھ لیا تھا. مگر زیان کے حوالے سے اُس کے جذبات میں کوئی کمی نہیں آئی تھی. میر زیان اُس کے دل میں اُتر چکا تھا. عائلہ جیسی احساس سے عاری لڑکی پہلی نظر کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی. یہ احساسات اور جذبات عائلہ کے لیے بہت نئے اور انوکھے تھے. جنہوں نے اُس کے دل کی دنیا بدل دی تھی. عائلہ پہلی بار اپنی زندگی کے کسی معاملے میں اتنی سیریس ہوئی تھی .

اُس کو زیان کے آفس میں بیٹھ کر اُسکا ویٹ کرتے تین گھنٹے گزر چکے تھے. وہ جب بھی اُس کی پی اے سے ملنے کا کہتی اُس کا ایک ہی جواب ہوتا سر بزی ہیں. عائلہ سمجھ گئی تھی کہ زیان جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے. وہ اُس سے ملنا ہی نہیں چاہتا. مزید ایک گھنٹہ ویٹ کرنے کا سوچتے اُس نے پلان بنالیا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا ہے. زیان سے بغیر ملے تو وہ کسی قیمت پر نہیں جانا چاہتی تھی.

" ایکسکیوزمی. کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں. میر زیان حیدر کا آفس کس سائیڈ پر ہے."

عائلہ نے پاس سے گزرتے آفس کے ایک ورکر کو روکتے مسکرا کر پوچھا تھا. اُسے پتا تھا اُس کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت ہے کہ یہ آدمی نہ چاہنے کے

باوجود اُسے بتادے گا. ہوا بھی ایسا ہی تھا. وہ بہت ہی خوشی خوشی زیان کے آفس کی ساری لوکیشن سمجھا گیا تھا.

عائلہ سب لوگوں سے نظر بچا کر زیان کے آفس کے سامنے پہنچی مگر دروازے کے بلکل باہر پین کو جما دیکھ عائلہ جھنجھلا گئی تھی. زیان حیدر سے ملنے کے لیے اُسے کتنے پاپڑ بیلنے پر رہے تھے.

عائلہ نے جیسے ہی دیکھا پین اُس کی جانب متوجہ ہے. عائلہ آگے بڑھی. لیکن اگلے ہی قدم پر اُس کا پیر مڑا تھا. عائلہ کی چیخ سنتے پین بھاگتا ہوا اُس کے پاس آیا تھا.

"میڈم آپ ٹھیک ہیں. ؟ "

پین کو قریب آتا دیکھ عائلہ کی ایکٹنگ شروع ہو چکی تھی. وہ روتے ہوئے اُسے کسی کو ہیلپ کے لیے بلانے کا بول رہی تھی. پین بچارا گھبرایا سا باہر کی جانب بھاگا تھا. اُس سے بھی کہیں زیادہ پھرتی سے عائلہ وہاں سے اُٹھتی زیان کے آفس کی طرف بڑھ گئی تھی.

عائلہ بنا دروازہ ناک کیے زیان کے آفس میں داخل ہوئی تھی. جو کرسی کی بیک سے ٹیک لگائے کسی فون کال میں مصروف تھا. ڈارک براؤن تھری پیس سوٹ میں ملبوس جس کا کوٹ اُتار کر کرسی کی بیک پر ڈالا گیا تھا. سیاہ بالوں کو جیل کی مدد سے بہت ہی نفاست سے سیٹ کیے مکمل اپ ٹو ڈیٹ وہ عائلہ کو مزید اپنا دیوانہ بنا رہا تھا.

آہٹ پر زیان نے جیسے ہی پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا. عائلہ کو وہاں کھڑا دیکھ اُس کی کشادہ پیشانی پر سلوٹوں کا جال بچھ گیا تھا.

" تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی. بغیر میری اجازت کے میرے آفس میں
" .داخل ہونے کی. گیٹ آؤٹ

زیان فون بند کرتا دبے لہجے میں دھاڑا تھا. وہ اِس لڑکی کو دیکھنا بھی پسند نہیں
.کرتا تھا. جو ہاتھ دھو کر اُس کے پیچھے پڑ گئی تھی

عائلہ اُس کے چلانے پر بُرا منائے بغیر محبت پاش نظروں سے اُس کی جانب
.دیکھتی آگے بڑھی تھی

" .میر کیا تم ایک بار میری بات آرام سے سن سکتے ہو پلیز "

عائلہ نے جس طرح نرم لہجے میں کہتے زیان سے اجازت مانگی تھی. اُسے خود بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کبھی ایسے بھی بات کر سکتی ہے. اُس نے جس طرح سے زیان کا نام پکارا تھا. اور اُس کی آنکھوں میں واضح التجا دیکھ زیان انکار نہیں کر پایا تھا.

" بولو پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس . "

زیان اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ یہ ضدی لڑکی اُس کی جان نہیں چھوڑے گی.

پیرٹ کلر کی لانگ شرٹ جس کے فل بازوؤں اور گلے پر شیشوں کا کام کیا گیا تھا کہ ساتھ بلو کلر کی جینز پہنے وہ کھلے بالوں اور نفاست سے کیے میک اپ کے ساتھ کسی کی بھی دل کی دنیا بدلنے کی صلاحیت رکھتی تھی.

حیرت انگیز طور پر آج دوپٹے کے نام پر اُس نے گلے میں ایک چھوٹا سا
.سکارف لپیٹ رکھا تھا. جو اُسے زرا سا بھی کور کرنے سے قاصر تھا

.عائلہ زیان کے سامنے والی چیئر پر آ بیٹھی تھی

" میں جانتی ہوں تمہاری نظر میں میں بہت بُری لڑکی ہوں. شاید دنیا کی
سب سے بُری لڑکی. لیکن یہ سچ ہے کہ میں تم سے بہت زیادہ محبت کرنے لگی
ہوں. آج تک مجھے لگتا تھا مجھے کسی کی بھی نفرت سے کوئی فرق نہیں پڑتا.
چاہے پوری دنیا مجھے ناپسند کرے. لیکن اِس ایک ہفتے میں مجھے اِس بات نے
بہت تڑپایا ہے. کہ جس شخص سے میں سب سے زیادہ محبت کرنے لگی ہوں.
وہی مجھے سخت ناپسند کرتا ہے. مجھے تمہاری نفرت سے بہت زیادہ فرق پڑ رہا
.ہے

میر زیان ایک بار آزما کر دیکھ لو. میں اتنی بُری لڑکی نہیں ہوں. تم جو کہو گے
میں کروں گی. تمہاری خاطر خود کو پوری طرح سے بدل دوں گی. مگر پلیز
" .ایک چانس دو مجھے

عائلہ جذبوں سے چور لہجے میں بولتی اپنے جذبات کا اظہار کر گئی تھی. وہ ایسی
ہی تھی. نفرت اور محبت دونوں ڈنکے کی چوٹ پر کرتی تھی. ڈرنا تو اُس نے
.کبھی سیکھا ہی نہیں تھا

سنجیدگی سے عائلہ کی بات سنتے زیان حیدر نے آخر میں استہزایہ مسکراہٹ
.ہونٹوں پر سجائے اُس کی جانب دیکھا تھا

" .آج سے پہلے کتنے مردوں کو ایسا بول چکی ہیں آپ مِس عائلہ اکرام "

زیان کی بات سیدھی عائلہ کے دل میں جا کر چبھی تھی. یہ شخص اُسے سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا. وہ اُس کے ظاہری حلیے سے ہی اُس کے کردار کا اندازہ لگا چکا تھا.

" صرف تم ہی وہ پہلے اور آخری مرد ہو. جس کے سامنے عائلہ اکرام زندگی میں پہلی بار جھکی ہے ".

عائلہ نے زیان کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا تھا. جس پر زیان فوراً نگاہیں پھیر گیا تھا. وہ کوشش کے باوجود عائلہ کی آنکھوں میں موجود سچائی نظر انداز نہیں کر پا رہا تھا.

" تم نے جو بات کہنی تھی. میں نے وہ سن لی. اب تم جا سکتی ہو ".

زیان اِس ساحرہ کے سحر میں بلکل بھی نہیں آنا چاہتا تھا. اِس لیے اُسے اُٹھتا نہ دیکھ خود ہی اپنی سیٹ چھوڑ گیا تھا.

" . میر پلیز اتنے سنگدل مت بنو. ایک بار مجھے سمجھنے کی کوشش تو کرو "

عائلہ بھی اپنی سیٹ سے اُٹھتی جلدی سے اُس کے سامنے آئی تھی.

" عائلہ اکرام مجھے تمہاری سب سے زیادہ یہی بات ناپسند ہے. کہ تمہارے لیے تمہاری عزت تمہاری سیلف ریسپیکٹ کو معنی نہیں رکھتی. جتنی میں تمہاری انسلٹ کر چکا ہوں. تمہاری جگہ اگر کوئی عزت دار لڑکی ہوتی تو دوبارہ میرے سامنے آنا بھی پسند نہیں کرتی. مگر تم یہ سب کر کے میرے نزدیک اپنی رہی سہی ریسپیکٹ بھی کھو چکی ہو. "

زیان نفرت بھری نظریں اُس کے تیکھے دلنشین نقوش پر ڈالتا ایک بار پھر اُس کا دل چھلنی کر گیا تھا. لیکن اِس بار عائلہ اپنے غصے کو قابو نہیں کر پائی تھی.

" میر زیان حیدر کہاں لکھا ہے کہ اپنی محبت کا اظہار کرنے والی لڑکی عزت دار نہیں ہوتی. مرد کرے تو سب ٹھیک لیکن عورت اگر اپنے جذبات کا اظہار کرے تو اُسے اِس طرح رسوا کر دیا جاتا ہے. تمہارے مطابق میں ایک بدکردار لڑکی ہوں نا تو یاد رکھنا میر زیان حیدر اِسی بدکردار لڑکی سے محبت کرو گے تم. تمہاری زندگی میں اگر کوئی لڑکی شامل ہو گی تو وہ صرف میں ہو نگی.

میری اب تک کی زندگی میں صرف نفرت اور دوستی جیسے رشتے تھے. جن کو پوری ایمانداری سے نبھایا ہے میں نے. تو محبت کا رشتہ تو اِن سے کہیں اُوپر ہے اُس کی خاطر تو میں اپنا آپ بھی داؤ پر لگا سکتی ہوں. میر زیان حیدر لکھ لو

میری یہ بات ایک دن تم بھی مجھ سے بے انتہا محبت کرو گے. ایسے ہی تڑپو
گے میرے لیے جیسے میں تڑپ رہی ہوں تمہارے لیے ".

عائلہ زیان کے کلون کی مہک اپنی سانسوں میں اُتارتی ایک درد بھری
مسکراہٹ اُس پر اُچھالتی وہاں سے نکل گئی تھی .

" یہ پاگل لڑکی مجھے بھی پاگل کر دے گی . "

زیان ٹیبل پر پڑی فائلز دو اُچھالتا غصے سے دھاڑا تھا. بہت نظر انداز کرنے
کے باوجود بھی اِس لڑکی کی باتیں زیان کے دل ہر اثر کر رہی تھیں. عائلہ کی
آنکھوں میں آج اُسے عجیب سی ویرانی محسوس ہوئی تھی. جیسے وہ محبت کی
چاہت کی پیاسی ہوں .

میں اُس لڑکی کے بارے میں کیوں سوچ رہا ہوں. جب مجھے اُس میں کوئی " انٹرسٹ ہی نہیں ہے تو اُس کے بارے میں سوچ کر ٹائم کیوں ویسٹ کرنا. بہت بڑی ڈرامہ باز ہوتیں ہیں ایسی لڑکیاں. نجانے کیسے کیسے طریقوں سے ". اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتی ہیں

زیان عائلہ کی باتوں پر اچھا خاصہ جھنجھلایا ہوا تھا. اِس لیے خود سے بھی اُلجھتے .آفس سے نکل گیا تھا

وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے محبت اور نفرت کی اِس جنگ میں قسمت اُن .کے ساتھ کیسا مذاق کرنے والی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سر پولیس نے ہمارے دو اڈوں پر حملہ کر کے اُنہیں اپنے قبضے میں لے لیا "
ہے. اور اب وہ آپ کو گرفتار کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چھاپے مار
". رہے ہیں

شہباز خان کا خاص آدمی کاشف گھبرایا بوکھلایا اندر داخل ہوا تھا. شہباز خان کو لگا تھا اُس کا انجام بہت قریب آ چکا تھا. اُس نے جو آج تک مظلوموں کا ناحق خون بہایا تھا. لوگوں کی زندگیاں برباد کر کے رکھ دی تھیں. آج اُن سب باتوں کا حساب دینے کا وقت آ گیا تھا .

شہباز کو اِس بات کا علم تھا کہ ایس پی ہشام کسی بھی وقت اُس تک پہنچ جائے گا. لیکن اتنی جلدی اِس بات کی اُمید اُسے بلکل نہیں تھی. مِنہا کا خیال آتے ہی شہباز خان جلدی سے پچھلے دروازے کی جانب بڑھا تھا. ابھی وہ گرفتاری

نہیں دے سکتا تھا. اُسے اپنی بیٹی کو محفوظ کرنا تھا. وہ اُسے کسی صورت اِس بے رحم دنیا کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا اُس کے کیے گئے گھنونے کاموں کی سزا اُس کی معصوم بے گناہ بیٹی کو ملے.

"رُک جاؤ شہباز خان. ورنہ جو حال میں تمہارا کروں گا وہ عدالت کی سزا سے بھی کہیں زیادہ عبرت ناک ہو گا."

اِس سے پہلے کہ شہباز خان وہاں سے فرار ہوتا ایس پی ہشام اُس تک پہنچ چکا تھا. اور اُس کے پیروں کے قریب زمین پر فائر کرتے اُسے فرار ہونے سے باز رکھا تھا. جب اور کوئی راہ نہ پاتے شہباز خان نے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا تھا. لیکن مِنہا کی فکر اُسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی.

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کون ہے اُس کی زندگی میں جس سے وہ مِنہا کی حفاظت کی بھیک مانگ سکتا تھا. کیونکہ اُس کے تمام دوست یہ سن کر کہ وہ گرفتار ہو چکا ہے. اُس کے جانی دشمن بننے والے تھے. اُن کے ہر راز سے شہباز خان واقف تھا. اور سب اِسی ڈر سے کہ کہیں وہ اُن کو بھی نہ پھنسا دے وہ اُسے بلیک میل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ہائے ہینڈسم کیسے ہو. "

زیان معمول کے مطابق صبح پانچ بجے جاگنگ کے لیے قریبی پارک آیا ہوا تھا. جب اپنے پیچھے عائلہ کی آواز سنتے وہ پلٹا تھا.

عائلہ ٹریک سوٹ پہنے اتنی ٹھنڈ میں ہولے ہولے کانپتی مسکراتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی. گرے کلر کے ٹریک سوٹ کے اُوپر بلیک کلر کی سٹائلش سی چادر لپیٹے ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کی گئی تھی. اُس کی بالوں کی کٹی ہوئی لٹیں ماتھے پر بکھری ہوئی تھیں. جنہیں ہٹانے کی اُس نے کوئی زحمت نہیں کی تھی. بالوں کو جوڑے کی شکل دیے ہاتھوں کو گرم کرنے کے لیے آپس میں رگرتی وہ حسین صبح کا ایک دلفریب حصہ لگ رہی تھی. .مگر سامنے کھڑے میر زیان حیدر کو اِس دلفریبی میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا

"تم یہاں. ؟ "

زیان کے تیوری چڑھا کر پوچھنے پر عائلہ نے اپنی نظریں پھیر لی تھیں. وہ اُسے .کیا بتاتی اِس طرح غصہ کرتا وہ عائلہ کو کتنا پیارا لگتا ہے

.جس کا مضبوط چوڑا وجود ٹریک سوٹ میں مزید نمایاں لگ رہا تھا

" جب تم نے اپنے آفس اور گھر میں میری انٹری پر پابندی لگا رکھی ہے تو تم
سے بات کرنے تمہیں دیکھنے کے لیے یہی جگہ مناسب لگی مجھے. اور میں
" .یہاں آ گئی

عائلہ اُسے یہ نہیں بتا سکی تھی کہ صرف اور صرف میر زیان حیدر کی خاطر
اُس نے اپنی نیند کی قربانی دی تھی. ورنہ نو دس بجے سے پہلے اُٹھنا اُس کے
لیے دنیا کا سب سے مشکل ترین کام تھا. اور اب خود کو اچھے سے کور کرنے
کے بعد اتنی ٹھنڈ میں اُسے اپنے دانت بجتے محسوس ہو رہے تھے. مگر زیان
.سے ملنے کے لیے تو یہ سب کچھ نہیں تھا

.زیان بنا کچھ بولے افسوس میں سر ہلاتے دوبارہ سے جاگنگ شروع کر چکا تھا

" میر تم روز یہاں آتے ہو کیا. مطلب اتنی صبح کیسے اُٹھتے ہو روز اور اتنی ٹھنڈ میں طبیعت خراب نہیں ہوتی ."

عائلہ بہت مشکل سے زیان کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے سوال کر گئی تھی.

" محترمہ پانچ بجے اتنی صبح نہیں ہوتی. جاگنگ کے لیے نہیں تو نماز کے لیے تو ہر کوئی اُٹھتا ہے. مگر آپ جیسے لوگوں کو کہاں اِن باتوں کا ہوش ."

زیان کے طنز پر عائلہ کے قدم وہی رک گئے تھے. جب سے اُس کی ماما اُسے چھوڑ کر گئی تھیں. اُس نے تو للہ سے ناراضگی کا اظہار کرتے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا تھا. اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم نے تو اُسے جھڑکنے اور مارنے کے

علاوہ کبھی اُس کی کسی بات میں اصلاح نہیں کی تھی. ہاں مِنہا اکثر اُسے اِس بات کے لیے ٹوکتی اور سمجھاتی رہتی تھی مگر عائلہ پوری دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے رب سے بھی ایسی روٹھی تھی کہ کبھی اُس بابرکت اور مہربان ذات کو کبھی دل سے پُکارا ہی نہیں تھا .

آج زیان کی ایک چھوٹی سی بات اُسے اُس کی اتنی بڑی غلطی اور کوتاہی کا احساس دلا گئی تھی. اُس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ آج سے وہ باقاعدگی سے نماز پڑھنا شروع کرے گی .

اپنی سوچ پر پر سکون سی ہوتی وہ پھر زیان کی جانب بڑھ گئی تھی. جسے دیکھ کر عائلہ کو لگ رہا تھا کہ واقعی یہ شخص اُس کی زندگی بدل دے گا .

" اُف للہ جی تم تھکے نہیں ہو. بس بھی کرو اب ."

دو چکروں میں ہی عائلہ کی ہمت جواب دے گئی تھی. وہ زیان سے بات کرنے کی وجہ سے اُس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہی تھی. زیان جان بوجھ کر اُس سے پیچھا چھڑاوانے کے لیے اپنے قدم مزید تیز کر دیتا تھا. اُسی چکر میں عائلہ اب بُری طرح ہانپ رہی تھی .

عائلہ کو پانی پی کر سانس بحال کرتا دیکھ زیان آگے بڑھ گیا تھا. یہ لڑکی اُس کی سوچ سے بھی زیادہ چپکو, ضدی اور پاگل تھی .

" دیکھو تم سے بات کرنے کے لیے میں کتنی محنت کر رہی ہوں. پلیز دو منٹ بیٹھ کر مجھ سے بات کر لو . "

عائلہ ایک بار پھر اُس کے قریب آ کر اب کی بار ساتھ چلنے کے بجائے اُلٹے قدموں اُس کے آگے چلنے لگی تھی. عائلہ کا رُخ زیان کی جانب تھا.

"میں تمہیں کتنی بار بتا چکا ہوں. تم جیسی فضول انسان کے لیے میرے پاس بلکل بھی ٹائم نہیں ہے" .

زیان نے اُسے جواب دیتے سائیڈ سے نکلنا چاہا تھا. جب پیچھے پڑا پتھر نہ دیکھ پانے کی وجہ سے عائلہ کو ٹھوکر لگی تھی. اِس سے پہلے کہ وہ سر کے بل نیچے گرتی زیان نے ایک ہاتھ سے اُس بازو پکڑتے دوسرا بازو اُس کی کمر کے گرد رکھتے اُسے گرنے سے بچایا تھا.

اِس چکر میں دونوں کافی قریب آ گئے تھے. عائلہ نے زیان کی شرٹ کو سینے سے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا. زیان ہلکا سا عائلہ کے اُوپر جھک ہوا تھا. جس کی

وجہ سے اُس کے ہمیشہ جیل کی مدد سے سیٹ کیے گھنے بال ماتھے پر آتے اُس
.کی وجاہت میں مزید اضافہ کر رہے تھے

میر زیان حیدر کی قربت اُس کی مسحور کن خوشبو اور اب یہ حسین منظر عائلہ
کو بے خود کر گیا تھا. اُس نے ایسے ہی بے اختیاری میں ہاتھ بڑھا کر زیان کے
.بال ماتھے سے سمیٹنے چاہے تھے

زیان جس نے عائلہ کو بہت بُری طرح گرتے دیکھ سہارا دیا تھا. اب اُس کی
والہانہ محبت پاش نظروں اور بڑھائے جانے والے ہاتھ پر ساری مروت اور
.انسانیت بھاڑ میں جھونکتے عائلہ بنا سیدھا کیے چھوڑ دیا تھا

اِس سے پہلے کہ عائلہ اُس کے ماتھے کو چھو کر اپنی خواہش پوری کرتی. زیان اُسے زمین پر پٹخ چکا تھا. عائلہ کی کمر اتنی زور سے نیچے لگی تھی کہ وہ درد سے بلبلا کر کمر پر ہاتھ رکھے زیان کو گھورنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکی تھی .

" اگر مدد کر ہی دی تھی تو شکریہ کا موقع بھی دے دیتے. اتنے زور سے گرا دیا مجھے کیوں واپس " .

عائلہ اُسی پوزیشن میں زمین پر گرے زیان سے سوال کر رہی تھی. گرنے کی وجہ سے اُس کا جوڑا کھل چکا تھا. اور بال چہرے کے ارد گرد بکھرے اُس کے چہرے کو مزید حسین بنا رہے تھے .

" کیونکہ مجھے احساس ہو گیا تھا. کہ کچھ لوگ بلکل بھی مدد کے قابل نہیں ہوتے " .

.زیان بنا عائلہ کی جانب دوبارہ دیکھے آگے بڑھ گیا تھا

" ہائے میرے محبوب کے یہ انداز مجھے اِس کے اظہارِ محبت سے پہلے ہی نہ کہیں اُوپر پہنچادیں ".

عائلہ اُس کے گریز اور نظر انداز کرنے والی حرکت پر فدا ہوتی وہیں گیلے گھاس پر سر ٹکا گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یہ والا ڈریس کیسا رہے گا ".

عائلہ نے جیسے ہی اورنج کلر کے خوبصورت سے فراک جس کے اُوپر بڑا سا دوپٹہ تھا پر ہاتھ رکھا. مِنہا نے ناسمجھی سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" تم اپنے لیے ہی شاپنگ کر رہی ہو نا ."

مِنہا کے انداز پر عائلہ مسکرا دی تھی.

" میرزیان حیدر کو میری یہ ڈریسنگ نہیں پسند. اِس لیے اب میں اِس ٹائپ کی ڈریسز پہننے کی کوشش کروں گی ."

عائلہ کی بات پر مِنہا نے اُس کے دونوں ہاتھ تھامتے رُخ اپنی جانب موڑا تھا.

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا. تم عائلہ اکرام جسے لوگوں کی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا. جس کی نظروں میں اُس کی مرضی اُس کی خوشی سب سے زیادہ اہم ہے. جو اپنی زندگی اپنے حساب سے جینا چاہتی ہے.

تم کسی اور کی مرضی کی خاطر اور وہ بھی وہ انسان جس سے ملے تمہیں ایک مہینہ بھی نہیں ہوا تم اُس کی خاطر خود کو بدلنا چاہتی ہو. مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا."

مِنہا کو بہت اچھا لگتا اگر عائلہ اپنی خاطر خود کو بدلنے کی کوشش کرتی. لیکن ایسے انسان کے لیے جو اُس سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا یہ سب کرنا مِنہا کو بہت بُرا لگ رہا تھا.

"مِنہا محبت کرنے کے لیے تو ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے اور میری زندگی میں وہ لمحہ آکر گزر چکا ہے. چاہے ایک مہینہ ہی ہوا ہے مجھے اُس سے ملے مگر مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں سالوں سے اُسے جانتی ہوں. نجانے کب سے چاہتی آرہی ہوں اُسے. وہ شخص میرے لئے نیا اور اجنبی بلکل بھی نہیں ہے. اور جہاں تک رہی اُس کی ناپسندیدگی کی بات تو اُسی کے لیے ہی تو یہ سب کر رہی ہوں. دیکھنا وہ بھی بہت جلد مجھ سے محبت کرے گا. مجھے چاہے گا مجھے پورا یقین ہے."

یہ بات کرتے عائلہ کی آنکھوں میں ایک چمک واضح ہوئی تھی. جسے آج بہت ٹائم بعد دیکھا تھا مِنہا نے. جہاں ہر وقت اُداسی اور ویرانی ڈیرا ڈالے رکھتی تھی. وہاں آج اُسے اپنی محبت حاصل کرنے کا جنون نظر آرہا تھا.

مِنہا چاہتی تھی عائلہ خود کو بدلے خوش رہے. اور آج عائلہ کو اِس طرح چہکتے دیکھ مِنہا کو خوشی بھی بہت ہو رہی تھی. اب وہ بس یہی دعا کر سکتی تھی. کہ میر زیان حیدر کو بھی عائلہ سے محبت کو جائے. اُس کی دوست یک طرفہ محبت کے روگ میں ہی نہ رہ جائے. میر زیان حیدر بھی اُس سے اتنی ہی محبت کرے جس کی وہ دل کی اچھی لڑکی حقدار ہے. جو اُسے کبھی نہیں ملی.

" بہت اچھا ہے یہ ڈریس بہت سوٹ کرے گا تم پر. اور تمہارے اُس میر صاحب کے دل کے تاڑ تو ضرور چھڑیں گے تمہیں اِس ڈریس میں دیکھ کر. "

مِنہا کی بات پر عائلہ محبت پاش نظروں سے اس کی جانب دیکھتے مسکرا دی تھی. عائلہ کے لیے وہ اِس دنیا میں واحد ایسی انسان تھی جو اُسے جانتی تھی سمجھتی تھی. اور زندگی کی ہر مشکل گھڑی میں اُس کے ساتھ کھڑی رہی تھی.

آج بہت دنوں بعد اُن دونوں دوستوں نے جی بھر کر شاپنگ اور انجوائے کیا تھا. ایک بھرپور دن گزار کر مِنہا ڈرائیور کے ساتھ گھر کے لیے نکل آئی تھی.

" کیا ہوا ڈرائیور گاڑی کیوں روک دی. اور یہ کس کی گاڑی ہے اِس طرح ہمارے سامنے کیوں آ گئی ."

گاڑی کی اچانک سے بریک لگانے اور کسی اور گاڑی کا سامنے آ کر راستہ روکنے پر مِنہا نے خوفزدہ ہوتے ڈرائیور سے پوچھا تھا. روڈ ویران ہونے کی وجہ سے مِنہا کے خوف میں مزید اضافہ ہو رہا تھا.

لیکن اِس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی اور مدد کے لیے کسی کو پکارتی اُس گاڑی سے نکل کر آنے والے نقاب پوش آدمیوں نے پہلے ڈرائیور کے سر پر پسٹل کی پشت مارتے اُسے بے ہوش کیا اور پھر مِنہا کی جانب بڑھتے اُس کے چیخنے سے پہلے ہی اُس کے منہ پر کلوروفام لگا رومال رکھتے بے ہوش کرتے وہاں سے اُٹھا کر لے گئے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .شہباز خان ملاقات آئی ہے تمہاری "

شہباز خان کو آج تیسرا دن تھا حوالات میں بند ہوئے. اُس کو ہر طرح سے ٹارچر کرتے بہت سارے راز اُگلوا لیے گئے تھے. نہ ہی کسی کو اُس سے ملنے کی اجازت تھی. اور نہ ہی وہ کسی سے ملنا چاہتا تھا. اُس نے ایس پی ہشام سے منت

کی تھی کہ اُس کی بیٹی کواِس بارے میں کچھ پتانہ چلے. جس پر ہشام بنا کچھ
.بولے طنزیا مسکراہٹ اُس پر اُچھالتا نکل گیا تھا

شہباز خان پولیس والے کی بات پر حیران ہوتے پلٹا تھا. کہ اُس سے بھلا کون
.ملنے آسکتا ہے

" .کیسے ہو شہباز خان "

رفیق نیازی کے خاص آدمی نعمان کواپنے سامنے دیکھ شہباز کی چھٹی حس کچھ
.غلط ہونے کاالارم دینے لگی تھی

" .تم یہاں کیوں آئے ہو "

.شہباز خان کے دوٹوک انداز پر نعمان ہنسا تھا

لگتا ہے شہباز خان تمہیں تو مجھ سے بھی زیادہ جلدی ہے. چلو پھر سنوں. "
رفیق نیازی نے تمہارے لیے پیغام بھیجوایا ہے کہ اگر تم نے اُس کے خلاف
مزید زرا سا بھی منہ کھولا تو اپنی بیٹی کی جان اور عزت جانے کے ذمہ دار تم خود
ہو گے. ابھی تک تو تمہاری بیٹی ہمارے پاس بلکل محفوظ ہے مگر صرف اُس
وقت تک جب تک تم مزید ایک راز بھی رفیق نیازی کے خلاف نہیں اُگلو
گے. تمہاری بیٹی اغوا نہ ہوتی اگر تم اپنی دوستی بھول کر رفیق نیازی کے خلاف
" .بیان نہ دیتے تو

شہباز خان کو لگا تھا جیسے آسمان اُس کے سر پہ آ گرا ہو. مکافاتے عمل اتنی
جلدی شروع ہو جائے گا اُسے یقین نہیں آ رہا تھا. اُس کے کیے کی سزا اُس کی

بیٹی کو نہیں ملنی چاہیئے تھی. اُس کی بیٹی بہت حساس اور نازک تھی وہ یہ سب
. نہیں سہہ سکتی تھی

نعمان میری بات سنور کو. اِس سب میں میری بیٹی کا کوئی قصور نہیں ہے. "
" . چھوڑ دو اُسے

شہباز خان روتا گڑگڑاتا رہ گیا تھا. لیکن نعمان اُسے کی بات سنے بغیر وہاں سے
. نکل چکا تھا

. مجھے ایس پی ہشام سے ملنا ہے. ابھی اور اِسی وقت خدا کے لیے اُسے بلوا دو "
"

شہباز خان نے وہاں تعینات پولیس اہلکاروں کو بلا کر منتیں کرتے اُن کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے.

جب آخر کار مسلسل اُس کے دو گھنٹوں کی منتوں کے بعد ایس ایس ہشام کو اُس پر ترس آ ہی گیا تھا.

" شہباز خان اتنی جلدی تمہارا سارا غرور مٹی میں مل جائے گا یقین نہیں آ رہا. کہیں یہ بھی تمہاری کوئی چال تو نہیں ".

ہشام کی ملامتی نظریں شہباز خان کے زرد چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں.

" دیکھو ایس پی تم جو مجھے بولو گے میں کروں گا. میں قسم کھاتا ہوں ہر لحاظ سے تمہارے ساتھ تعاون کروں گا. خدا کے لیے مجھ پر ایک احسان کر دو.

میری بیٹی کو رفیق نیازی نے اغوا کر لیا ہے. میری معصوم بیٹی اُس درندے کے پاس بلکل بھی محفوظ نہیں ہے.

وہ بے قصور ہے اُسے میرے کاموں کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے. اور تم خود بھی تو یہی کہتے ہو کہ کسی بے گناہ کو تم کچھ نہیں ہونے دو گے. میری بیٹی بلکل بے گناہ ہے بچا لو اُسے ".

شہباز خان ہشام کے آگے ہاتھ جوڑتے اُس کے پیروں میں آ گرا تھا. اُس کی حالت ایسی ہو رہی تھی. وہ ایسے تڑپ رہا تھا جیسے کوئی اُس کی شہ رگ پر مسلسل چھڑیاں چلا رہا ہو.

شہباز خان کی بات سنتے ہشام نے غصے سے مُٹھیاں بھینچ لی تھیں. اُس کی پیشانی پر اُبھرنے والی سلوٹیں اُس کے اندر کے غصے کا پتا دے رہی تھیں.

مِنہا کا معصوم چہرا اور نازک سراپا اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا. وہ کسی بات پر ڈرتی کسی پر ڈٹ کر جواب دیتی ہشام کو کسی بھی طرح کی سزا کی حق دار بلکل بھی نہیں لگی تھی .

وہ بنا شہباز خان کو کوئی جواب دیے تیز قدموں سے وہاں سے نکل آیا تھا. اُسے کسی بھی قیمت پر اُس لڑکی کو محفوظ کرنا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام پچھلے تین گھنٹوں سے مسلسل مِنہا کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا. مگر رفیق نیازی کے بہت سارے ٹھکانے چھان لینے کے باوجود اُسے ابھی تک مِنہا کا کچھ پتا نہیں چلا تھا .

یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک مجرم کی بیٹی ہے. ہشام کو اُس معصوم لڑکی کی بہت زیادہ فکر ہو رہی تھی. اُس کا دل عجیب بے چین سا ہوا پڑا تھا. اُس کی پیشانی کی رگیں غصے سے تنی ہوئی تھیں. ہشام کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ شہباز خان کی گرفتاری کے فوراً بعد اُسے اُس کی بیٹی کی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے تھا. کیونکہ مِنہا کسی قسم کی سزا کی حقدار بلکل بھی نہیں تھی.

ہشام سمجھ گیا تھا کہ رفیق نیازی نے بہت سوچ سمجھ کر یہ چال چلی ہے. اُس نے ضرور مِنہا کو کسی بہت خفیہ جگہ پر رکھا ہوا ہے. جہاں سے اتنی جلدی مِنہا کو نکالنا اتنا آسان نہیں تھا. مگر زیان مِنہا کو زیادہ دیر اُن درندوں کے درمیان نہیں رہنے دینا چاہتا تھا. کسی صورت بھی جلد از جلد اُسے وہاں سے نکالنا تھا. اِس لیے اپنے دماغ میں ایک پلان ترتیب دیتے اُس نے رفیق نیازی کے ایک آدمی سے حاصل کیا گیا اُس کا نمبر ملایا تھا.

" .ایس پی ہشام سپیکنگ "

رفیق نیازی کے کال اٹینڈ کرتے ہی ہشام اپنے غصے پر قابو پاتے دبے لہجے میں بولا

اوہ زہ نصیب آج تو بڑے بڑے لوگوں نے یاد کیا ہم غریبوں کو. آج "
" .ہمارے بھاگ کیسے کھل گئے

.ہشام کی آواز سنتے ہی رفیق نیازی جوش میں آتے بولا

تم جو کر رہے ہو وہ بہت غلط ہے. تم ابھی میرے ٹارگٹ پر بلکل بھی نہیں "
تھے. مگر اُس لڑکی کو کڈنیپ کر کے جو حرکت تم نے کی ہے. وہ کسی صورت
" .قابلے قبول نہیں ہے

.ہشام نے بہت ہی تحمل کے ساتھ بات کا آغاز کیا تھا

" ایس پی صاحب میں نے تمہارے خلاف کچھ نہیں کیا. بلکہ صرف اور صرف اپنے دفاع کے لیے اُس لڑکی کو اغوا کیا ہے. جو کہ اِس وقت میرے پاس بلکل سہی سلامت موجود ہے ".

رفیق نیازی بھی جانتا تھا کہ ایس پی ہشام سے اُلجھنا ٹھیک نہیں ہے. ہشام کی بہادری اور قابلیت سے ہر کوئی واقف تھا .

" میں تمہارے خلاف کوئی سخت ایکشن ابھی بلکل بھی نہیں لینا چاہتا. اِس لیے اپنی بھلائی کو مد نظر رکھتے میری بات مان لو ".

.ایس پی ہشام اُسے اپنے پلان کے مطابق ہینڈل کرنے میں کامیاب ہو رہا تھا

" .تو کیا چاہتے ہیں ایس پی صاحب آپ ہم سے "

.رفیق نیازی نے ہشام کا مقصد جاننا چاہا تھا

" .اُس لڑکی کو میرے حوالے کر دو "

ایس پی ہشام گردیزی چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے بولا. موبائل پر اُس .کی گرفت بہت مضبوط تھی

" .ہاہاہاہا کیا ہوا ایس پی. ایک مجرم کی بیٹی سے اتنی ہمدردی کیوں "

رفیق نیازی نے ایک بے ہنگم قہقہہ لگاتے جیسے ہشام گردیزی کے قہر کو آواز دی تھی. مگر مصلحت کے تحت اِس وقت وہ خود پر بہت زیادہ قابو پائے ہوئے تھا. وہ کسی بے گناہ کے ساتھ غلط نہیں ہونے دے سکتا تھا .

" وہ مجرم کی بیٹی ہے. مجرم نہیں اور اِس ملک کا محافظ ہونے کے ناطے اُسے بچانا فرض ہے میرا. میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں. مگر تمہیں اُس لڑکی کو بحفاظت میرے حوالے کرنا ہوگا ".

ہشام گردیزی نے بہت ہوشیاری سے اپنی چال چلی تھی. کیونکہ اِس وقت اُس کے لیے سب سے زیادہ ضروری ایک بے گناہ انسان کو بچانا تھا. جس کے لیے وہ کسی حد تک بھی جا سکتا تھا .

اُس کی آنکھوں کے آگے مِہنا کا حسین چہرا لہرایا تھا. جسے ہشام نے اُس سے ہوئی چند ملاقاتوں میں بے فکری, بھولپن اور معصومیت سے جگمگاتے ہی دیکھا تھا. جس پر آنکھوں کی اُداسی ہمیشہ نمایاں رہتی تھی.

" ایس پی صاحب اب کی نا. سمجھداری کی بات. تو پھر ٹھیک ہے شہباز خان نے میرے خلاف جو بھی ثبوت تمہیں دیے ہیں. اُنہیں میرے حوالے کر دو. یہ لڑکی باحفاظت تمہارے پاس پہنچ جائے گی. "

رفیق نیازی نے اپنی مطلب کی بات کی تھی. جسے سنتے ہشام کے چہرے کے تاثرات مزید بگڑے تھے. اُس کے پاس کھڑا انسپکٹر خرم خاموشی سے اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ نوٹ کر رہا تھا.

" بہت بڑی قیمت مانگ رہے ہو تم. "

ایس پی ہشام اتنی آسانی سے اپنی محنت سے اکھٹے کیے گئے ثبوت اُس کے حوالے کرنے کے حق میں بلکل بھی نہیں تھا. جن کی بنیاد پر وہ بہت سے مظلوم لوگوں کو اِن درندوں سے بچا سکتا تھا .

"کیا ہوا ایس پی ہشام گردیزی اُس لڑکی کی اتنی سی بھی قیمت نہیں تمہاری نظر میں". "

زیان کی آنکھوں کے سامنے سے مِنہا کا چہرا ہٹ ہی نہیں رہا تھا. جس نے آخر کار اُسے حامی بھرنے پر مجبور کر دیا تھا .

"اوکے ٹھیک ہے میں تیار ہوں. اگلے ایک گھنٹے کے اندر مجھے وہ لڑکی چاہیئے". "

.ہشام اُسے ہدایت دیتا فون بند کر گیا تھا

" . سر کیا آپ اُس کی بات مان لے گے "

.انسپکٹر خرم اتنا تو اندازہ لگا چکا تھا کہ رفیق نیازی نے کیا ڈیل کی ہے

اگر یہ لوگ خود کو بہت بڑا کھلاڑی سمجھتے ہیں تو میں بھی اِس سب میں انکا "
" . باپ ہوں

ہشام کی ذہین آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ رفیق نیازی کے ساتھ کچھ اُلٹا ہی گیم
.کھیلنے والا ہے

اُسی وقت اُس کے نمبر پر رفیق نیازی کی لوکیشن سینڈ کی گئی تھی. جہاں سے ابھی وہ بات کر رہا تھا. ہشام کا اُس سے اتنی لمبی بات کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا کو جیسے ہی ہوش آیا اُس نے خود کو کسی بند کمرے میں رسیوں سے جکڑا پایا تھا. پہلے تو اُس کا ذہن کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا کہ اُس کے ساتھ ہوا کیا ہے. وہ یہاں کیسے پہنچی. لیکن پھر بے ہوش ہونے سے پہلے والا واقعہ یاد آتے ہی اُس کا دماغ ماؤف ہوا تھا .

" .اوہ مائی گاڈ میرا کڈنیپ ہو چکا ہے "

ڈر و خوف کی وجہ سے اُسے اپنی جان حلق میں اٹکتی محسوس ہو رہی تھی. وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اُس کی بھلا کسی سے کیا دشمنی ہے. اُسے کس نے اور کیوں کڈنیپ کیا ہے.

مِنہا جس کمرے میں بند تھی. وہ بہت زیادہ چھوٹا تھا. جس میں کھڑکی سے آتی روشنی نے اندر کی تاریکی پر کچھ حد تک قابو پایا ہوا تھا. اُس کی نازک کلائیوں پر رسی اتنی سختی سے باندھی گئی تھی کہ وہ زخمی ہو چکی تھیں.

مِنہا نہیں جانتی تھی کہ وہ کتنی دیر بے ہوش رہی ہے. لیکن اب ہوش میں آئے اُسے بہت دیر ہو چکی تھی. ابھی تک کوئی اُس کے کمرے میں نہیں آیا تھا. اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے. اور زبان پر یہاں سے عزت کے ساتھ سہی سلامت نکل جانے کی دعا تھی.

مِنہا کرسی کی بیک سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھی. جب اُسے دروازہ پر آہٹ محسوس ہوئی تھی. وہ ڈر کے مارے خود میں سمٹتی سیدھی ہوئی تھی. اُسی لمحے ایک نقاب پوش شخص نے جلدی سے اندر داخل ہوتے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا. یہ دیکھ مِنہا کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی.

" .کک کون ہو تم. کیوں لائے ہو مجھے یہاں. میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا "

اُس شخص کو اپنے قریب آتا دیکھ مِنہا روتے ہوئے چلائی تھی. جس پر اُس شخص نے مزید قریب ہوتے مِنہا کے ہونٹوں کو اپنی ہتھیلی تلے قید کر لیا تھا. اور دوسرے ہاتھ سے مِنہا کی رسی کھولنے لگا تھا.

مِنہا زور زور سے سر ہلا کر اپنے ہونٹ آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی. لیکن اُس کی مضبوط گرفت کے آگے ناکام رہی تھی. رسیوں کے کھلنے کے ساتھ ساتھ اُس کا خوف بھی بڑھ رہا تھا.

جیسے ہی اُس شخص نے منہا کو آزاد کیا. وہ اُسے دھکا دیتی پیچھے دیوار کے ساتھ جا لگی تھی. اُس کا وجود ڈر و خوف کے مارے کانپ رہا تھا. اور آنکھیں مسلسل رونے کی وجہ سے لال ہو چکی تھیں. اُس کی یہ حالت نقاب کے اندر موجود ایس پی ہشام گردیزی سے دیکھی نہیں گئی تھی. مِنہا کے بہت قریب آتے ہشام نے اپنے چہرے پر بندھا رومال نیچے سرکا دیا تھا.

مِنہا کا ڈرا سہما سا رو یا رو یا چہرا ہشام کے بہت قریب تھا. اِس اجنبی لڑکی کے لیے پچھلے چار گھنٹوں میں وہ جتنا خوار اور پریشان ہوا تھا. یہ وہی جانتا تھا. منہا حیرت اور بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے ہشام کی جانب دیکھ رہی تھی. ہشام

نے اُس کے گرد دیوار پر اپنا ایک بازو پھیلائے جھک کر سرگوشی کرنی چاہیے تھی. اُسے یہ بتانا چاہا تھا کہ وہ اب بلکل محفوظ ہے. ہشام اُسے اب کچھ نہیں ہونے دے گا. مگر اُس سے پہلے ہی دروازے پر ہونے والی دستک پر ہشام ہوش میں آتے جلدی سے سیدھا ہوا تھا. اور مِنہا کے کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے پہلے اُس کے منہ پر رومال رکھتے اُسے واپس بے ہوش کر دیا تھا. اُنہیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا تھا .

بہت احتیاط سے اُسے کندھے پر ڈالے ہشام وہاں سے نکل آیا تھا .

رفیق نیازی سے بات کرنے کے بعد ہشام بناٹائم ضائع کیے ٹریس کی گئی جگہ پر پہنچا تھا. رفیق کے ایک بہت خاص آدمی کو تو وہ پہلے ہی اپنے ساتھ ملا چکا تھا. جس کی مدد سے وہ بہت ہی آسانی سے مِنہا کو رکھے جانے والی جگہ پر پہنچ گیا

تھا. اور رفیق نیازی کی آنکھوں میں دھول جھونکتے آرام سے منہا کو وہاں سے نکال کر لے گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اُف میرے خدا یہ کیا مصیبت ہے. ایک تو مِنہا بھی کال اٹینڈ نہیں کر رہی. وہ بتا تو دیتی کہ اِس گز بھر کے دوپٹے کو کیری کیسے کرنا ہے. "

عائلہ شاپنگ کر کے لائے گئے کپڑوں کو پہننے کی پریکٹس کرتے اچھی خاصی جھنجھلا گئی تھی. کتنی بار تو دوپٹہ پیروں میں اٹک جانے کی وجہ سے وہ گرتے گرتے بچی تھی.

اگر میر زیان حیدر عائلہ جیسی لڑکی کو یہ سب اپنے لیے کرتے دیکھ لیتا تو کبھی
.اُس کی محبت کا انکار نہیں کر پاتا

عائلہ نے شارٹ مہرون شرٹ کے نیچے مہرون کلر کا ہی پلازو پہن رکھا تھا.
جس پر وائٹ کلر کی کڑاہی سے بہت نفیس کام کیا گیا تھا. ڈریس کا بڑا سا دوپٹہ
شانے پر پھیلائے. کانوں میں مہرون کلر کے ہی ٹاپس پہنے, بالوں کو پنز کی
مدد سے ہیئر سٹائل بنا کر چٹیا میں باندھ کر آگے کی جانب کندھے پر ڈالے وہ
.حُسن کا پیکر ایک مشرقی لڑکی ہی لگ رہی تھی

عائلہ نے ملازمہ کو بلا کر اپنی چند اچھی اچھی پکچرز بنوائیں اور ہونٹوں پر
خوبصورت مسکراہٹ سجائے زیان کے نمبر پر سینڈ کر دی تھیں. ساتھ ہی
.ایک میسج بھی بھیجا تھا. کہ پلیز بہت ارجنٹ ہے اوپن اِٹ

میر زیان حیدر جو اپنی ایک بہت امپورٹینٹ میٹنگ میں بزی تھا. بار بار نوٹیفیکیشن آنے کی وجہ سے اُس نے ایک اجنبی نمبر سے میسج دیکھ کر اوپن کیا. مگر سامنے موجود تصویریں دیکھ اُس کا دماغ گھوم گیا تھا. جیسے ہی عائلہ نے دیکھا زیان نے پکچرز سین کر لی ہیں. اُسی وقت اُس نے کال کرنا شروع کر دی تھی. لیکن اِس وقت وہ عائلہ کو اِس کا جواب نہیں دے سکتا تھا. اِس لیے فون آف کر کے واپس میٹنگ کی جانب متوجہ ہوا تھا.

" تم جیسی پاگل اور ضدی لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی. جب میں نے تمہیں بولا ہے کہ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے. تو یہ سب بے وقوفیاں کرنے کا کیا مطلب بنتا ہے ."

میٹنگ کے بعد فون آن کرتے اُسے عائلہ کی بیس مِس بیلز موصول ہوئی تھیں. جس وجہ سے باقی کاموں سے پہلے اُس نے عائلہ کا دماغ ٹھیک کرنے کا سوچا تھا.

" انٹرسٹ پیدا کرنے کے لیے ہی تو کر رہی ہوں یہ سب. اتنی محنت سے تیار ہو کر تمہارے لیے تصویریں بنائی. مگر بجائے تعریف کرنے کے تم مجھے ڈانٹ رہے ہو. ویسے اگر کسی نے مجھ سے پوچھا نا کہ سنگدلی کی انتہا کیا ہوتی ہے. تو میں تمہارا نام لوں گی میر زیان حیدر لغاری. میں نے بھی تم جیسا کھٹور اور بے حس انسان آج تک نہیں دیکھا. "

عائلہ حسبِ توقع زیان کا ویسا ہی جواب سن کر بے دلی سے صوفے پر جا بیٹھی تھی.

جب میرے بارے میں اتنا کچھ جو جان گئی ہو تو پیچھے کیوں نہیں ہٹ "
جاتی. عائلہ اکرام میں تمہیں ایک بار پھر سمجھا رہا ہوں. یہ سب کرنا چھوڑ دو.
" .اِس طرح کر کے تم میری نظروں میں اپنی ذات کا وقار ہی کھو رہی ہو

.زیان نے سخت لہجے میں کہتے بنا آگے سے اُسکی سنے کال کاٹ دی تھی

عائلہ نے دوپٹہ اُتار کر دو اُچھالتے صوفے کی بیک سے سر ٹکا دیا تھا. اور
موبائل پر زیان کی اُس کے سوشل اکاؤنٹ سے لی گئی ایک تصویر نکال کر
دیکھنے لگی تھی. آج اتنے سالوں بعد عائلہ کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آئی
تھی. اپنی ماما کی ڈیتھ کے بعد اُس نے خود کو بہت بے حس اور پتھر دل کر لیا
. تھا. کسی کو اپنے دل تک رسائی ہی نہیں دی تھی کہ کوئی اُسے ہرٹ کر سکے

مگر کہتے ہیں نا محبت پر کبھی کسی کا اختیار نہیں ہوتا. کبھی بھی کسی بھی وقت آپ کے دل میں اُتر کر ایسا اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے کہ انسان بے بس ہو جاتا ہے. کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہتا. اور عائلہ اکرام بھی محبت کا وار نہیں سہہ پائی تھی .

" میر آج تک میری زندگی میں کبھی کوئی خواہش کوئی چاہت نہیں رہی. تم میری پہلی اور آخری خواہش اور میری اولین چاہت ہو. پلیز اتنی بے دردی سے مت ٹھکراؤ مجھے. آگر اِس بار ٹوٹی تو شاید پھر کبھی نہ جُڑ پاؤں ."

عائلہ کی آنکھ سے ایک آنسو اُس کی گال پر پھسل آیا تھا. مگر گرنے سے پہلے ہی عائلہ نے اُسے بے دردی سے رگڑ دیا تھا .

نہیں میں ایسے ہمت بلکل بھی نہیں ہار سکتی. میں میر کو اپنی محبت پر وکر "
کے ضرور دیکھاؤ گی. وہ مجھ سے محبت بھی کرے گا اور میری محبت پر یقین
". بھی

عائلہ پورے دل سے خود سے عزم کرتی بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکرادی
.تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام مِنہا کو اپنے ایک خفیہ فلیٹ پر لے آیا تھا. جس کے بارے میں اُس کے
چند ایک فیملی ممبرز کے علاوہ کسی کو نہیں پتا تھا. ہشام نے مِنہا کو بلیک چادر
میں لپیٹ کر کندھے پر ڈال رکھا تھا. مین ڈور لاک کرتے وہ ایک روم کی
جانب بڑھا تھا. بیڈ پر مِنہا کو لٹا کر وہ جیسے ہی پلٹنے لگا اچانک اُس کی نظر مِنہا کی

گلابی کلائیوں پر پڑی تھی. جو رسیوں کی وجہ سے بُری طرح چِھل چکی تھیں. کلائیوں سے ہوتے ہشام کی نظر مِنہا کے چہرے کی جانب اُٹھی تھیں. گھنی خم دار سیاہ پلکیں اُس کی بند آنکھوں پر سایہ کیے ہوئے تھیں. چھوٹی سی ٹھنڈ سے لال ہوتی ستواں ناک, کٹاؤ دار گلابی ہونٹ جن کی نرماہٹ کا احساس دیکھنے سے ہی ہو رہا تھا. پھولے پھولے گلابی رُخسار اُس کے حسین چہرے کو مزید دلکش بنا رہے تھے. اور ایک چیز جس نے اُس کے حُسن کو مزید چار چاند لگا دیے تھے. وہ تھا مِنہا کی ٹھوڑی پر موجود چھوٹا سا نھا منا سا گڑھا. ہشام کی نظریں بھی بلا ارادہ وہاں اٹک کر رہ گئی تھیں .

مگر فوراً ہی خود کو سرزنش کرتے ہشام نے الماری کی جانب بڑھتے وہاں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا تھا. بیڈ کے قریب چیئر رکھتے وہ مِنہا کے پاس آ بیٹھا تھا. اور اُس کی کلائی تھام کر زخم صاف کرنے لگا تھا. اِس دوران ہشام نے ایک نظر بھی منہا کی جانب نہیں دیکھا تھا. اُس نے ایک ہاتھ سے منہا کی کلائی

تھامی ہوئی تھی. اور حیران بھی ہو رہا تھا. کہ کسی کی جلد اتنی سافٹ کیسے ہو سکتی ہے. ہشام نے بہت ہی نرم ہاتھوں سے اُسے پکڑا ہوا تھا کہ کہیں زور سے پکڑنے پر بھی نشان نہ پڑ جائیں.

دونوں کلائیوں پر پٹی باندھ کر اُس نے مِنہا کے اُوپر کمبل پھیلا دیا تھا. اور گھڑی کی جانب دیکھا تھا اِس کام میں اُس کے پورے دس منٹ ضائع ہو چکے تھے. جو اُس کے لیے بہت قیمتی تھے. وہ ایک پل کے لیے حیران ہوا تھا کہ اتنی کیئر کیوں کر رہا ہے وہ اِس لڑکی کی. مگر پھر انسانیت کے احساس کے تحت یہ سب کرنے کا خود کو ریزن دیتے وہ ریلیکس ہوا تھا.

اچھے سے ڈور لاک کرتے وہ وہاں سے نکل آیا تھا. اُسے بہت ارجنٹ کام تھا. وہ منہا کے ہوش میں آنے کا ویٹ بلکل بھی نہیں کر سکتا تھا. ڈرائیونگ کرتے بھی اُس کا دماغ مِنہا کی جانب بھٹک رہا تھا. کہ آخر وہ اِس لڑکی کو کب

تک پروٹیکٹ کرے گا. جس کی آگے کی زندگی بہت زیادہ ٹف ہونے والی تھی. جس کا بہت سے درندے گھات لگائے اُس کے باپ کا بدلہ لینے بیٹھے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا نے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں. اُس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا. ایک ہاتھ سے سر کو مسلتی وہ اُٹھ بیٹھی. لیکن انجان جگہ دیکھ اُس کا دماغ چکرا گیا تھا. وہ بھاگ کر کمبل ہٹاتی دروازے کی جانب بڑھی. جسے کھلا پا کر اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی. کمرے سے نکل کر آگے بڑا سا لاؤنج تھا. منہا بھاگتے قدموں سے اُسے عبور کرتی مین ڈور کی جانب بڑھی تھی. وہ جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی. لیکن مین ڈور لاک دیکھ اُس کا سارا جوش

ہوا ہوا تھا. ہمت نہ ہارتے اُس نے تمام رومز کی کھڑکیاں بھی چیک کی تھیں. مگر وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پا کر مِنہا روتے ہوئے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی. پچھلے کچھ گھنٹوں میں گزرے واقعات ایک فلم کی طرح اُس کے ذہن کے پردے پر چلنے لگے تھے.

مِنہا کو یاد آیا تھا کہ آخری بار اُس نے اپنے پاس جس نقاب پوش کو دیکھا تھا. وہ تو وہی پولیس والا تھا. جس سے مِنہا کی پچھلے دنوں دو تین بار تو ملاقات ہو ہی چکی تھی.

" تو کیا مجھے اُس نے کڈنیپ کیا ہے. مگر وہ مجھے کڈنیپ کیوں کرے گا اُس کی مجھ سے کیا دشمنی ہے. اور وہ تو ہے بھی ایک پولیس والا. یا اللہ جی پلیز یہاں سے نکلنے میں میری مدد کریں. پاپا جانی کہاں ہے آپ. آپ کی بیٹی مشکل میں ہے آپ کیوں نہیں پہنچے ابھی تک میرے پاس. پلیز پاپا جانی جلدی سے

آجائیں میرے پاس مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے یہاں. پتا نہیں وہ شخص مجھے
". یہاں کیوں لایا ہے کیا دشمنی ہے اُس کی مجھ سے. کیا کرنا چاہتا ہے وہ

مِنہا مسلسل آنسو بہانے میں مصروف تھی. جب اُس کی نظر اپنی دونوں
.کلائیوں پر بندھی پٹی پر پڑی تھی. ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی تھی

یہ اتنی عنایت کس نے کی مجھ پر. کہیں وہ شخص میرے قریب تو نہیں آیا. "
". آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے

مِنہا اپنی ٹانگیں سینے سے لگائے گھٹنوں کے گرد بازو کا حصار بنا کر خود میں
سمٹتی مزید خوفزدہ ہوئی تھی. اُسے یاد تھا جب وہ رسیوں سے باندھی ہوئی
تھی تو اُس کی کلائیاں بُری طرح چِھل گئی تھیں. تو پھر اُس کا کوئی دشمن تو اُس
.کے زخموں پر مرہم نہیں رکھے گا

.اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام کیس میں اِس قدر مصروف ہو گیا تھا کہ اُسے فارغ ہوتے ہوتے رات کے بارہ بج گئے تھے. وہ گھر کی جانب نکل آیا تھا. لیکن اچانک مِنہا کا خیال .آتے ہی اُس نے گاڑی اپنے فلیٹ کی جانب موڑ دی تھی

اوہ شٹ اُس لڑکی کے بارے میں بھول کیسے گیا میں. کتنا ٹائم ہو چکا ہے " ".ہوش میں تو آچکی ہو گی

.ہشام تیز تیز ڈرائیو نگ کرتا اپنے فلیٹ تک آ پہنچا تھا

فلیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی ہشام کو ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا نظر آیا تھا.
ہشام لائٹ آن کرتا اندر روم کی جانب بڑھا تھا. جہاں وہ مِنہا کو چھوڑ کر گیا
تھا.

بیڈ بلکل خالی دیکھ ہشام کو تشویش ہوئی تھی. لیکن کمرے کے ایک کونے میں
دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ ریلیکس ہوتے اُس کی
جانب بڑھا.

ہشام کو وہ سکڑ سمٹ کر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی بلکل بے سدھ لگی تھی.
ایک دو آوازوں پر رسپانس نہ پا کر ہشام نے اُس کے پاس بیٹھتے ہولے سے
اُس کا بازو ہلایا تھا.

جس پر مِنہا فوراً نیند سے بیدار ہوئی تھی. اک پل کے لیے اجنبی نظروں سے ہشام کو دیکھنے کے بعد مِنہا آنکھوں میں خوف بڑھے پھُرتی سے اپنی جگہ سے اُٹھتی دور جا کھڑی ہوئی تھی.

ہشام کو اُس کی نظروں میں اپنے لیے یہ خوف بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا.

" آپ.. آپ نے کیوں کڈنیپ کیا ہے مجھے میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا پلیز مجھے جانے دیں. میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں ہوں ".

مِنہا دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ڈری اور خوفزدہ سی آنکھوں میں آنسو لیے ہشام سے مخاطب تھی.

واٹ میں نے تمہیں کڈنیپ کیا ہے. امیز نگ. یہاں محافظ کو ہی لٹیرا "
". سمجھا جا رہا ہے

.ہشام بھی اپنی جگہ سے اُٹھ گیا تھا

تو آپ نے مجھے یہاں قید کر کے کیوں رکھا ہوا ہے. اور پلیز آپ میرے "
". قریب مت آئیں

ہشام جو اُسے سمجھانے کے لیے چند قدم آگے بڑھا تھا. منہا کی بات پر اُس کا دماغ اچھا خاصہ گھوم گیا تھا. ایک تو وہ اِس لڑکی کی ہیلپ کر رہا تھا. اُوپر سے
.یہی اُسے غلط بھی بول رہی تھی

"تم ایک دن میں یہاں قید ہو کر اپنے حواس تو نہیں کھو بیٹھی. ہاں میں نے
.ہی کیا ہے تمہیں کڈنیپ اور اب سوچ لو تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے
"

ہشام مِنہا کی ہرنی جیسی ڈری سہمی آنکھوں میں جھانکتا اُس کے قریب آگیا
.تھا. جس پر مِنہا کا خوف مزید بڑھ گیا تھا

"آپ دور رہیں مجھ سے. آپ کو شرم بھی نہیں آتی ایک پولیس آفیسر ہو کر
".ایسی حرکت کرتے ہوئے

مِنہا نے اُس کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈالتے خود سے دور کرنا چاہا تھا. اُس
کے الفاظ اور حرکت سے مزید طیش میں آتے ہشام نے اُس کی دونوں
.کلائیاں پکڑ کر دیوار سے لگا دی تھیں

" اچھا تو کیا نازیبا حرکت کی ہے میں نے تمہارے ساتھ جو مجھے شرم آنی چاہیئے ."

مِنہا بولنا کچھ چاہتی تھی اور بول کچھ رہی تھی. ہمیشہ اِس پولس والے سب سامنا ہوتے ہی وہ اُلٹا سیدھا ہی بولتی اور کرتی تھی. ابھی بھی یہی ہو رہا تھا.

" بے وقوف لڑکی میں نے تمہیں کڈنیپ نہیں پروٹیکٹ کیا ہے. جب تک تم اِس فلیٹ کے اندر رہو بلکل محفوظ ہو. اِس سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو تمہاری تاک میں بیٹھے درندے چھوڑیں گے نہیں تمہیں. اِس لیے مجھ پر الزام لگانے کے بجائے میری احسان مند ہو. کہ تمہیں وہاں اُن کڈنیپرز کے چنگل سے بچا یا کر لایا ہوں ."

ہشام نے غصے سے کہتے مِنہا کے آگے پوری بات کلیئر کر دی تھی. ہشام کا چہرا مِنہا کے چہرے کے بہت قریب تھا. اُس کی دونوں کلائیاں پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگائے ہشام تقریباً اُس کے اُوپر جھکا ہوا تھا. تبھی درد کے احساس سے مِنہا کی آنکھوں میں آنسو اُتر آئے تھے.

وہ ابھی بھی اِسی کشمکش میں تھی. کہ اگر یہ شخص واقعی اُس کا محافظ ہے تو اُسے گھر کیوں نہیں لے کر گیا. یہاں کیوں لے آیا ہے اور اُس کے بابا کو کیوں نہیں لایا اُس کے پاس.

" وائے آر یو کرائنگ ."

ہشام مِنہا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کچھ ڈھیلا پڑا تھا. یہ معصوم لڑکی تو کچھ زیادہ ہی نازک تھی. زرا سا تیز لہجہ بھی برداشت نہیں کر پائی تھی.

ہشام کے سوال پر منہا نے اپنی دکھتی کلائیوں کی جانب دیکھا تھا. جس کا خیال
.آتے ہی ہشام نے فوراً انہیں آزاد کر دیا تھا

" اگر باقی کے الزامات تم بعد کے لیے رکھ لو. اور باہر آکر کچھ کھالو تو زیادہ
بہتر ہو گا. بنا کسی نخرے کے آرام سے آکر کھانا کھالو. کل سے تم بھوکی ہو.
اِس لیے انکار کر کے اپنا مزید نقصان مت کرنا. میں اِس کے بعد کھانے کے
" .لیے نہیں کہوں گا

.ہشام اُسے سخت لہجے میں وارن کرتا باہر نکل گیا تھا

مِنہا نے روتی آنکھوں سے دروازے کی جانب دیکھا تھا. جہاں سے ابھی وہ
.گیا تھا

کتنا بے مروت اور عجیب انسان ہے یہ. سیدھی طرح بات بتانے کے بجائے پہیلیاں بجھوا رہا ہے. یا اللہ جی پلیز مجھے جلدی سے یہاں سے نکال دیں. میں اِس روڈ انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی.

مِنہا دل ہی دل میں ہشام کی خوبیاں گنواتے. یہاں سے نکلنے کی دعا کرتے بولی. وہ ہشام کی بات سن کر کسی حد تک ریلیکس ہو چکی تھی. مگر اُس کی یہاں موجودگی اور پر تپیش نظروں سے گھبرائی ہوئی بھی بہت تھی.

ڈائنگ ٹیبل کے قریب پہنچ کر مِنہا کی نظر ہشام پر پڑی تھی. جو شاید باہر سے ہی کھانا لے کر آیا تھا. اور بریانی اپنی پلیٹ میں ڈالے مزے سے کھانے میں مصروف تھا. منہا کو بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی. اور وہ بھوک کی بہت

کچی تھی. اِس لیے آرام سے وہ باہر آگئی تھی. مگر سامنے بریانی دیکھ اُس کی ساری بھوک اُڑ چکی تھی.

مِنہا شاید دنیا کی ایسی عجیب مخلوق میں سے تھی جس کو بریانی بلکل بھی پسند نہیں تھی.

"اِس کو دیکھنے سے پیٹ بلکل بھی نہیں بھرے گا. اور نہ ہی یہ خود اُٹھ کر پیٹ میں جائے گی. آگے بڑھ کر خود ہی کھانا پڑے گا اِسے."

مِنہا کو کتنی ہی دیر ایک جگہ پر ہی جما دیکھ ہشام نے اُسے ٹوکا تھا.

"لگتا ہے اِس بندے نے بنا طنز کیے بات کرنا سیکھا ہی نہیں ہے."

.مِنہا ایک نظر دوبارہ کھانے میں مصروف ہشام کو گھورتے چیئر پر آ بیٹھی تھی

ہشام کھانا کھا چکا تھا. جب اُس کی نظر چمچ میں چار سے پانچ دانے چاول کے رکھ کر منہ تک لے جاتے دیکھا تھا. اُس کی پلیٹ میں تھوڑی سی مقدار میں بریانی موجود تھی. جس کے ساتھ کب سے وہ یہی شغل لگا رہی تھی. ہشام اپنی فیورٹ ڈش کے ساتھ اتنی بے حرمتی ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا. اِس لیے .آگے ہو کر ہشام نے دو چمچ بھر کر بریانی کی مِنہا کی پلیٹ میں ڈال دی تھی

منہا جو پہلے ہی بریانی ختم کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی. ہشام کی اِس حرکت پر .ہکا بکا سی رہ گئی تھی

اِس کے ساتھ کھیلنے کے لیے نہیں. اِسے کھانے کے لیے لایا ہوں. جلدی " سے اِسے ختم کرو شاباش. جب تک یہ پلیٹ خالی نہیں ہو گی. نہ تم یہاں سے ". ہلو گی نہ میں

ہشام مزے سے کرسی سے ٹیک لگاتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا. مِنہا چند لمحے بے .بسی سے اُسے دیکھنے کے بعد بمشکل کھانے لگی تھی

ہشام کی نظریں اِس دھان پان سی لڑکی پر تھیں. جو کل سے بھوکا ہونے کے باوجود ابھی بھی کھانے سے انکاری تھی. اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی تیر رہی تھی. جس کا ریزن سمجھنے سے وہ قاصر تھا. وہ ایک بار پھر مِنہا کے .دلکش نقوش میں کھو رہا تھا

مِنہا نے کچھ سپونز کے بعد ہار مان لی تھی کہ وہ مزید نہیں کھا سکتی. اُس کی کلائیوں میں درد ہو رہا ہے. اتنی بریانی کھانا اُس کی ہمت سے کہیں زیادہ تھا.

جس پر بنا مزید فورس کیے کال آجانے کی وجہ سے ہشام وہاں سے اُٹھ گیا تھا.

ہشام کو کمرے کی جانب جاتا دیکھ مِنہا کی نظر مین ڈور کی طرف گئی تھی. اور ایک خیال کے تحت خوش ہوتے وہ جلدی سے اُس جانب بڑھ گئی تھی.

مین ڈور کھلا دیکھ مِنہا کی خوشی کی انتہا نہ رہی تھی. ایک بھی لمحہ ضائع کیے اُس نے وہاں سے نکلنا چاہا تھا. جب پیچھے سے دروازے پر زور دار دباؤ ڈالتے ہشام نے مِنہا کو کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ڈور لاک کر دیا تھا.

اپنے پکڑے جانے اور ہشام کی آنکھوں میں غصہ دیکھ مِنہا نظریں جھکا گئی تھی.

" جب میں نے تمہیں بتایا ہے کہ یہاں سے نکلنا تمہارے لیے کتنے خطرے کی بات ہے. پھر بھی یہ حرکت کرنے کی وجہ؟. تم واقعی ہی اتنی بے وقوف ہو یا صرف میرے سامنے شو کرتی ہو." .

ہشام اِس پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس کی پوری کوشش تھی ہشام کو غصہ دلوانے کی.

" میں بلکل بھی بے وقوف نہیں ہوں. اِس لیے آپ کی جھوٹی باتوں میں بھی نہیں آرہی. مجھے یہاں اِس طرح آپ کے ساتھ اکیلا نہیں رہنا. اور نہ ہی

مجھے آپ کی کسی بات پر ٹرسٹ ہے. اگر میں واقعی خطرے میں ہوتی تو میرے پاپا جانی مجھ تک ضرور پہنچ جاتے ."

مِنہا آخر کار خود میں ہمت پیدا کرتی کب سے دماغ میں چلتی بات بول گئی تھی.

تو محترمہ مِنہا شہباز صاحبہ تم بھی کان کھول کر سن لو. کہ مجھے بھی کوئی " شوق نہیں ہے. کسی غیر لڑکی کو اِس طرح اپنے پاس رکھنے کا. لیکن میں تمہاری طرح بے وقوف بلکل بھی نہیں ہوں. کہ جذباتی ہو کر کچھ بھی بول اور کر دوں. اور جہاں تک رہی تمہارے باپ کی بات تو کیا پتا تمہارے اِس طرح یہاں ہونے کا ریزن بھی وہی ہو ."

ہشام چہرے پر طنزیا مسکراہٹ سجائے بولا.

" میں چاہتا بھی نہیں ہوں. کہ تم مجھ پر ٹرسٹ کرو. کیونکہ تم میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی. اگر مجبوری نہ ہوتی تو میں تمہیں ایک منٹ بھی یہاں نہ رکھتا. لیکن افسوس میں اتنا بے حس بھی نہیں ہوں .

اینی ویز میں ہی اِس بات میں غلط ہوں. کہ اپنی فیملی کو چھوڑ کر. تمہاری تنہائی کا سوچتے انسانیت کے ناطے یہاں آیا مگر تم اِس قابل ہی نہیں ہو ". میں میرا نمبر لکھا ہے. کسی بھی پرابلم میں تم اُس نمبر پر کال کر دینا

ہشام اگلے ہی لمحے مِنہا کی باتوں کا منہ توڑ جواب دیتے اچھی طرح سے اُسے اُس کی اہمیت یاد کروا گیا تھا .

" کچن میں کھانے کا سارا سامان موجود ہے. لاؤنج میں ٹیبل پر پڑی ڈائری میں میرا نمبر لکھا ہے. کسی بھی پرابلم میں تم اُس نمبر پر کال کر دینا ."

ہشام ہدایت دیتا بنا اُس کی جانب دیکھے اُسے سائیڈ پر کرتا دروازے کی جانب بڑھا تھا.

" .مجھے یہاں نہیں رہنا باہر نکلنا ہے یہاں سے "

مِنہا آنکھوں میں آنسو بھرے غصے سے بولتے ہشام کو بہت زیادہ کیوٹ لگی تھی. کیونکہ مِنہا کا غصہ ہشام کے نارمل بات کرنے جیسا تھا.

اُسے لڑکیوں میں ہمیشہ سے کوئی خاص انٹرسٹ نہیں رہا تھا. یہی وجہ تھی کہ اپنی فیانسی فائقہ سے بھی اُس کی بول چال بہت کم تھی. مگر یہ لڑکی زبردستی اُس کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی.

" .فلحال ایسانا ممکن ہے "

ہشام اُس کی بھیگی نم آنکھوں کی جانب ایک بھرپور نظر ڈالتا وہاں سے نکل گیا
.تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .یہ مِنہا کہاں ہے. کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہی "

عائلہ کو دو دن ہو چکے تھے. منہا سے ملے بات کیے. وہ اُس کے گھر کے نمبر پر
بھی کال کر چکی تھی. جس پر ملازمین کا یہی کہنا تھا کہ ہم کچھ نہیں جانتے.
لیکن یہ جان کر کہ شہباز انکل بھی گھر نہیں ہیں. عائلہ کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ
.شاید اُن کے ساتھ کسی ٹرپ پر نکل چکی ہے

" .مِنہا کی بچی ایک بار واپس آجاؤ. پوچھ لوں گی تم سے بنا بتا کر جانے پر "

عائلہ فون بیڈ پر پھینکتی باہر نکلنے لگی تھی. جب فاخرہ بیگم اُس کے کمرے میں
.داخل ہوئی تھیں

تم... تمہیں میں نے کتنی بار کہا ہے. میرے کمرے میں مت آیا کرو. "
" .ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کیا

.عائلہ فاخرہ بیگم کو دیکھنے کے بعد اپنے نفرت پر قابو نہیں رکھ پاتی تھی

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے. تمہارے اِس کمرے میں آنے کا. میں "
تمہارے باپ کے کہنے پر صرف اتنا بتانے آئی ہوں کہ کل تمہیں لڑکے

. والے دیکھنے آرہے ہیں. گھر پر ہی ہونا کہیں آوارہ گردی کرنے نہ نکل جانا

"

فاخرہ بیگم بھی اُسی کے انداز میں نفرت بھرے لہجے میں بولیں. جبکہ اُن کی نظریں عائلہ کی ڈریسنگ پر تھیں. ہمیشہ بولڈ ڈریسنگ کرنے والی آج حیرت انگیز طور پر سی بلیک کلر کی بہت ہی خوبصورت سے لانگ شرٹ جس کے دامن گلے اور بازو پر بوتیک سٹائل میں بہت نفیس ایمرائڈری کا کام کیا گیا تھا. بلیک ہی ٹراؤزر پہنے, دوپٹے کو ایک کندھے پر ڈالے وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی. بلیک کلر کے کھسے میں دھمکتے اُس کے دودھیا پیر کسی کو بھی اپنا اسیر بنا سکتے تھے.

تو جیسے میرے باپ کا پیغام لے کر آئی ہو. ویسے ہی میرا بھی اُن تک پہنچا "
دو کہ میں اُن کی مرضی سے شادی بلکل بھی نہیں کروں گی. جب اور جس
". کے ساتھ میرا دل چاہے گا میں اُسی کے ساتھ کروں گی شادی

عائلہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی. اِس لیے مزید کوئی بھی بات سنے
.وہاں سے نکل آئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام اپنے آفس میں تھا جب اُس کے سیل پر ایک انجان نمبر سے کال آنے
.لگی تھی

" .ایس پی ہشام گردیزی سپیکنگ "

.ہشام کی گھمبیر آواز سپیکر پر اُبھری تھی

" ایس پی ہشام گردیزی بہت غلط کیا ہے تم نے مجھے دھوکا دے کر. اِس کا
" .انجام بہت بُرا ہو گا

.رفیق نیازی کی پھنکارتی آواز ہشام کے کانوں سے ٹکرائی

" ہاہاہاہاہا یہی تو فرق ہے مجھ میں اور تم ضمیر فروشوں میں. تم لوگ دھمکی
دیتے ہو. اور میں کر کے دیکھاتا ہوں. کیا یہی خالی خولی دھمکیاں دینے کے
". لیے فون کیا ہے مجھے

.ہشام گردیزی نے اُس کا مذاق اُڑایا تھا

" نہیں ایک ایسی بات بتانے کے لیے فون کیا ہے. کہ جسے سن کر تمہارے
" .ہوش اُڑ جائیں گے. اور اُس لڑکی کو تم خود میرے حوالے کرو گے

.رفیق نیازی اپنی نئ چال چلنے کو تیار تھا

" .کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو تم "

ہشام مِنہا کا نام سن کر الرٹ ہوا تھا. جب اُسی ٹائم دروازہ ناک کرتے پین
.اُس کے آگے ایک اینویلیوپ رکھ گیا تھا

" میرا تحفہ پہنچ تو گیا ہو گا تم تک. نکاح نامہ ہے یہ میرا اور شہباز خان کی بیٹی
مِنہا شہباز کا. یہ نکاح شہباز خان کی سرپرستی میں ہوا تھا. اِس لیے جلد از جلد

میری بیوی کو میرے حوالے کر دو ورنہ ایس پی صاحب کیس ڈالوانے تو
تھوڑے بہت مجھے بھی آتے ہیں ."

رفیق نیازی کی بات پر ہشام نے فوراً لفافہ چاک کیا تھا. جس میں سے مِنہا اور رفیق نیازی کا نکاح نامہ برآمد ہوا تھا. جسے دیکھ ہشام کے واقعی ہوش اُڑ گئے تھے.

کیا بکواس کر رہے ہو تم. تم اُس کے باپ کی عمر کے ہو. شہباز خان کبھی " بھی اپنی بیٹی کا نکاح تم سے نہیں کروائے گا. اور اگر یہ سچ ہے تو یہ بات پہلے کیوں سامنے نہیں آئی. فیک ہے یہ سب میں نہیں مانتا ."

ہشام کسی صورت یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا. مِنہا کا روتا سہما سا حسین چہرا بار بار اُس کی نظروں میں سما رہا تھا.

"کیا ہو گیا ہے ایس پی صاحب آپ کو. ایک مجرم کے بارے میں کوئی بات
اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں. جو شخص اپنا ضمیر بیچ سکتا ہے. کیا وہ اپنے
کسی مفاد کی خاطر اپنی بیٹی کو نہیں بیچ سکتا. بہت وقت ہے تمہارے پاس ایس
پی اچھے سے سوچ لو اِس بارے میں. اتنے بڑے عزت دار خاندان سے تعلق
رکھتے ہو. اِس سب میں آکر کیوں اپنا نام خراب کرنا چاہتے ہو."

اور جہاں تک رہی نکاح کی سچائی کی بات تو. تمہارے ہاتھ میں موجود نکاح
نامہ اِسی بات کا گواہ ہے."

اچھی طرح سے اپنی بات ہشام کو سمجھاتے رفیق نیازی فون بند کر چکا تھا.
جبکہ ہشام کی نظریں نکاح نامہ پر موجود مِنہا کے سائن پر ٹکی ہوئی تھیں.

نجانے کیوں اُسے بے حد غصہ آرہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ ہر چیز تہس نہس کر دے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

گاڑی ڈرائیو کرتے ساتھ ہی عائلہ نے میوزک بھی لگا رکھا تھا. جو اُس کے دل پر اثر کرتا آج پھر میر زیان حیدر سے ملنے کی خواہش کر رہا تھا. عائلہ کا شدت سے دل چاہ رہا تھا اپنے کھٹور صنم سے ملنے کا جس نے اپنے آفس گھر ہر جگہ نو انٹری کا بورڈ لگوا رکھا تھا. اور اب تو فون پر بھی اُسے بلاک کر چکا تھا .

سگنل پر گاڑی رکی ہوئی تھی. عائلہ اِنہیں سوچوں میں گم تھی. جب بے اختیاری میں اُس کی نظر دو گاڑیاں چھوڑ کر تیسری گاڑی پر پڑی. جس میں

بیٹھے زیان کو دیکھ کر عائلہ کا چہرا کھل اُٹھا تھا. لیکن اُس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی لڑکی کو دیکھ عائلہ بے چین ہوئی تھی.

" . کون ہے یہ لڑکی اور میرے میر کے ساتھ کیا کر رہی ہے "

عائلہ تو جیسے زیان کو کسی اور کہ ساتھ دیکھ پاگل ہوا اُٹھی تھی. سگنل کھلتے ہی عائلہ نے اپنی گاڑی زیان کی گاڑی کے پیچھے موڑ دی تھی.

جو آگے جا کر اُسے ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے نظر آئے تھے. عائلہ بھی جلدی سے ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں گاڑی پارک کرتے اُن کے پیچھے اندر داخل ہوئی تھی. زیان کو کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھ عائلہ کے اندر آگ لگی ہوئی تھی.

ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر ہر طرف نظر دوڑاتے اُسے ایک جانب زیان اُس لڑکی کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھا نظر آیا تھا. زیان کے چہرے پر مسکراہٹ نمایاں تھی. جو عائلہ نے پہلے ایک بار بھی نہیں دیکھی تھی. کوئی اور لمحہ ہوتا تو وہ گھنٹوں کھڑے ہو کر یہ مسکراہٹ اپنے دل میں اُتارنے پر لگا دیتی مگر اِس لمحے اُس کا دل خود ہی اُس کے کنڑول سے باہر ہوا پڑا تھا. جس طرح زیان اُس لڑکی سے باتیں کر رہا تھا. اُن پر مسکرا رہا تھا وہ لڑکی اُس کے لیے کوئی بہت خاص معلوم ہوتی تھی.

عائلہ دور کھڑے ہو کر مزید اپنے جذبات کا خون ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی. اپنے دل کی سدا پر سر خم کرتی وہ زیان کی جانب بڑھی تھی.

" ہائے میر زیان حیدر کیسے ہو تم. جانتے ہو آج کتنی شدت سے میرا دل چاہ
. رہا تھا. تم سے ملنے کا. اور دیکھو اُوپر والے نے میری یہ خواہش پوری کر دی
"

زیان جو بہت خوش سا فاریہ سے بات کرنے میں مصروف تھا. عائلہ کی آواز
پر اُس کی مسکراہٹ سمٹی تھی. جو غیر اخلاقی حرکت کرتے اُن دونوں کے
. پاس جا بیٹھی تھی

" یہ کیا بد تمیزی ہے عائلہ. ابھی اور اِسی وقت اُٹھو یہاں سے. تم میں زرا
" . عقل نہیں کسی کے پرسنلز میں ایسے نہیں گھستے

عائلہ کی حرکت پر زیان کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا. جبکہ فاریہ خاموشی سے یہ
. سارا منظر دیکھ رہی تھی

"کسی غیر کے پرسنلز میں کہاں گھس رہی ہوں. تم تو میرے ہو میر. تم پر پورا حق مانتی ہوں میں اپنا. اور کون ہے یہ لڑکی کیا کر رہی ہے یہ تمہارے ساتھ."

عائلہ بنازیان کے غصے سے ڈرے ایک تیز نظر فاریہ پر ڈال کر ہٹ دھرمی سے بولی.

"کیا میں یہ سوال پوچھ سکتی ہوں کہ تم کون ہو."

اب کی بار فاریہ سے بھی خاموش نہیں رہا گیا تھا.

میں عائلہ اکرام ہوں. جو میر زیان حیدر کے عشق میں پوری طرح سے "
ڈوب چکی ہے. اور میر پر صرف اور صرف میرا حق ہے. تم دور رہو میرے
". میر سے

عائلہ کی بات پر جہاں زیان کا غصے سے بُرا حال ہوا تھا. وہیں فاریہ ہکا بکا سی
کبھی زیان کو اور کبھی عائلہ کی جانب دیکھ رہی تھی. جہاں پر ایک کی آنکھوں
میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا جہاں آباد تھا. لیکن دوسرے کی آنکھوں میں
. نفرت، سرد مہری اور غصہ ہلکورے لے رہا تھا

" .زیان کون ہے یہ "

فاریہ نے اب کی بار وہی سوال زیان سے کیا تھا. زیان یہاں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا تھا. اِس لیے اپنی جگہ سے اُٹھتے عائلہ کی آنکھوں کے سامنے فاریہ کا ہاتھ تھام لیا تھا.

" یہ کچھ بھی نہیں ہے میرے لیے. میرے دل میں اِس کے لیے محبت تو کیا نفرت بھی نہیں ہے. تو سوچ لو کیا اوقات ہو سکتی میری نظروں میں اِسکی ".

زیان ایک بار پھر نفرت کے تیر عائلہ کے دل پر چلاتا بہت ہی نرمی سے فاریہ کا ہاتھ تھامتے وہاں سے نکل گیا تھا.

اُس کے اتنے سخت الفاظ پر آنکھوں میں آنسو بھرے عائلہ کی نظریں زیان کے ہاتھ میں موجود فاریہ کے ہاتھ پر ٹک گئی تھیں.

"یہ کچھ بھی نہیں ہے میرے لیے."

یہ الفاظ بار بار عائلہ کے کانوں میں گونج رہی تھیں. نجانے کتنے ہی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکل آئے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"زیان کیا تھا یہ سب. کون تھی وہ لڑکی اور تم اُس کے ساتھ اتنے روڈ کیوں تھے. کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے."

فاریہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا. کہ آخر اندر یہ سب ہوا کیا ہے.

"چھوڑو یہ اتنی اہم بات نہیں ہے کہ ہم ڈسکس کریں."

زیان گاڑی ڈرائیو کرتے ایسے لاپرواہ سے انداز میں بولا تھا. جیسے ابھی کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہیں.

" مگر مجھے جاننا ہے. میں نے اُس لڑکی کی آنکھوں میں تمہارے لیے بے انتہا محبت دیکھی ہے. جو کہ مجھے عام بات بلکل بھی نہیں لگی ".

فاریہ اپنی بات پر بضد تھی.

جس پر ہار مانتے زیان نے اُسے عائلہ سے ہوئی اپنی پہلی ملاقات سے لے کر آج تک کی ساری سٹوری سنادی تھی. جسے سن کر فاریہ کچھ پل تو بول ہی نہیں پائی تھی.

" زیان تم اتنی روڈ کیسے ہو سکتے ہو. وہ بچاری تم سے اتنی محبت کرتی ہے.
یہاں تک کہ خود کو بدلنے کے لیے بھی تیار ہو گئی ہے. اور کافی حد تک
تمہاری پسند میں ڈھل بھی چکی ہے. پھر بھی تم اُس کے ساتھ ایسا کیوں
کر رہے ہو ."

.فاریہ کو ساری بات سن کر زیان پر بہت غصہ آیا تھا

" ویری گڈ فاریہ تم تو بہت دعوا کرتی ہو نا کہ بہت اچھے سے پہچانتی ہو تم
لوگوں کو. تو اتنی آسانی سے اُس لڑکی کے دھوکے میں آ رہی ہو ."

.زیان کی بات پر فاریہ اُسے گھور کر رہ گئی تھی

میں بلکل ٹھیک دعوا کرتی ہوں. مجھے اچھے سے پہچان ہے لوگوں کی. اور "
ایک نظر میں ہی دیکھ کر سمجھ گئی ہوں کہ وہ لڑکی تم سے بہت پیار کرتی ہے.
". مگر شاید تم یہ سب دیکھنا اور سمجھنا ہی نہیں چاہتے

.فاریہ کو اب زیان پر غصہ آرہا تھا

".تم اُس لڑکی کی خاطر جسے تم جانتی تک نہیں ہو. مجھ سے لڑائی کر رہی ہو "
"

.زیان کو فاریہ کی عائلہ کے لیے وکالت بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی

ہاں کیونکہ مجھے وہ لڑکی بہت پسند آئی ہے اور مجھے اپنے بھائی کے لیے ایسی "
ہی لڑکی چاہیئے جو اُسے دیوانوں کی طرح چاہتی ہو. اور جب تم نے میرا ہاتھ

پکڑا اُس کی آنکھوں میں اُمڈ آنے والے آنسو صاف اِس بات کے گواہ تھے کہ
" .وہ تم سے کتنا پیار کرتی ہے

فاریہ کو وہ پیاری سی لڑکی بہت پسند آئی ہے. اُس نے سوچ لیا تھا اب اگر دوبارہ کہیں ملی تو ضرور اُس سے دوستی کرے گی. اور اُسے اپنے اِس سڑیل بھائی کی زندگی میں ضرور لائے گی.

فاریہ زیان کی پھپھو کی بیٹی تھی. ابھی وہ ایک سال کی ہی تھی. جب ایک ایکسیڈنٹ میں اُس کے پیرنٹس کی ڈیڑھ ہو گئی تھی. فاریہ کو بلقیس بیگم نے گود لے لیا تھا. اور دودھ پلانے کی وجہ سے فاریہ زیان کی رضاعی بہن بھی تھی.

فاریہ کی شادی اُس کے کزن نعیم سے ہو چکی تھی. اور یہ لوگ لندن میں ہی رہتے تھے. فاریہ دو دن پہلے ہی پاکستان آئی تھی. جسے آج زیان کے ساتھ دیکھ عائلہ کچھ اور ہی سمجھ بیٹھی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ماموں جان اِس کی شادی آپ اِس کے بڑھاپے میں جا کر کریں گے کیا.

فاریہ جب سے آئی تھی زیان کی شادی کے پیچھے ہی پڑی ہوئی تھی. جیسے سوچ کر آئی ہو کہ اِس دفعہ زیان کی شادی کروا کر ہی جائے گی. اور اُوپر سے اب تو عائلہ سے ملنے کے بعد اُس کا ارادہ مزید پختہ ہو چکا تھا.

" یار تم نے کر لی ہے کافی نہیں ہے. پہلے ہی اتنی مشکل سے بابا سے میں نے
" . دو مہینوں کی آزادی مانگی ہے. تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو

. زیان کو فارہ کی ایک یہی بات ناپسند تھی

" فاریہ بیٹا تم ہی سمجھاؤ کچھ اِس لڑکے کو. میری تو سنتا ہی نہیں ہے. جب
" . بھی کہوں کچھ نہ کچھ بول کو ٹال دیتا ہے

. حیدر صاحب کی تو جیسے دل کی بات کی تھی فاریہ نے

" ویسے ماموں جان ایک بہت پیاری سی لڑکی ہے میری نظر میں. آج ہی ملی
" . ہوں میں اُس سے. بہت جچے گی وہ زیان کے ساتھ

.فاریہ کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی

.جس پر زیان نے اُسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا

"اچھا تو بیٹا ملواؤ نا اُسے مجھ سے. ویسے بھی زیان نے دو مہینوں کا ٹائم دیا ہے
". ہمیں. اتنے ٹائم تک ہم کوئی اچھی سی لڑکی تو ڈھونڈ رکھیں ہم

.حیدر صاحب تو پہلے سے ہی تیار بیٹھے تھے

". بابا میں نے بھی دیکھی ہے وہ لڑکی. مجھے بلکل بھی پسند نہیں آئی "

زیان کو عائلہ کی زرا سی تعریف ہضم نہیں ہوئی تھی. وہ موبائل صوفے پر ہی رکھتا کچھ فاصلے پر ٹیبل پر پڑی فائل لینے کے لیے اُٹھا تھا. جب فاریہ کی نظر

زیان کے موبائل پر کھلی گیلری پر پڑی تھی. بہت سی آفس ورک کی تصویروں کے درمیان اُسے ایک لڑکی کی تصویر سی نظر آرہی تھی. اپنی جگہ پر ہی بیٹھے فاریہ نے ہاتھ بڑھا کر اُس تصویر کو ہلکا سا ٹچ کیا تھا.

عائلہ اکرام کی دلکشی سے بھرپور تصویر دیکھ کر فاریہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" آہم آہم... "

زیان کے قریب آنے پر فاریہ نے کھانستے اُس کا دھیان موبائل ہر جگمگاتی عائلہ کی تصویر کی جانب دلوایا تھا.

حیدر صاحب کال آجانے کی وجہ سے اُٹھ گئے تھے. اِس لیے فاریہ کی
.شرارتیں جاری تھیں

"بظاہر نفرت کا اظہار اور موبائل میں اُسی لڑکی کی تصویریں لے کر گھوم
".رہے ہو بھائی امیزنگ

فاریہ کے چھیڑنے پر زیان نے موبائل اُس کے سامنے کرتے عائلہ کی پکچرز
.ڈیلیٹ کر دی تھیں

"اب خوش. غلطی کی ہے تمہیں ساری بات بتا کر. پہلے وہ ایک چڑیل نے
تنگ کر کے رکھا ہوا تھا. اب تم نے بھی اُس کی اسسٹنٹ کی جاب سنبھال لی
".ہے

زیان فاریہ کی حرکتوں پر اچھا خاصہ چڑتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا. وہ جتنا اِس عائلہ نامے سے دور جانا چاہتا تھا فاریہ اُتنا ہی بار بار اُس کا ذکر کر کے زیان کی ناک میں دم کر رہی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شہباز خان کو دو ہفتوں سے اُوپر ہو چکے تھے. قید ہوئے اور ٹارچر سہتے. اُس سے بہت سارے راز اُگلوا لیے گئے تھے. لیکن بہت سارے راز اِس ڈر سے کے کہیں اُن کی وجہ سے مِنہا کو نقصان نہ پہنچایا جائے وہ نہیں بتا رہا تھا .

ابھی تک تو ہشام نے اُسے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ اُس کی بیٹی بلکل سہی سلامت ہشام کے پاس ہے. وہ اُسے ایسے ہی تڑپانہ چاہتا تھا جیسے شہباز خان نے اِس ملک کے مظلوم اور بے بس لوگوں کو تڑپایہ تھا. مگر اب رفیق نیازی

کی اتنی بڑی چال پر شہباز خان سے اِس بات کی تصدیق کرنے ہشام کو اُسے بتانا ہی تھا کہ مِہنا اس کے پاس ہی ہے. جسے اب رفیق اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ کرتے حاصل کرنا چاہتا ہے.

" کیا ہے یہ سب شہباز خان. "

ہشام نے حوالات کے اندر آتے نکاح نامہ شہباز خان کے منہ پر دے مارا تھا.

شہباز خان نے ہشام کے ایسے جلالی انداز پر حیران ہوتے جیسے ہی وہ کاغذات اُٹھا کر پڑھے اُسے اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی تھی.

" میں نے انسانیت کے ناطے تمہاری بیٹی کو اُس رفیق کے چنگل سے نکال کر محفوظ کیا. اور تم نے یہ بات چھپا کر ایک بار پھر مجھے دھوکا دیا. "

ہشام کا غصہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا تھا. وہ جلد از جلد شہباز خان کا جواب سننا چاہتا تھا.

شہباز سکتے کے عالم میں اُس نکاح نامے کو گھور رہا تھا. اُسے رفیق نیازی سے اِس حد تک گھٹیا پن کی اُمید نہیں تھی.

شہباز خان کی مسلسل خاموشی ہشام کو یہ بات سچ ہونے کی جانب اشارہ کر رہی تھی.

ہشام مُٹھیاں بھینچیں وہاں سے پلٹا تھا. لیکن شہباز خان کی آواز نے اُس کے قدم روک دیے تھے.

" میں مانتا ہوں کہ میں ایک بہت ہی گنہگار اور گھٹیا انسان ہوں. جس نے اپنی اب تک کی زندگی میں دوسروں کو تکلیف پہنچانے کے سوا کچھ نہیں کیا.

لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں اپنی بیٹی سے بے انتہا پیار کرتا ہوں. اُس کی خاطر میں اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہوں. تو تمہارا کیا خیال ہے ایس پی میں اپنے مفاد کی خاطر اپنی سے بڑی عمر کے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں گا. ممکن ہی نہیں ہے ایسا. یہ سب رفیق نیازی کی چال ہے. وہ مِنہا کو حاصل کر کے مجھے کمزور کرنا چاہتا ہے ".

. شہباز خان کا جواب سنتے ہشام کو لگا تھا اُس کے اندر لگی آگ کچھ کم ہوئی تھی

" یہ نکاح نامہ نقلی ہے. ایس پی میری بیٹی کو اُس شخص کے چنگل سے نکال کر تم نے جو احسان مجھ پر کیا ہے. اُس کا قرض شاید میں کبھی نہ اُتار پاؤں. کیونکہ وہ میرے لئے دوبارہ زندگی واپس ملنے جتنا بڑا ہے. لیکن پلیز خدا کے لیے اب کی بار بھی میری بیٹی کو اُس گھٹیا انسان سے بچا لو. وہ بہت معصوم ہے. اُسے اِن جیسے لوگوں سے نبٹنا نہیں آتا ".

.شہباز خان ہشام کے پیر پکڑتا گر گراتے ہوئے بولا

"لیکن میں کیسے بچا سکتا ہوں اور کیسے تمہاری بات پر یقین کروں. رفیق نیازی کسی بھی وقت اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ کر کے اُسے حاصل کر سکتا ہے."

ہشام نے لاپرواہی سے کاندھے اُچکائے

"میں اپنی عزیز ترین ہستی اپنی بیٹی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ نکاح نامہ نکلی ہے. میری بیٹی کا کسی سے کوئی نکاح نہیں ہوا. اگر میری باتوں پر یقین نہیں ہے تو تم میری بیٹی سے جا کر پوچھ سکتے ہو. اُس نے تو نہ کبھی زندگی میں جھوٹ بولا ہے نہ اب بولے گی.

ایس پی میں جو ابھی بات کہنے جارہا ہوں. پلیز اُس کا انکار کرنے سے پہلے ایک بار سوچنا ضرور. یہ ایک بے بس اور لاچار باپ کی فریاد ہے. اگر اِس وقت میری بیٹی کو کوئی انسان اُس درندے سے محفوظ رکھ سکتے ہو تو وہ تم ہو. میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر تم سے فریاد کرتا ہوں. میری بیٹی سے نکاح کر لو ."

.شہباز خان کی بات سن کر ہشام کو جھٹکا لگا تھا

تم ہوش میں تو ہو. کیا کہہ رہے ہو یہ. ٹارچر سہہ سہہ کے تمہارا دماغ تو نہیں " چل گیا ."

ہشام فوری طور پر کچھ سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ شہباز خان نے اُسے اتنی بڑی بات بول تھی .

" وہ ادھیڑ عمر شخص میری معصوم بیٹی کے ساتھ جھوٹے نکاح کا دعویٰ کر کے اُسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے. میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب تک مِنہا اُس درندے سے محفوظ نہیں ہو جاتی. اُس وقت تک کے لیے تم اُسے اپنا نام دے کر. اپنی پناہ گاہ میں رکھو. یہ جان کر کہ مِنہا تمہاری بیوی ہے. رفیق نیازی تمہارے ساتھ تو کسی قیمت پر اُلجھنے کی غلطی نہیں کرے گا .

میں جانتا ہوں میں ایک بہت بڑی چیز مانگ رہا ہوں. لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جب تک میری بیٹی غیر محفوظ رہے گی. میں تمام رازوں سے پردہ نہیں اُٹھا پاؤں گا. چاہے مجھ پر کتنا بھی ٹارچر کیا جائے ".

شہباز خان نے ہشام کو راضی کرنے کے لیے اپنی طرف سے ایک بہت اہم بات کی جانب اشارہ کیا تھا .

جس پر بنا کچھ جواب دیے ہشام خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا .

ہشام عجیب اُلجھن میں پھنس چکا تھا. وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا. کہ اُسے اِس وقت کیا کرنا چاہیے. کسی کو اپنے نکاح میں لینا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی. اور وہ بھی تب جب آپ پہلے ہی انگیجڈ ہوں .

ہشام جانتا تھا کہ مصلحت کے تحت بھی کچھ ٹائم کے لیے کیا گیا یہ نکاح خفیہ نہیں رہ سکتا. جیسے ہی رفیق نیازی کو اِس بات کا علم ہو گا وہ اِس خبر کو ہر جگہ نشر کروا دے گا .

کافی دیر کی سوچ وبچار کے بعد ہشام فیصلے پر پہنچ چکا تھا. اُس نے ڈیسائیڈ کر لیا تھا. کہ اب اُسے کیا کرنا ہے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بی بی جی بیگم صاحبہ آپ کو نیچے بلا رہی ہیں. وہ کہہ رہی ہیں مہمان آ چکے ہیں اب آپ بھی نیچے آ جائیں ."

رضیہ نے عائلہ کے حلیے کی جانب ایک نظر ڈال کر نظریں جھکا لی تھیں. لیکن اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ ابھی تھوڑی دیر میں اِس گھر میں پھر سے ہنگامہ ہونے والا ہے .

" اوکے تم جاؤ میں آ رہی ہوں ."

عائلہ نے بیڈ سے اُٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے اپنی تیاری کا جائزہ لیا تھا.

وائٹ کلر کی ٹائٹ پینٹ کے اُوپر سکائے کلر کی شرٹ پہنے بالوں کا اُونچا سا جوڑا بنائے. بنا دوپٹے کے ہائی ہیل میں واہیات ڈریسنگ کرنے کی پوری کوشش کی گئی تھی. اور رہی سہی کسر اُس کے ڈارک میک اپ نے پوری کر دی تھی.

کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ رشتہ والوں کے سامنے جا رہی ہے. بلکہ اُسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا. کہ کسی کلب پارٹی کے لیے نکل رہی ہے.

" ہائے ایوری ون وٹس اَپ ".

.ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے عائلہ نے بآواز بلند سب کو مخاطب کیا تھا

جہاں مہمان عائلہ کے حلیے پر آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھ رہے تھے. وہیں اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم اپنی متوقع ہونے والی بے عزتی پر شرمندگی سے .سر جھکا گئے تھے

" کیسے ہیں آپ لوگ. کھانا وانہ پیٹ بھر کر کھا لیا نا آپ نے. ہمارا شیف " .بہت اچھے کھانے بناتا ہے "

عائلہ کی بات پر مہمان خاتون نے حیران نظروں سے فاخرہ بیگم کی جانب .دیکھا تھا

" . لیکن فاخرہ آپ نے تو بولا تھا یہ سب کچھ آپ کی بیٹی عائلہ نے بنایا ہے "

. خاتون کی بات پر عائلہ کا زوردار قہقہہ برآمد ہوا تھا

" ہاہاہا جوک آف داڈے. مجھے تو چولہا آن کرنا نہیں آتا آپ یہ سب بنانے کی بات کر رہی ہیں. یہ سب تو میری اِن والدہ محترمہ کو بنانا بھی نہیں آتا مجھے کیا آئے گا . "

عائلہ کا ہنس ہنس کر بُرا حال ہو رہا تھا. جس کے پیچھے مقصد صرف فاخرہ بیگم کو چڑھانا تھا .

" عائلہ بی ہیو یور سیلف . "

اکرام صاحب نے بہت مشکل سے اپنا غصہ ضبط کرتے اُس کی سرزنش کی تھی.

"اوہ کم آن ڈیڈ. ابھی تو میں بہت اچھے سے بی ہیو کر رہی ہوں. ورنہ آپ جانتے تو ہیں کہ میں کتنی بد تمیز ہوں. اچھا آنٹی آپ اپنے اِس چمپو کے لیے میرا رشتہ لے کر آئی ہیں کیا."

عائلہ اپنی باتوں اور حرکتوں پر منہ سجا کر بیٹھے لڑکے کی جانب اشارہ کرتے بولی. جو بار بار اپنی ماں کو وہاں سے اُٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا.

"بس لڑکی بہت ہو گیا. فاخرہ اکرام بھائی آپ لوگوں نے ہمیں یہاں بے عزت کرنے کے لیے بلایا ہے کیا. پہلے اپنی اِس بیٹی کو تھوڑی بہت تمیز سکھا دیں پھر اِس کی شادی کے بارے میں سوچئے گا."

وہ خاتون غصے سے اپنی جگہ سے اُٹھتے بولی. مزید ایک منٹ بھی رُکے بغیر وہ اپنے بیٹے اور ساتھ لائے باقی دو لوگوں کو لے کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی.

" .ارے آنٹی یہ تو بتاتی جائیں کھانا تھا کیسا "

.عائلہ نے سامنے پڑے سیب کا سلائس اُٹھاتے پیچھے سے ہانک لگائی تھی

" عائلہ انف از انف. تمہیں شرم نہیں آئی یہ سب حرکتیں کرتے. تھوڑا ساتو اپنے باپ کی عزت کا خیال کر لو. "

.اکرام صاحب اپنی جگہ سے اُٹھتے عائلہ پر دھاڑے

جب باپ کو اپنی بیٹی کی زرا پرواہ نہیں تو میں کیوں پرواہ کروں. اور ایسا "
کوئی عزت اُتارنے والا کام کیا بھی نہیں ہے میں نے. جب میں نے آپ کی
بیوی کو بتادیا تھا کہ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی. شادی کروں گی تو اپنی
مرضی سے. تو اِس نے یہ ڈرامہ کیوں لگایا. میں کوئی شو پیس نہیں ہوں. اور
نہ ہی کوئی مڈل کلاس لڑکی جو شرماتے لجاتے ایسے لوگوں کے سامنے اپنی
". نمائش کروائے گی

عائلہ کی بات پر اکرام صاحب نے سوالیہ انداز میں فاخرہ بیگم کی جانب دیکھا
. تھا جنہوں نے اُنہیں یہی کہا تھا کہ عائلہ راضی ہے

کیا ہوا غلط بیانی کی آپ کی بیوی نے آپ کے ساتھ. لیکن چھوڑیں پہلی بار "
". تو ہوا نہیں ایسا

عائلہ اکرام صاحب کا حیرت زدہ ہونا نوٹ کر کے سمجھ گئی تھی کہ فاخرہ بیگم ایک بار پھر اُس کے حوالے سے غلط بیانی کر چکی ہیں.

" اگر آج بات نکل ہی آئی ہے تو سن لیں آپ لوگ. میں کسی سے بے انتہا محبت کرتی ہوں. اور شادی بھی اُسی سے کروں گی. اِس لیے مجھے گھر سے نکالنے کے لیے یہ سب کوشش مت کریں ".

عائلہ کی بات سن کر فاخرہ بیگم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی.

" دیکھا اکرام میں کہتی تھی نا. اِس لڑکی کا کوئی چکر چل رہا ہے. پورا دن باہر رہنا رات کو دیر سے گھر واپس آنا. ضرور کسی کے ساتھ منہ کالا کرتی پھر رہی ہے. ہے نہ پھر ماں کی طرح بد کردار ".

.فاخرہ بیگم نے موقع ملتے ہی اندر کا زہر اُگل دیا تھا

خود پر ہر الزام سہنے والی عائلہ اپنی مری ماں کے بارے میں ایک لفظ برداشت نہیں کر پائی تھی. اور آگے بڑھ کر عائلہ نے پورے زور سے فاخرہ بیگم کو پیچھے کی جانب دھکا مارا تھا.

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کے بارے میں اتنا گھٹیا بولنے کا. "
بدکردار وہ نہیں تم ہو. جس نے اپنی اداؤں سے ایک شادی شدہ انسان کو
پھانس کر دوسری عورت کا گھر برباد کر دیا. "

عائلہ کے دھکے پر فاخرہ بیگم پورے قد سے پیچھے پڑے صوفے پر جا گری تھی. اُس کا بس نہیں چل رہا تھا. اِس عورت کا گلا دبا دے. جو اُس کی مری

ہوئی ماں کو اب بھی نہیں بخش رہی تھی. اگر اکرام صاحب عائلہ کو نہ پکڑتے تو جتنے غصے میں وہ اِس وقت تھی اُس نے ایسا کر بھی جانا تھا.

"آپ بہت اچھا لگ رہا ہو گا نا. میری ماں اور مجھے بد کردار کہلائے جانے پر. آپ اچھے سے جانتے ہیں میری ماں کتنی نیک عورت تھی. مگر ہمیشہ اِس عورت کے اُن پر لگائے جانے والے تمام الزامات پر خاموش رہے آپ.

میں آپ کو آپ کی اِن تمام ناانصافیوں پر کبھی معاف نہیں کروں گی. کبھی نہیں. آپ بھی ویسے ہی تڑپو گے میرے لیے جیسے میری ماں تڑپی ہے آپ کے لیے."

عائلہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی. لیکن اپنی ماں کے حوالے سے کہی زرا سی بات بھی اُسے کمزور کر دیتی تھی. اور فاخرہ بیگم ہمیشہ اِسی بات کا فائدہ اٹھاتی

تھی. عائلہ بھیگی آنکھوں سے اکرام صاحب کو اُن کی غلطیوں سے آگاہ کرتی وہاں سے نکل گئی تھی. آج اتنے عرصے میں پہلی بار اکرام صاحب کو عائلہ کی آنکھوں میں موجود آنسو تڑپا گئے تھے.

سر پکڑ کر واپس صوفے پر گرتے اکرام صاحب اپنی کوتاہیوں اور عائلہ کے ساتھ رواں رکھے جانے والے اپنے رویے پر غور کرنے لگے تھے. جبکہ پاس بیٹھی فاخرہ بیگم کو اپنا سارا گیم خراب ہوتا محسوس ہوا تھا. وہ کسی قیمت پر ان دونوں باپ بیٹی کو قریب نہیں آنے دینا چاہتی تھیں.

وہ سمجھتی تھیں کہ اگر ایسا ہوا تو اُن کی اِس گھر میں کوئی حیثیت نہیں رہے گی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آفس کے روم میں بلکل سناٹا چھایا ہوا تھا. وہاں موجود تمام نفوس اپنی اپنی سوچوں میں اُلجھے ہوئے تھے. ہشام نے اُن سب کے سامنے جو بات رکھی تھی. وہ اُن کو مشکل میں ڈال گئی تھی .

ہشام نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنی فیملی ممبرز سے کچھ بھی نہیں چھپائے گا. اِس لیے سب سے پہلے اُس نے آفس جا کر تایا سلمان گردیزی, زاہد گردیزی اور اپنے والد حمدان گردیزی کے ساتھ ساتھ زیان اور واسع کو بھی فون کر کے وہاں بلوا لیا تھا. اُس نے مِنہا سے نکاح کر کے اُسے اپنا نام دے کر اُس کی حفاظت کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا. اور یہ بھی سوچ لیا تھا کہ چاہے اِس نکاح کا دورانیہ جتنا بھی ہو. وہ اپنے گھر والوں سے یہ بات بلکل بھی نہیں چھپائے گا .

حمدان گردیزی کو جہاں اپنے بیٹے کی سوچ اور عمل پر فخر محسوس ہوا تھا. وہیں وہ اپنی بہن کے ساتھ طے کئے گئے رشتے پر بھی فکر مند تھے. وہ کسی صورت اپنی بہن کو ناراض نہیں کر سکتے تھے.

" ہشام بیٹا آپ نے ہمیشہ ہر مقام پر اپنے پختہ کردار, بہادری اور قابلیت کی بنا پر ہمارا سر فخر سے بلند ہی کیا ہے. اور آج بھی جو بات آپ نے ہمارے سامنے رکھی ہے. اُس نے میرے دل میں آپ کے لیے محبت مزید بڑھا دی ہے.

ایک بچی کو اُس کے باپ کے کیے کی سزا بلکل بھی نہیں ملنی چاہیئے. میں جانتا ہوں آپ جو قدم اُٹھانے جا رہے ہو. وہ بہت بڑا ہے. لیکن میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں". "

سلمان گردیزی نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا. جسے سن کر ہشام کو بہت خوشی ہوئی تھی.

"لیکن بھائی صاحب سائرہ کو کیا جواب دیں گے ہم. فائقہ ہمارے گھر کی بچی ہے ہم اُس کے ساتھ غلط نہیں کر سکتے."

حمدان گردیزی ایک اِسی وجہ سے انکاری تھے.

"حمدان میں نے کب کہا. ہشام اور فائقہ کا رشتہ ختم ہو جائے گا. فائقہ ہی ہمارے گھر کی بہو بنے گی. ہشام اُس بچی سے یہ نکاح صرف اور صرف اُسے اُن درندوں سے بچانے کے لیے کر رہا ہے. اور اِس نکاح کی حیثیت صرف کاغذی ہی ہو گی."

سلمان گردیزی کی بات آج پہلی بار حمدان گردیزی کو مطمئن نہیں کر پائی تھی.

"بابا تایا جان بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں. یہ نکاح رشتہ جوڑنے کے لیے نہیں کیا جارہا. بلکہ صرف اور صرف اُس لڑکی کو اپنا نام دے کر رفیق نیازی کے اُس گھناؤنے کھیل سے محفوظ کرنے کے لیے ہے. جیسے ہی رفیق نیازی کی گرفتاری ہو جائے گی. اور مِنہا اِس خطرے سے باہر آجائے گی ہمارا یہ نکاح ختم ہو جائے گا. اور یہ ساری باتیں میں نکاح سے پہلے اُس سے ڈسکس کروں گا."

ہشام کی بات سن کر حمدان گردیزی کسی حد تک راضی ہو چکے تھے. لیکن کسی بچی سے نکاح کر کے اُسے بعد میں ختم کرنا یہ بات اُن جیسے نرم اور حساس دل کے مالک کو بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی.

جی ماموں جان میں بھی ہشام کے اِس فیصلے میں اُس کے ساتھ ہوں. وہ "
لڑکی اِس وقت بہت مشکل میں ہے. اور اگر اِس طرح اُس کی مدد ہو سکتی ہے
". تو مجھے نہیں خیال اِس میں کچھ بھی غلط ہے

واسع بھی کھلے دل سے اِس فیصلے پر راضی تھا. زاہد گردیزی اور زیان تو ویسے
ہی ہشام کے ہر فیصلے میں اُس کی سپورٹ میں تھے. اُنہیں بھلا کیا اعتراض ہونا
. تھا

ہشام اُن سب کو شام کو ہی نکاح کا ٹائم بتاتا وہاں سے نکل آیا تھا. وہ اب یہاں
سے سیدھا اپنی ماں کے پاس جانا چاہتا تھا. وہ اُن سے کبھی کوئی بات نہیں چھپاتا
. تھا. پھر یہ تو ایک بہت بڑا قدم تھا

ابھی وہ گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا. جب اپنے ماتحت کی بتائی گئی خبر پر ہشام کا دل چاہا تھا. رفیق نیازی کو ابھی اِسی وقت چیر کر رکھ دے.

رفیق نیازی نے ہشام کی شہباز کی گرفتاری کی چھپا کر رکھی گئی خبر نیوز چینلز اور سوشل میڈیا پر پھیلا دی تھی. اور ساتھ ہی مِنہا کے ساتھ اپنے نکاح کی خبر بھی پھیلا دی تھی.

ہشام حمدان گردیزی کو شائستہ بیگم کو اِس بارے میں ساری حقیقت سے آگاہ کرنے کا کہتا جلدی سے ڈرائیونگ کر کے مِنہا کے پاس فلیٹ پر پہنچا تھا. مگر وہاں پہنچ کر وہی ہوا تھا جس کا اُسے ڈر تھا. مِنہا ایل سی ڈی آن کیے ساکت سی بیٹھی بار بار سکرین پر چلتی ایک ہی بریکنگ نیوز پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی. جہاں اب ہشام کی تصویر کے ساتھ فخر سے یہ بتایا جا رہا تھا کہ اُس نے

کتنی بہادری اور قابلیت سے شہباز خان جیسے خطرناک مجرم کو گرفتار کیا تھا.
.اور ساتھ ہی اپنے حوالے سے خبر سن کر اُسکا دماغ چکرا رہا تھا

مِنہا اتنے صدمے میں تھی کہ ہشام کی آہٹ بھی محسوس نہیں کر پائی تھی.
.یہاں تک کہ ہشام اُس کے سامنے صوفے پر آ بیٹھا تھا

"....مِنہا"

آج پہلی بار ہشام نے اُسے نام سے پکارا تھا. ہشام کو مِنہا سے اِس وقت بہت ہمدردی محسوس ہو رہی تھی. جو بے قصور ہوتے ہوئے بھی سزا بھگت رہی
.تھی

ہشام کی گھمبیر آواز مِنہا کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ اجنبی نظروں سے اُس کی جانب دیکھنے لگی تھی. آنکھوں سے آنسو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے. اُس کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اُس کے بابا ایسا کر سکتے ہیں. اُسے یہی لگ رہا تھا کہ یہ سب اُس کے بابا کے خلاف سازش کی جا رہی تھی. مگر یہ خبر سن کر کے شہباز خان خود ہی اپنے گناہوں کا اعتراف کر چکا ہے. اِس بات نے اُسے توڑ کر رکھ دیا تھا.

" رفیق نیازی جھوٹ بول رہا ہے. میرا نکاح نہیں ہوا اُس سے. میں تو جانتی بھی نہیں ہوں اُسے کون ہے وہ. پلیز مجھے اُس کے پاس نہیں جانا ".

ہشام کی نظریں مِنہا کے چہرے کے حسین نقوش پر ٹک گئی تھیں. جو مسلسل رونے کی وجہ سے بلکل گلابی ہو چکا تھا. ٹھوڑی پر موجود گڑھا بھی آج اُسے بہت اُداس لگ رہا تھا. ہشام نے فوراً نظریں پھیر لی تھیں. بے شک وہ

روتے ہوئے بھی بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی. مگر ہشام کو یہ منظر نہیں دیکھنا تھا.

اُس کا دل بوجھل سا ہوا تھا. مگر ابھی اُسے اِس نازک لڑکی پر ایک دھماکہ اور بھی کرنا تھا.

"اوکے نہیں بھیجوں گا میں تمہیں اُس کے پاس. مگر اُس کے لیے تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا". "

ہشام نے بہت ہی تحمل کے ساتھ صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر کہتے مِنہا کے سر پر بم پھوڑا تھا.

مِنہا کچھ بے یقینی اور غصے بھری نظروں سے ہشام کی جانب دیکھ رہی تھی.

سہی کہتے ہیں. آج کل کے دور میں کسی بھی انسان میں اِنسانیت نام کی چیز "
بچی ہی نہیں ہے. جہاں کسی کو مجبور اور بے بس دیکھا. اُس کی بے بسی کا فائدہ
اُٹھانے پہنچ گئے. میں بے وقوف تھی جو آپ کو شریف انسان سمجھنے لگی تھی.
مگر آپ بھی اُنہیں پولیس والوں میں سے ہیں جو ضمیر فروش اور اپنی ڈیوٹی
کے نام پر عیاشیاں کرتے پھرتے ہیں. نہیں چاہئے مجھے آپ کی کوئی مدد.
جا رہی ہوں میں یہاں سے. اتنی کمزور بھی نہیں ہوں جتنا آپ نے مجھے سمجھ
لیا ہے. "

مِنہا پہلے ہی اتنے بڑے صدمے کا شکار تھی. کہ ہشام کی اچانک کہی گئی بات
کا غلط مطلب نکالتے بنا سوچے سمجھے اُسے اتنی بڑی بڑی باتیں بول گئی تھی.

ہشام کا چہرا اُس کی باتیں سن کر غصے کی شدت سے لال ہو چکا تھا. وہ جس لڑکی کی مدد کرنے کی خاطر اپنے عزیز گھر والوں کا دل دکھانے جا رہا تھا. وہی لڑکی اُس پر کتنے غلط الزامات لگا رہی تھی.

ہشام نے اُسی غیض و غضب کی حالت میں پاس سے گزر کر باہر کی طرف جاتی مِنہا کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا تھا. جس کے نتیجے میں وہ ہشام کے مقابل صوفے پر آ گری تھی.

" کیا بدتمیزی ہے یہ چھوڑو مجھے ."

مِنہا نے ہشام کی گرفت سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے اُس کی ہتھیلی پر بہت زور سے کاٹ دیا تھا. اُس کی جنگلیوں والی حرکت پر ہشام نے اُسے

چھوڑنے کے بجائے دوسرا ہاتھ بھی پکڑ کر قابو کرتے اُس کی کمر صوفے کے ہینڈ سے ٹکا دی تھی.

"تم ایک نمبر کی بد تمیز اور جنگلی ہو. اور عقل نام کے لفظ سے تو لگتا ہے کبھی تمہارا واسط پڑا ہی نہیں ہے. میں نے تمہیں نکاح کرنے کو بولا ہے. تمہارے ساتھ رات گزارنے کی آفر نہیں کی تمہیں. جس پر تم اتنا اوورری ایکٹ کر رہی ہو. نکاح کرنا کہاں کی عیاشی ہے."

ہشام مِنہا کی آنکھوں میں جھانکتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا. جب کے اُس کے اتنے صاف اور بے باک الفاظ پر مِنہا شرم اور خفت کے مارے لال ہو چکی تھی.

مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے نکاح کرنے کا. اور تمہیں یہاں رکھنے کا. یہ "
سب میں صرف انسانیت کے ناطے اور تمہارے باپ کے بار بار فریاد کرنے
پر کر رہا ہوں. رفیق نیازی سب کے سامنے تمہیں اپنی منکوحہ ثابت کر کے
لے جانا چاہتا ہے. تمہیں اُس گھٹیا شخص کی سازشوں سے بچانے کے لیے
میں نے تم سے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا ہے. جو میں چھپ کر یا خفیہ طور پر
نہیں کروں گا. بلکہ میری فیملی کے تمام معزز لوگ اس میں شریک ہوں
گے. اِس نکاح کی اہمیت صرف ایک کاغذی رشتے سے زیادہ کچھ نہیں ہو گی.
نہ ہی تمہارا مجھ پر کوئی حق ہو گا نہ میرا تم پر. یہ سارا معاملہ ختم ہوتے ہی نکاح
". بھی ختم ہو جائے گا

ہشام مِنہا کو اچھے سے باور کرواتا اپنی گرفت سے آزاد کرتا اُس کے پاس سے
اُٹھ گیا تھا. کیونکہ اِس لڑکی نے ہمیشہ کی طرح اُس کا موڈ سخت آف کر دیا تھا.

ہشام نہیں جانتا تھا کہ جتنی بڑی بڑی باتیں وہ بول رہا ہے. آگے چل کر وہ اِن
.سب باتوں پر قائم رہ بھی سکے گا یا نہیں

"آج شام سات بجے نکاح ہے ہمارا. اور اب دوبارہ اپنی احمقانہ سوچوں پر
عمل کر کے مزید کوئی فضول گوئی کرنے کی کوشش مت کرنا. اب کی بار میں
".مزید بدتمیزی برداشت نہیں کروں گا

.کھردرے لہجے میں کہتا ہشام اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا

.مِنہار وتے ہوئے سر پکڑتی وہیں بیٹھتے خود کو ملامت کرنے لگ گئی تھی

وہ اِس شخص کو کتنا غلط سمجھ رہی تھی. جو اُس کی اتنی مدد کر رہا تھا. واقعی اِس بندے کے سامنے آتے وہ ہمیشہ اوٹ پٹانگ ہی بولتی تھی. ورنہ کبھی کسی اور کو آج تک اُس نے اتنی باتیں کبھی نہیں سنائی تھیں.

جس بندے کے پاس وہ اتنے دنوں سے قید تھی. جو آرام سے اُس کا فائدہ اُٹھا سکتا تھا. اُس پر اپنی بے وقوفی میں وہ کیا کیا الزام لگا گئی تھی. مِنہا کو اپنے الفاظ کی سنگینی کا فوراً احساس ہوا تھا.

اُس کا غصہ ایسا ہی تھا جو جتنا جلدی آتا تھا اُس سے بھی کہیں زیادہ جلدی اُتر جاتا. غلطی کا احساس ہوتے ہی چند سیکنڈز میں ہی وہ نارمل ہو جاتی تھی.

اُس نے ایک نظر بند کمرے پر ڈالی تھی. مگر وہ چاہ کر بھی وہاں جانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی. اُسے اِس وقت ہشام سے بہت ڈر لگ رہا تھا.

ایل سی ڈی پر ابھی بھی وہی نیوز چل رہی تھی. منہا کو اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہو رہا تھا. لیکن دل کا درد سر درد سے بہت زیادہ تھا. جو اُسے اپنے قریبی اکلوتے خونی رشتے سے ملا تھا. اُس کے پاپا جانی جو اُس کا فخر تھے. اُس کے آئیڈیل تھے. اُنہوں نے اُسے کہیں منہ دکھانے کے لائک نہیں چھوڑا تھا. اُس کا سر ہمیشہ کے لیے جھکا گئے تھے.

مِنہا کے آنسو ایک بار پھر جاری ہو چکے تھے. جو بھی تھا وہ جتنے بھی بُرے تھے. مگر اُس کے پاپا تھے. جن میں اُسکی جان بستی تھی. یہ درد یہ صدمہ اُس کے لئے بہت بڑا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام کے کہنے پر زیان نے فاریہ کو مِنہا کے لیے بلوالیا تھا. گردیزی ولا کی خواتین میں سے کسی کو بلوانا اُنہیں مناسب نہیں لگا تھا. فاریہ نے مِنہا کو ہلکا پھلکا تیار کرنے کا اسرار کیا تھا. مگر مِنہا کے دوٹوک انکار پر فاریہ خاموش ہو گئی تھی.

اپنوں کی موجودگی میں ہشام نے مِنہا کے تمام جملہ حقوق اپنے نام لکھوا لیے تھے. جو بقول ہشام کے صرف کاغذی تعلق تھا.

مِنہا نکاح پر سائن کرتے ٹوٹ کر بکھری تھی. جس دن کے لیے اُس کے پاپا جانی نے نجانے کتنے خواب دیکھے تھے. آج اُنہیں کی وجہ سے اُس کا نکاح بھی چھپ کر چوروں کی طرح کیا جا رہا تھا.

مولوی صاحب کے ساتھ سائن کروانے کے لیے کمرے میں آئے سلمان گردیزی اور حمدان گردیزی گھونگھٹ ہونے کی وجہ سے مِنہا کا چہرا تو نہیں دیکھ پائے تھے. لیکن اُنہیں دل سے اُس بچی کا دکھ محسوس ہوا تھا. جس کو اُس کے باپ نے ہی بے آسرا کر دیا تھا.

مولوی صاحب کو رخصت کر کے زیان ٹیرس پر کھڑے فون پر بات کرتے ہشام کی جانب بڑھا تھا.

" بہت بہت مبارک ہو جناب. شوہر کے عہدے پر فائز ہو چکے ہو . "

زیان کی بات پر ہشام نے فون بند کرتے اُسے ایک گھوری سے نوازا تھا.

" حقیقت جانتے ہو تم اِس سب کی. فضول مت بولو . "

.ہشام کی بات پر زیان معنی خیزی سے مسکرایا تھا

" اُس حقیقت سے تو واقف ہوں. مگر مجھے تمہاری آنکھوں میں آج کچھ اور ہی حقیقت نظر آ رہی ہے. جس کے کچھ آثار تمہارے ہاتھ پر بھی دکھائی دے رہے ہیں"

زیان کی آنکھوں میں صاف شرارت ناچ رہی تھی. ہشام نے جیسے ہی اُس کی نظروں کے تعاقب میں اپنے ہاتھ کی جانب دیکھا. ناچاہتے ہوئے بھی ایک بھرپور مسکراہٹ ہشام کے ہونٹوں پر بکھر گئی تھی. جہاں مِنہا نے آج دن ٹائم ہی اُس سے لڑائی کے دوران اپنے دانت گاڑھ دیے تھے.

ہشام کے ہونٹوں پر بکھرتی مسکراہٹ زیان کے اندر اُٹھتے بہت سارے سوالوں کے جواب دے گئے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یو ایڈیٹ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ گلاس یہاں سے اُٹھانے کی ."

عائلہ ڈرنک اِس قدر زیادہ مقدار میں کر چکی تھی کہ اُس سے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا بھی مشکل ہو رہا تھا. ہمیشہ اُسے ایسے وقت پر سنبھالنے والی اُس کی دوست بھی آج اُس کے ساتھ نہیں تھی.

اکرام صاحب سے لڑائی کے بعد وہ گھر سے نکل آئی تھی. اور اب اپنے فیورٹ فائی سٹار ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر وہ اچھی خاصی شراب اپنے اندر اُتار چکی تھی.

جب کاؤنٹر پر کسی شخص کے اپنے آگے سے گلاس اُٹھانے پر وہ نشے کی حالت میں اُس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کر چکی تھی. مقابل نے بھی اتنے لوگوں کے سامنے اپنی ایسی انسلٹ پر غصے میں آتے جواب میں عائلہ پر ہاتھ اُٹھاتے بدلہ لینا چاہا تھا. مگر اُس کا ہاتھ عائلہ تک پہنچنے سے پہلے ہی بیچ میں آتے زیان نے روک دیا تھا.

جو ابھی ابھی کسی کام سے وہاں آیا تھا. اُس شخص کو عائلہ کی جانب بڑھتا دیکھ زیان خود کو روک نہیں پایا تھا.

مانتا ہوں اُس کی غلطی ہے. مگر عورت پر ہاتھ اُٹھانا ایک مرد کو شیوا بلکل "
" . بھی نہیں دیتا

زیان تنبیہہ کرتی نظروں سے اُس شخص کو باور کرواتا عائلہ کی جانب مڑا تھا.
.جو مسکراتی آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی

میں نے کہا تھا نا. تم ہی میرے ہیرو ہو. آج تک اِس طرح میری ڈھال "
" . بن کر تو میرے سامنے میرے ڈیڈ بھی کبھی نہیں آکر کھڑے ہوئے

عائلہ نے بات کرتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے تھے. مگر بُری طرح
لڑکھڑانے کی وجہ سے وہ زمین بوس ہوتی اُس سے پہلے ہی زیان نے آگے
.بڑھ کر اُسے تھام لیا تھا

" تم جیسی لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی. اِس سے مزید بُرا کوئی اور روپ بھی دیکھانا باقی ہے کیا تمہارا یا یہ لاسٹ سٹیج ہی ہے ."

زیان عائلہ کو باہر لا کر گاڑی کے سہارے کھڑا کر تا دھاڑا تھا. عائلہ اپنے حواس نارمل رکھنے کی بہت کوشش کر رہی تھی. مگر کافی زیادہ پی لینے کی وجہ سے اُس کا دماغ بہت زیادہ چکرا رہا تھا .

" میر آج مجھے اِس حال میں دیکھ کر میرے لیے تمہاری نفرت مزید بڑھ گئی ہو گی نا. تمہیں ضرور گھن آ رہی ہو گی مجھ جیسی لڑکی سے. جو شراب پیتی ہے. واہیات کپڑے پہنتی ہے. میں بہت بُری سہی لیکن میں بد کردار نہیں ہوں. اور نہ ہی میری ماں بد کردار تھی. مگر تم بھی میرے ڈیڈ کی طرح بد کردار سمجھتے ہو نا مجھے. یہ بات میرے دل کو چیر کر رکھ دیتی ہے .

میں سکون چاہتی ہوں. محبت چاہتی ہوں. کیا میرا اِن سب پر حق نہیں ہے.
میں اتنی بُری ہوں کیا. کہ مجھ سے نفرت ہی کی جائے. تھک گئی ہوں میں ہر
ایک کی نفرت سہتے سہتے." .

عائلہ زیان کے سینے سے اُس کی شرٹ تھامے کھڑی بے ترتیب جملے بولتی
اپنے اندر کا دکھ بیان کر رہی تھی. زیان خاموش نظروں سے عائلہ کی جانب
دیکھ رہا تھا. آج اُس نے نہ ہی عائلہ کو خود سے دور جھٹکا تھا اور نہ ہی اُسے آج
عائلہ سے نفرت محسوس ہو رہی تھی. بلکہ آج تو وہ اُس کی آنکھوں میں تیرتی
نمی اور درد دیکھ رہا تھا .

"تم جانتے ہو میر. جب سے میں نے ہوش سنبھالے ہیں. کسی کو اِس بات
کی اجازت نہیں دی کہ وہ مجھے جھڑک سکے. میری اتنی بُری طریقے سے
انسلٹ کر سکے. مگر اپنی ذات سمیت ہر حق تمہیں دینا چاہا مگر تم نے بہت

بُرے طریقے سے میرا دل توڑتے مجھے ریجیکٹ کر دیا. تم بھی باقی سب کی طرح سمجھتے ہو نا. کہ میں ہر بات پر ہنس دیتی ہوں. یا لڑائی کر لیتی ہوں تو مجھے. تکلیف نہیں ہوتی میرا دل نہیں دکھتا. نہیں... تمہارے ہر بار رد کرنے پر میرا یہ دل خون کے آنسو روتا ہے.

میری محبت سچی ہے میر. مگر اب میں مزید خود کو تمہارے آگے بے مول نہیں کروں گی. "

عائلہ زیان پر ایک بھرپور محبت بھری نظر ڈالتی وہاں سے نکل آئی تھی.

زیان کتنے ہی لمحے اپنی جگہ پر اُسی پوزیشن میں کھڑا رہا تھا. وہ اِس لڑکی اور اِس کی باتوں سے بلکل بھی ایفیکٹ نہیں ہونا چاہتا تھا. مگر آج یہ لڑکی کہیں نہ کہیں اُسے ایفیکٹ کر گئی تھی.

نہیں یہ لڑکی میرے ٹائپ کی نہیں ہے. جان بوجھ کر مجھے ایسی باتیں بول "
". کر گئی ہے. بہت تیز ہے یہ. ایسی لڑکی میری چوائس کبھی نہیں ہو سکتی

زیان نے اپنے اندر سے اُٹھتی کمزور سی آواز کو بُری طرح جھٹکتے حیدر صاحب
.کا نمبر ملا دیا تھا

بابا آپ جو لڑکی میرے لیے پسند کر چکے ہیں. اُس کے ساتھ اِس ویک کے "
". اندر اندر میری انگیجمنٹ رکھ دیں. مجھے اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہے

اتنی رات کو اِس طرح زیان کی ایسی بات کہنے پر حیدر صاحب نے حیرت سے
.موبائل کان سے ہٹا کر سکرین پر جگمگاتے زیان کے نمبر کو گھورا تھا

زیان کیا ہوا اتنی بھی کیا جلدی ہے. ابھی تو تم نے اُس لڑکی کو دیکھا بھی "
". نہیں ہے

. حیدر صاحب کچھ سمجھ ہی نہیں پائے تھے

بابا جو میں نے کہہ دیا ہے وہی ہو گا. میری انگیجمنٹ ہو گی اور وہ بھی اِسی "
". ویک

زیان اُن کی کوئی بھی بات سنے بغیر فون بند کر چکا تھا. جب آگے قدم بڑھاتے اُسے اپنے شوز کے نیچے کچھ فیل ہوا تھا. پاؤں ہٹا کر جھک کر اُس نے نیچے پڑی چین اُٹھالی تھی. جو بہت ہی نازک اور خوبصورت تھی. اور اُس میں چمکتا پینڈنٹ مزید اُس کی دلکشی میں اضافہ کر رہا تھا .

زیان نے اِسے آج ہی عائلہ کی گردن میں دیکھا تھا. کچھ پل دیکھنے کے بعد
.زیان نے کچھ سوچتے اُٹھا کر اُسے اپنی پاکٹ میں رکھ لیا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

نکاح کے بعد سب لوگ واپس جا چکے تھے. مِنہا اپنے کمرے میں ہی بند
تھی. ہشام بھی سب کو رخصت کر کے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا. اُسے
مِنہا کی دن کی کہی باتوں پر اچھا خاصہ غصہ تھا. اِس لیے وہ اُس سے کوئی بات
.نہیں کرنا چاہتا. فاریہ سے کہہ کر اُس نے کھانا مِنہا کو کھلوا دیا تھا
ہشام بیڈ پر لیٹا چینل سرچنگ پر مصروف تھا. جب اُسے دروازے پر ہلکی سی
.دستک سنائی دی تھی
" .کم اِن "

ہشام کی آواز سنتے مِنہا مرے مرے قدموں سے آگے بڑھی تھی. ہشام کو بیڈ پر لیٹا دیکھ اُس کی جھکی نظریں مزید جھک گئ تھیں.

" مجھے آپ سے بات کرنی ہے. "

ہشام کے یکسر نظر انداز کرنے پر مِنہا کو خود ہی اُس کی توجہ اپنی جانب دلوانی پڑی تھی.

" بولو میں سن رہا ہوں. "

ہشام اب ٹی وی کے ساتھ ساتھ موبائل پر بھی مصروف ہو چکا تھا.

اُس کے اِس طرح ایٹیچیوڈ دیکھانے پر مِنہا نے نظریں اُٹھا کر اُسے گھورا تھا.
وہ اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی بہت شرافت کے ساتھ اور بہت ہی ہمت
جمع کر کے ہشام سے اپنی فضول باتوں کی معافی مانگنے آئی تھی. لیکن ہشام کا
.اِس طرح اگنور کرنا اُسے بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا

" .کوئی بات نہیں کرنی مجھے "

مِنہا روٹھ کر منہ بنا کر کہتی وہاں سے پلٹی تھی. مِنہا نے آج تک اپنا یہ انداز
صرف عائلہ اور اپنے پاپا کو ہی دیکھایا تھا. اب نجانے کیوں وہ ہشام کے ساتھ
.بھی ایسے ہی بے ہیو کر گئی تھی

" .رُک جاؤ وہیں پر. اور جو بات کہنے آئی ہو وہ پوری کرو "

.ہشام موبائل بیڈ پر پھینکتا سخت لہجے میں مِنہا سے مخاطب ہوا تھا

" جب آپ میری بات سننا ہی نہیں چاہتے تو میں کیا بولوں. مجھے نہیں کرنی
" .آپ سے کوئی بات

اب مِنہا کا موڈ خراب ہو چکا تھا. اِس لیے بنا ہشام کی بات مانے وہ باہر کی
جانب بڑھی. جس پر ہشام بیڈ سے اُٹھتا ایک ہی جست میں مِنہا تک پہنچتا.
اُس کے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی اُس کا بازو پکڑ کر اُس کی بیک دروازے
.سے ٹکا چکا تھا

.مِنہا نے اِس اچانک افتاد پر گھبراتے ہشام کی جانب دیکھا

یہ اتنے نخرے مجھے دیکھانے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے. جو کہنے آئی "
". تھی وہ بولو گی یا میں اپنے طریقے سے بلواؤں

ہشام مِنہا کے ارد گرد اپنے دونوں بازو ٹکا کر اُسے مکمل طور پر اپنے حصار میں لیے. اُس پر جھکا ہوا تھا. اُس کے اِس طرح قریب آنے پر مہنا کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں.

کیا آپ ہر انسان کے ساتھ ایسے ہی روڈ اور سٹریل ہیں. یا میں ہی واحد "
". انسان ہوں یہ رویہ سہنے کے لیے

مِنہا بنا اُس کا حصار توڑتی سینے پر بازو باندھے اپنے ڈر کو سائیڈ پر رکھتے بولی.

اُس کے انداز پر ہشام اپنی بے ساختہ اُمڈ آنے والی مسکراہٹ روک گیا تھا.
.اُسے نکاح کے بعد مِنہا کا یہ بدلہ بدلہ نڈر انداز اچھا لگ رہا تھا

" . نہیں یہ صرف سپیشل تمہارے لیے ہے "

ہشام کی نظر مِنہا کی ٹھوڑی پر موجود گڑھے پر تھیں. جو اِس وقت اُسے خود
.سے روٹھا روٹھا سا لگ رہا تھا

منہا اِس وقت ہشام کے ہی لائے گئے. لائٹ پرپل اور پیرٹ کلر میں بہت
ہی خوبصورت لگ رہی تھی. اُس کی رونے سے سوجی آنکھوں میں گلابی
.ڈورے نمایاں تھے

میں آپ سے دن میں بولے گئے الفاظ پر معافی مانگنے آئی تھی. مجھے اتنا غلط "
" . نہیں بولنا چاہئے تھا. آپ اتنے بُرے بھی نہیں ہیں

.مِنہا کی نظریں جھکی ہوئی تھیں

وہ بہت ہی نرم دل کی مالک تھی. کسی کو سخت الفاظ بول کر یا ہرٹ کر کے وہ خود ہی بے چین رہتی تھی. ابھی بھی اُسے شام سے یہ بات سکون نہیں لینے دے رہی تھی. کہ اس نے ہشام کا احسان مند ہونے کے بجائے اُس پر اِتنے .فضول الزام لگا دیئے تھے

" . مطلب بُرا ہوں "

.ہشام کو اِس صاف گو سی لڑکی سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا

اِس سے پہلے کے مِنہا کوئی جواب دیتی ہشام کی کال آجانے سے وہ خاموش ہوئی تھی.

ہشام بنا اپنی جگہ سے ہٹاوہیں کھڑا کال پر بات کرتا رہا تھا. شاید وہ ابھی منہا کو جانے دینے کے موڈ میں نہیں تھا. اور مِنہا کو بھی اُس سے ایک بہت اہم بات کرنی تھی. اِس لیے وہ بھی خاموشی سے کھڑی رہی تھی. اور غیر ارادی طور پر اُس کی نظریں ہشام کے خوبرو چہرے پر ٹک گئی تھیں.

کھڑی مغرور ناک, احمری لب, روشن پیشانی جس پر چمکتا ایک بہت ہی خوبصورت سا تل. مِنہا نے فوراً نظریں جھکا لی تھیں. اُسے لگا تھا اگر مزید کچھ دیر اُس نے ایسے ہی اِس پولیس والے کی جانب دیکھا تو کچھ گڑبڑ نہ ہو جائے. کیونکہ آج اِس طرح اِس شخص کے قریب کھڑے ہو کر اُس کا دل جس

طرح دھڑک رہا تھا. اُسے کہیں نہ کہیں خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہو رہی تھی .

ہشام کی کال کچھ سے زیادہ ہی لمبی ہو رہی تھی. شاید کوئی ضروری بات کرنی تھی . جس وجہ سے وہ مِنہا کے آگے سے ہٹ گیا تھا

ہشام کے ہٹتے ہی مِنہا بھی جلدی سے وہاں سے نکل آئی تھی. اُسے اپنی کیفیت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی .

" اُف میرے خدا میں کیوں سوچ رہی ہوں. اِس شخص کے بارے میں. جو میرا کچھ نہیں لگتا. سوائے کاغذی رشتے کے. میں دل اتنا کمزور بھی نہیں ہے کہ اتنی جلدی کوئی شخص اِس میں اُتر جائے. نہیں مجھے کچھ بھی نہیں سوچنا اِس کے بارے میں. "

مِنہا چائے بناتی ساتھ ساتھ بڑبڑانے میں مصروف تھی. جب کچن کے
.دروازے پر آہٹ محسوس کرتی وہ پلٹی تھی

"تمہیں مجھ سے کوئی بات کرنی ہے.؟ "

ہشام کو لگا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے. اِس لیے سوالیہ انداز میں اُس کی جانب
.دیکھتے بولا

" .مجھے اپنے پاپا جانی سے ملنا ہے "

.مِنہا ہاتھ کی انگلیاں مڑورتی نظریں جھکا کر بولی

" . وہاں جانے میں بہت خطرہ ہے تمہیں "

ہشام کی بات پر مِنہا نے آنکھوں میں آنسو بھرے ملتجی انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا. اُسے اپنے پاپا سے ہر حال میں ملنا تھا. وہ نہیں چاہتی تھی اُنہیں آخری بار بھی نہ دیکھ پائے .

" اِس میں اب رونے کی کیا ضرورت ہے. ہر بات میں رونا لازم ہے کیا تمہارا. لے جاؤں گا کل میں تمہیں وہاں. میرے ہوتے اب کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا . "

ہشام مضبوط لہجے میں مِنہا کے چہرے پر خوف کی لہر دیکھ اُس کو بہت کچھ باور کرواتا وہاں سے نکل گیا تھا .

مِنہا آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہشام کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا.

" سڑیل تو ہے. مگر اچھا بھی بہت ہے. بہت لکی ہو گی وہ لڑکی جس کی قسمت میں یہ شخص ہو گا. "

مِنہا نے کو اُس لڑکی کی قسمت پر رشک ہوا تھا. جو پورے حق سے ہشام کی زندگی میں داخل ہو گی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ شاور لے کر واش روم سے نکلتی. ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی.

رات کو بہت زیادہ پی لینے کی وجہ سے ابھی تک اُس کا سر چکرا رہا تھا. رات
.کے بارے میں سوچتے اچانک اُس کے دماغ میں جھماکہ ہوا تھا

اوہ گاڈ رات کو میر تھا میرے پاس. اور میں اُسے کیا کیا بولتی رہی. وہ "
میرے بارے میں کیا سوچتا ہو گا. اُسے تو مجھ سے مزید نفرت ہو گئی ہو گی
" .مجھے اُس حال میں دیکھ کر

عائلہ کو صحیح سے ساری باتیں یاد نہیں تھیں. مگر جتنی یاد تھیں. اُنہیں پر اُسے
بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی. وہ ایک ایسے انسان کے سامنے جو پہلے ہی
اُسے حقارت بھری نظروں سے دیکھتا تھا. کیسے اپنے بارے میں سب کچھ بتا
.سکتی تھی

عائلہ نے خود کو اچھی طرح کوستے ریموٹ اُٹھا کر ٹی وی آن کیا تھا. لیکن سامنے چلتی نیوز دیکھ اُس کے ہاتھ سے ریموٹ چھوٹ کر نیچے گرا تھا.

"اوہ میرے خدا یہ سب کیا ہے. مِنہا پر اتنی بڑی قیامت گزر گئی اور میں سمجھ رہی وہ انکل کے ساتھ کہیں ٹرپ پر گئی ہوئی ہے".

مِنہا کی تکلیف کا سوچتے عائلہ کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا. وہ کیسے مِنہا کے حوالے سے اتنی بے خبر ہو سکتی تھی.

"دو دن ہو چکے ہیں یہ سب ہوئے اور میں ابھی تک اِس بات سے بے خبر تھی. اگر شہباز انکل کو پولیس نے پکڑ لیا ہے تو مِنہا کہاں ہو گی. یا خدا وہ بچاری کس حال میں ہو گی. اُس پر کیا بیت رہی ہو گی. مجھے ہر حال میں مِنہا سے ملنا ہے. مگر کہاں ڈھونڈوں میں اُسے".

عائلہ نے جس وقت سے شہباز خان کے حوالے سے نیوز سنی تھی. وہ منہا سے ملنے کے لیے ایسے ہی تڑپ رہی تھی.

" یہ حرامی رفیق نیازی بُڈھا کہیں کا میرے سامنے تو آئے میں اِس کا وہ حال کروں گی. ساری زندگی یاد رکھے گا. میری معصوم دوست پر منکوحہ ہونے کا دعویٰ کرے گا. بے غیرت کہیں کا. "

عائلی کا بس نہیں چل رہا تھا. رفیق نیازی اُس کے سامنے ہو. اور وہ مار مار کر اُس کا حشر بگاڑ دے.

ایک منٹ یہ پولیس والا یہ تو وہی ہے نا. اور اِسی نے شہباز انکل کو گرفتار "
کیا ہے. یہ ضرور مِنہا کے بارے میں جانتا ہو گا. ہاں میں اِسی کے پاس جاتی
" .ہوں. یا اللہ جی پلیز مِنہا جہاں بھی ہو. خیر خیریت سے ہو

.عائلہ جلدی سے اپنا پرس اُٹھاتی پولیس اسٹیشن جانے کے لیے نکل آئی تھی

مجھے ایس پی ہشام گردیزی سے ملنا ہے. اُنہیں کہیں میں مِنہا شہباز کی "
".دوست ہوں مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے اُن سے

پولیس اسٹیشن میں داخل ہو کر عائلہ نے سامنے سے آتے اہلکار کو مخاطب کیا
. تھا. اُس کی بات پر وہ اہلکار ہشام کے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا

سر باہر ایک لڑکی آئی ہے. جس کا کہنا وہ مِہنا شہباز کی دوست ہے. اور "
" .آپ سے ملنا چاہتی ہے

زیان سے بات کرتا ہشام اہلکار کی بات سن کر چونکا تھا. مگر پھر کچھ سوچ کر
اُس لڑکی کو اندر بھیجنے کا آرڈر دیا تھا. اور زیان کو ایکسکیوز کرتا صوفے سے اُس
.کے پاس سے اُٹھتے واپس اپنی سیٹ پر آ بیٹھا تھا

" .مے آئی کم اِن "

.عائلہ نے بہت ہی تمیز کا مظاہرہ کرتے اجازت مانگی تھی

".یس "

ہشام کے سر ہلانے پر وہ اندر داخل ہوئی تھی. لیکن دوسری طرف صوفے پر بیٹھے زیان کو نہیں دیکھ پائی تھی. جو اُس کی آواز پر حیران ہوتا اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا. پیچ کلر کے سادہ سے سوٹ میں بالوں کو جوڑے میں مقید کیے. دوپٹے کو اچھے سے کندھوں پر ڈالے بنا میک اپ کے. وہ سادہ سے حلیے میں زیان کو اچھا خاصہ حیران کر گئی تھی.

عائلہ کا یہ سادگی لیے حسین رُوپ کچھ زیادہ ہی رعنائیاں بکھیر رہا تھا.

عائلہ ہشام کے کہنے پر وہ اُس کے سامنے چیئر پر بیٹھ گئی تھی. زیان کی نظریں عائلہ پر ہی ٹکی ہوئی تھیں.

" مِنہا شہباز میری بیسٹ فرینڈ ہے. کچھ پرسنل ایشوز کی وجہ سے کچھ دنوں سے میری اُس سے ملاقات نہیں ہو سکی. آج ہی مجھے اِس سب کے بارے

میں پتا چلا ہے. میرا اُس سے کانٹکیٹ نہیں ہو پا رہا. میں آپ سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ آپ تو اُس کے بارے میں ضرور جانتے ہوں گے کہ وہ کہاں ہے. مِنہا اور کہیں نہیں جا سکتی اُس کا اِس دنیا میں اُس کے فادر کے علاوہ کوئی نہیں ہے. پلیز اگر آپ جانتے ہیں تو مجھ اُس کے بارے میں بتا دیں "

عائلہ نے بہت تفصیل کے ساتھ اپنی بات ہشام کے سامنے رکھی تھی. اُس کے لہجے سے مِنہا کے حوالے سے اُس کی فکر اور پریشانی صاف ظاہر تھی.

زیان کے لیے عائلہ کا یہ رُوپ بلکل نیا تھا. عائلہ نہیں جانتی تھی کہ اِس وقت وہ اپنے میر کی نظروں کے حصار میں ہے.

میں کیسے یقین کر لوں. آپ سچ کہہ رہی ہیں. آپ نے رفیق نیازی کی " ساتھی بھی تو ہو سکتی ہیں نا. "

ہشام کی بات پر عائلہ نے بہت مشکل سے ضبط کیا تھا. کیونکہ یہاں سوال اُس
.کی دوست کا تھا

"مِنہا میری زندگی میں دوسری ایسی ہستی ہے. جس کی خاطر میں اپنا سب
.کچھ قربان کر سکتی ہوں. اور آپ کا کہنا ہے کہ میں اُسے نقصان پہنچاؤں گی

"

عائلہ کی بات میں آنسوؤں کی آمیزش شامل ہو چکی تھی. وہ منہا کے لیے
بہت زیادہ پریشان تھی. وہ کمزور بلکل نہیں تھی. مگر اِن پچھلے دنوں میں جو
.کچھ اُس کے ساتھ ہو رہا تھا. وہ بہت حد تک اندر سے ٹوٹ چکی تھی

وہاں موجود زیان کو ہمیشہ جھوٹی اور دھوکے باز لگنے والی عائلہ آج بلکل سچی لگ رہی تھی.

" آپ کی دوست میرے پاس ہی ہے. اور بلکل محفوظ ہے. یہ میرا نمبر ہے. آپ اِس پر کال کر کے مِنہا سے بات کر سکتی ہیں. لیکن اُس کی سیکیورٹی کی خاطر آپ کچھ دن اُس سے مل نہیں سکتیں. "

ہشام ابھی اُسے مزید بھی کوئی بات کہتا کے باہر سے عجلت میں اہلکار کے بلانے پر وہ باہر کی جانب بڑھ گیا تھا.

ہشام کو عائلہ کے بارے میں مِنہا پہلے ہی سب کچھ بتا چکی تھی. اور اُس سے ملنے کا بھی کہہ چکی تھی. ہشام نے جان بوجھ کر عائلہ کو جانچنے کیلئے یہ سوال کیا تھا.

عائلہ چیئر سے اُٹھ کر جیسے ہی پلٹی سامنے ہی میر زیان حیدر کو ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر صوفے پر بیٹھا دیکھ اُس کا دل زور سے دھڑک اُٹھا تھا.

" میر.. "

عائلہ زیرِ لب بڑبڑائی تھی.

" چلو کسی کے لیے تو تمہارے جذبے خالص ہیں . "

زیان گہری نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا.

" میرے جذبات تمہارے لیے بھی سچے اور خالص ہیں میر . "

عائلہ اِس وقت لڑنے کے موڈ میں بلکل بھی نہیں تھی. اور کل رات کا سوچتے شرمندہ بھی تھی. اِس لیے بہت ہی تحمل سے جواب دیا تھا.

" جو لڑکی اپنے باپ سے اتنی نفرت کرتی ہے. وہ بھلا مجھ سے محبت کیسے کر سکتی ہے. یہ جھوٹا ڈرامہ تم بند کیوں نہیں کر دیتی. تھکی نہیں ہو ابھی تک اِس ناٹک سے. "

زیان عائلہ کے مقابل آتے ہوئے بولا.

" تم تھکے نہیں ہو. بار بار مجھے ریجیکٹ کرتے میرا دل توڑتے. "

عائلہ کی نظروں میں اِس وقت بھی زیان کے لیے والہانہ محبت تھی.

" . نہیں میں پوری زندگی کے لیے یہ کام کر سکتا ہوں "

.زیان کی جیسے اب عادت ہو چکی تھی. عائلہ کو تلخ باتیں کہنے کی

تو میں اِس زندگی اور مرنے کے بعد بھی تمہیں سے پیار کرتی رہوں گی. "
اور جب بھی موقع ملے گا اظہار کروں گی. چاہے تم کتنی بھی نفرت کرو مجھ
" .سے میر. عائلہ اکرام کے دل اور روح کے مالک ہمیشہ تم ہی رہو گے

.عائلہ آج بھی اپنی بات پر قائم تھی

لیکن شاید تمہاری یہ بات میری ہونے والی بیوی کو بلکل بھی پسند نہ آئے. "
سو پلیز جلد از جلد اپنا یہ ناٹک ختم کرو. یہ میری انگیجمنٹ کا کارڈ. ضرور آنا

اِس لیے نہیں کہ تمہارے آنے سے مجھے خوشی ہو گی. بلکہ اِس لیے کی شاید تمہیں احساس ہو جائے کہ میری زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے ".

زیان عائلہ کا ہاتھ پکڑ کر اُس میں اپنی انگیجمنٹ کا کارڈ پکڑاتا وہاں سے پلٹتے پلٹتے رُکا تھا. رُکنے کی وجہ عائلہ کی آنکھوں سے گرنے والے آنسو تھے. جس کے چہرے پر اذیت کے آثار واضح تھے.

" میر نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ. میں بہت محبت کرتی ہوں تم سے. تمہیں کسی اور کا ہوتے دیکھ میں سہہ نہیں پاؤں گی. مر جاؤں گی. اتنا ظلم مت کرو مجھ پر ".

عائلہ کی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح ٹوٹ کر گر رہے تھے. لیکن میر زیان حیدر کے پتھر دل کو موم نہیں کر سکے تھے. عائلہ نے زیان کی شرٹ

کا گریبان اپنی مٹھی میں جکڑ کر اُس کے بہت قریب آ کھڑی ہوئی تھی. اور
.دوسرے ہاتھ سے اُس کا چہرا تھامتی التجائی لہجے میں بول رہی تھی

" میرزیان حیدر کو فرق نہیں پڑتا عائلہ اکرام تمہارے ہونے نہ ہونے سے.
" .اِس لیے اپنی یہ ناکام کوششیں کرنا بند کرو

زیان عائلہ کو بُری طرح خود سے دور جھٹکتا وہاں نکل گیا تھا. دروازے پر بے
یقینی سے یہ سب دیکھتے ہشام پر ایک نظر ڈالتا زیان اُس کی آنکھوں میں موجود
.سوالوں کو اگنور کرتا وہاں سے نکل گیا تھا

.اگلے لمحے عائلہ بھی وہاں سے نکل گئی تھی

زیان یہ سب کیا کر رہا ہے. کیا انکل یا فاریہ اِس بارے میں کچھ جانتے "
" .ہوں گے

ہشام اُن دونوں کی ساری باتیں سن چکا تھا. اور زیان کے کچھ دنوں سے اُلجھا اور ڈسٹرب ہونے کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا. زیان کی اچانک منگنی کرنے کی وجہ جس کے بارے میں جاننے کے لیے حیدر انکل کے کہنے پر اُس نے زیان .کو یہاں بلایا تھا. اُس بارے میں وہ سب سمجھ گیا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا آج اتنے دنوں بعد پہلی بار ہشام کے فلیٹ سے اُس کے ساتھ ہی باہر نکلی تھی. آج وہ اپنے پاپا جانی سے ملنے جا رہی تھی. جو شاید اُس کی اُن سے آخری

ملاقات بھی ہو سکتی تھی. یہ بات سوچ سوچ کر بار بار اُس کی آنکھیں بھیگ جاتی تھیں.

"یار میں تمہیں تمہارے کہنے پر وہاں اِس لیے لے کر جا رہا ہوں تاکہ تم اپنے فادر سے مل سکو. اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تم رو رو کر اپنی آنکھوں کا سارا پانی بہا دو."

ہشام کو مِنہا کا رو رو کر خود کو ہلکان کرنا اب اچھا خاصہ تپا گیا تھا.

"میری آنکھیں ہیں. میں روؤں یا جو بھی کروں آپ کو کیا پرابلم ہے"

مِنہا کو بھی ہشام کی ڈانٹ پر غصہ آ گیا تھا.

" .اوکے تو پھر میں گاڑی واپس کی جانب موڑ رہا ہوں. رونا بند مت کرو تم
"

ہشام سے اُس کے آنسو نہیں دیکھے جا رہے تھے. اِس لیے اُس نے مِنہا کو
.چپ کروانے کے لیے دھمکی دی تھی

ہشام کو غصے سے گھورتے مِنہا اپنے آنسو صاف کرتی چہرے دوسری جانب
.موڑ گئی تھی. ہشام اُس کی ناراضگی دیکھانے پر مسکرا دیا تھا

گیٹ کے اندر گاڑی لے جا کر ہشام پہلے خود اُترا تھا. اور پھر مِنہا کی سائیڈ پر آتے دروازہ کھولتے اُس کی جانب ہاتھ بڑھا دیا تھا. مِنہا خود کو بڑی سی چادر
.میں اچھی طرح لپیٹ رکھا تھا

ہشام کواِس بات کی اُمید تھی کہ رفیق نیازی کے آدمی آس پاس ہو سکتے ہیں.
جن سے مِنہا کو خطرہ تھا.اِس لیے اُس نے مِنہا کے گرد بازو پھیلا کر اُس
.بلکل اپنے حصار میں لے رکھا تھا

.جیسے مِنہا پر آئی ہر مصیبت وہ خود پر لینے کو تیار ہو

" .پاپا جانی "

.مِنہا کی آواز پر شہباز خان تڑپ کر اپنی جگہ سے اُٹھتا جنگلے کے پاس آیا تھا

" .میری جان میری بیٹی. کیسی ہو تم. تم ٹھیک ہو نا "

.مِنہا کے ہاتھوں کو پکڑتے شہباز خان روتے ہوئے بولا

"پاپاجانی آپ نے یہ سب کیوں کیا. آپ جب مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے تو دوسروں کی اولاد پر اتنے ظلم کیوں کیے. پاپاجانی آپ جانتے تھے ناکہ آپ کے علاوہ اِس دنیا میں میرا ہوئی اپنا نہیں ہے کہاں جاؤ گی میں. دوسروں کو بے آسرا کرتے آج آپکی اپنی بیٹی دربدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے."

مِنہا کے رونے کے دوران کہی باتیں اُن کا سر شرم سے جھکا گئی تھیں.

"میں سب سے بڑا گنہگار تمہارا ہوں بیٹا. معاف کر دو مجھے. میرا کیا تمہیں بھگتنا پڑ رہا ہے. تم گھٹیا درندوں کی نظروں میں ہو. یہ سب باتیں مجھے دن رات انگاروں پر لوٹا رہی ہیں. تمہیں بھی اپنے پاپاجانی سے نفرت محسوس ہو رہی ہو گی نا اب."

شہباز خان مِنہا کے پیروں میں گرتے زار و قطار رونے لگا تھا. ہشام پہلے ہی اُن دونوں باپ بیٹی کی پرائیویسی کے خیال سے وہاں سے جا چکا تھا.

" پاپا جانی یہ کیا کر رہے ہیں آپ. پلیز ایسا مت کریں. آپ دنیا کے لیے بے شک بہت بُرے سہی مگر میرے لیے. میرے پہلے والے پاپا جانی ہی ہیں. میری اب بھی دن رات یہی دعا ہے کہ آپ کو کچھ نہ ہو. میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہو پاپا. "

مِنہا بھی اُن کے سامنے نیچے بیٹھتے اُن کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے بولی. وہ اُن سے نفرت کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی.

نہیں بیٹا میں چاہتا ہوں. مجھے میرے گناہوں کی سزا ملے. میں اب اتنے "
.بوجھ کے ساتھ مزید نہیں جینا چاہتا

جب سے ایس پی ہشام کے ساتھ تمہارے نکاح ہوا ہے. اب میں بہت حد
تک پر سکون ہو چکا ہوں. جانتا ہوں یہ رشتہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہے. مگر یہ
بھی جانتا ہوں کہ وہ بہت اچھا انسان ہے. تمہیں کبھی بھی بے سہارا نہیں
" . چھوڑے گا. تمہیں کبھی غیر محفوظ نہیں ہونے دے گا

.شہباز خان کی بات سن کر مِنہا صرف آنسو ہی بہاتی رہی تھی

شاید ہماری یہ آخری ملاقات ہو بیٹا. اگر ہو سکے تو اپنے اِس باپ کو معاف "
" . کر دینا

شہباز خان ہشام کو قریب آتے دیکھ مِنہا کو جانے کا اشارہ کرتے بولا. جس پر منہا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے اُٹھنے سے انکار کر دیا تھا.

" مِنہا چلو. "

ہشام نے روتی ہوئی مِنہا کو کاندھوں سے تھامتے کھڑا کیا تھا. جس پر مِنہا اُس کے ساتھ کھینچی اُٹھتی چلی گئی تھی. اور ہشام کے سہارا دینے پر اُس کے گلے لگ کر اور زور سے رونے لگی تھی.

شہباز خان کو وہاں سے لے جایا جا چکا تھا.

ہشام مِنہا کے گرد بازوؤں کا حصار قائم کرتا اُس کے کپکپاتے وجود کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام کی وائف کتنی کیوٹ اور بیوٹی فل ہے. ویسے فائقہ سے زیادہ تو وہ "
سوٹ کرے گی ہشام کے ساتھ. میرے خیال میں ہشام کو سوچنا چاہیئے اِس
" . بارے میں

فاریہ زیان کے پاس لان میں آکر بیٹھتے بولی. جو لیپ ٹاپ کھولے کسی کام
. میں مصروف تھا

میڈم اب ہر انسان آپ کی پسند کے مطابق تو نہیں چل سکتا نا. میری "
" .....جوڑی اُس لڑکی کے ساتھ ہشام کی اِس لڑکی کے ساتھ

.زیان کی بات پر فاریہ اُسے گھورنے لگی تھی

" جی بلکل اور تم تو جیسے میری بات مان رہے ہو نا. اچھی بھلی لڑکی کو اور اُس کی محبت کو ٹھکرا کر تم اچھا نہیں کر رہے. ایسی محبت روز روز نہیں ملتی. پچھتاؤ گے ایک دن تم. ابھی بھی وقت ہے سوچ لو. "

فاریہ کو زیان کا فیصلہ بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا. وہ پچھلے دو دنوں سے اُسے .بہت بار سمجھا چکی تھی. مگر زیان ویسے لاپرواہ بنا ہوا تھا

" میر زیان حیدر آج تک نہ اپنے کسی فیصلے پر پچھتایا ہے نہ آگے کبھی ایسا ہو گا. اور انویٹیشن دے دیا ہے میں نے تمہاری اُس فیورٹ کو. رو لینا کل اُس ".کے ساتھ اپنا دکھڑا

زیان عائلہ کا ذکر کرتے اپنے مخصوص کھردرے لہجے میں بولا. جس پر فاریہ
.اُسے دیکھ کر رہ گئی تھی

" .تم عائلہ کو اپنی منگنی میں بلا کر ہرٹ کرنا چاہتے ہو "

فاریہ کو عائلہ سے بہت ہمدردی محسوس ہو رہی تھی. اور ترس بھی آرہا تھا.
.جس نے اُس کے بھائی جیسے سنگدل انسان سے دل لگایا تھا

" ویری گڈ. اب اِس میں ہرٹ کرنے والی بات کہاں سے آگئی. میں صرف
اُسے یہ کلیئر کرنا چاہتا ہوں. کہ میری لائف میں اُس کی نہ ابھی جگہ ہے نہ
" .آگے کبھی ہو سکتی ہے

.زیان کی بات پر فاریہ کھوجتی نظروں سے اُسے دیکھنے لگی تھی

"کہیں تم یہ اتنی جلدی اور بنا لڑکی کے بارے میں کچھ جانے جو منگنی کر رہے ہو. اِس کے پیچھے ریزن عائلہ کو نیچا دکھانا ہی تو نہیں ہے. کیونکہ جہاں تک میں تمہیں جانتی ہوں. تم تو اپنی پسند کے بنا کبھی ایک شرٹ تک نہیں پہنتے. تو پھر یہ تو انگیجمنٹ ہے. اوکے ساری بات سمجھ آچکی ہے مجھے" .

.فاریہ اب بات کی تہہ تک پہنچی تھی

"ہاں بس اپنے پاس سے کچھ بھی اُلٹا سیدھا سوچ کر اُسے سچ مانتی جاؤ. میری میٹنگ ہے میں آفس جا رہا ہوں" .

زیان کو فاریہ کی عائلہ کے بارے میں کی جانے والی باتوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا. اِس لیے وہ اُس کی باتوں کا جواب دیئے بنا وہاں سے اُٹھ گیا تھا .

فاریہ مسکراتی نظروں سے اپنے ڈیشنگ پلس گھمنڈی بھائی کو وہاں سے جاتا دیکھ اپنی آگے کی پلاننگ کرنے لگی تھی.

"میں نے یہ بات پہلے کیوں نہیں سوچی. اب تو میں پرسنلی عائلہ کے گھر جا کر اُسے انوائٹ کر کے آؤں گی. اگر اُسے واقعی ہی میرے بھائی سے سچی محبت ہے. تو وہ کبھی بھی اپنی آنکھوں کے سامنے اُسے کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ پائے گی. پھر آئے گا مزا. کوئی بات نہیں چھوٹا موٹا ہنگامہ بعد میں آنے والے بہت بڑے ہنگامے سے بہت بہتر ہے."

فاریہ عائلہ کی طرف جانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی. جس کا نمبر وہ پہلے ہی زیان کے موبائل سے حاصل کر چکی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ زیان کا انگیجمنٹ کارڈ اپنے سامنے رکھے خاموش نظروں سے اُسے گھور رہی تھی. جہاں زیان کے ساتھ کسی اور لڑکی کا نام لکھا گیا تھا. ابھی کچھ دیر پہلے زیان کی کزن سسٹر فاریہ عائلہ کے پاس سے ہو کر گئی تھی. جس کی کہی باتیں سوچ کر عائلہ کو اب ہنسی آ رہی تھی. جس میں اذیت کا عنصر نمایاں تھا.

فاریہ نے اُسے کہا تھا کہ

" زیان کے دل میں تمہارے لیے فیلنگز ہیں. وہ کہیں نہ کہیں تمہاری محبت کو ایکسیپٹ کر چکا ہے. بس اِس بات کا اقرار کرنے میں اُس کی انا آڑے آ رہی ہے. کیونکہ میرے بھائی میں یہ انا، اکڑ اور ضد کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے. "

عائلہ کو لگ رہا تھا کہ پہلے زیان نے خود اُس کے جذبات کا مذاق اڑایا ہے. اور اب اپنی بہن کو بھیج دیا ہے. اُس کا مذاق بنانے کے لیے. زیان جتنا کچھ اُسے بول چکا تھا. اُس کے بعد عائلہ کی باتوں کو سچ ماننا مِنہا کے لیے تقریباً ناممکن تھا.

عائلہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی. جب دروازے پر دستک ہوئی تھی. نظریں اُٹھا کر دیکھنے پر اُس نے بلال کو دروازے میں کھڑا پایا تھا.

" میرا پہلے ہی دماغ خراب ہے. اِس لیے میں تم سے بات کر کے مزید اپنے دماغ کی دہی نہیں کرنا چاہتی. اِس لیے جن قدموں پر آئے شرافت سے اُنہیں پر پلٹ جاؤ. "

عائلہ اپنے سامنے رکھا کارڈ اُٹھا کر ٹیبل پر پڑی فائل کے اندر رکھتی بگڑے تیوروں سے بولی.

لیکن مقابل بھی فاخرہ بیگم کا ڈھیٹ بھتیجا تھا. اُس نے بھلا کہاں سننی تھی عائلہ کی بات.

"یار یہ کہاں لکھا ہے کہ حسین لوگوں کو ہر وقت غصے میں ہی رہنا چاہئے . کبھی وہ آرام سے بھی تو بات کر سکتے ہیں نا"

بلال عائلہ کے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے اُسے شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا.

"تمہیں تکلیف کیا ہے. اپنے گھر آرام نہیں آتا کیا . "

.عائلہ تڑخ کر بولی

" .میں اپنی پھوپھو کے گھر آیا ہوں. تمہیں کیا تکلیف ہے "

.بلال بھی اُسی کا شاگرد تھا پیچھے کیوں رہتا بھلا

تو جاؤ اپنی پھوپھو کے گھر گھوموں پھرو یہ میرا کمرا ہے. یہاں تمہاری "
" .پھوپھو اور اُس کے رشتے داروں کی کوئی جگہ نہیں

.عائلہ بھی بغیر کوئی لحاظ رکھے بولی

بلال فاخرہ بیگم کے بھائی کا بیٹا تھا. اُس کا شروع سے ہی یہاں بہت زیادہ آنا جانا تھا. وہ عائلہ سے پانچ سال چھوٹا تھا. جب بھی یہاں آتا عائلہ کے پاس ضرور جاتا. لیکن فاخرہ بیگم کی طرح اُن کے فیملی والوں کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی. لیکن بلال کو عائلہ اچھی لگتی تھی. اُسے عائلہ سے ایک اُنسیت سی ہو گئی تھی. عائلہ کی ہر بار کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود بھی وہ اُس کے پاس ضرور جاتا تھا. اور یہی وجہ تھی کہ وہ عائلہ کے دل میں اپنے لیے کافی حد تک سافٹ کارنر بنا چکا تھا.

وہ عائلہ کو اپنا استاد مانتا تھا. جب بھی کوئی پرابلم ہوتی وہ اُس کا حل مانگنے عائلہ کے پاس ہی آتا. اکثر عائلہ اُسے جھڑک دیتی تھی. مگر وہ پھر بھی باز نہیں آتا تھا. فاخرہ بیگم کو بھی بلال کا عائلہ سے بات کرنا پسند نہیں تھا. مگر بلال اِس معاملے میں عائلہ پر ہی گیا تھا. اُن کو باتوں کو زیادہ خاطر میں نہیں لاتا تھا.

" . پھو پھو بتا رہی تھیں. کسی محبت و حبت کے چکر میں پڑ چکی ہو. یہ کیا ہے "

بلال عائلہ کی گھوریوں کو اگنور کرتا. سامنے پڑی فائل سے کارڈ نکالنے میں
.کامیاب ہو چکا تھا

" . محبت نہیں عشق کے چکر میں پھنس چکی ہوں میں. میر زیان حیدر کے "

.زیان کا ذکر کرتے عائلہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی

واٹ اِس زیان حیدر سے. مگر یہاں تو کسی اور کا نام ہے. مطلب یہ تو کسی "
" .اور سے منگنی کر رہا ہے نا

بلال حیران ہوتے کارڈ کو اور غور سے گھورتے بولا. کہ کہیں اُس نے غلط تو نہیں پڑھ لیا.

"ہاں یہی ہے میر امیر زیان حیدر. میں اِس سے عشق کرتی ہوں نا. یہ تو مجھ سے شدید نفرت کرتا ہے. میری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا."

عائلہ کے چہرے پر اذیت واضع تھی. جس نے بلال کو بھی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا.

"واہ وہ کونسا بد قسمت انسان ہے. جو عائلہ اکرام کی محبت ٹھکرا رہا ہے. میں بھی ملنا چاہتا ہوں اُس سے."

بلال کے لہجے میں زیان کے لیے رشک اور افسوس دونوں تھے.

کل منگنی ہے اُس کی آؤ گے میرے ساتھ. میں وہاں جانا چاہتی ہوں. یہ "
جانتے ہوئے بھی کہ میر کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا میرے لیے قیامت خیز لمحہ
ہو گا. مگر میں پھر بھی جانا چاہتی ہوں. میر کی محبت میں اذیت اور درد کی
". انتہاؤں کو چھونا چاہتی ہوں

. عائلہ کی آنکھیں ضبط کے احساس سے لال ہو چکی تھیں

" . میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا "

بلال کو عائلہ جیسی مضبوط لڑکی کی محبت میں یہ حالت دیکھ بہت تکلیف
ہو رہی تھی. اُسے اِس جذبے سے ہی نفرت ہونے لگی تھی. جو ایک اچھے
بھلے انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتا تھا. وہ وہاں عائلہ کو اکیلا نہیں جانے دینا چاہتا

تھا. کیونکہ عائلہ کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ وہاں اکیلے جانے کے قابل بلکل بھی نہیں تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج زیان کی انگیجمنٹ تھی. ہشام کل اور آج پورا دن آفس میں بزی رہا تھا. اور اب بھی فنکشن میں شرکت کرنے کی وجہ سے مِنہا کے پاس فلیٹ میں نہیں جا پایا تھا.

اُس نے مِنہا کی خیریت دریافت کرنے کے لیے اُسے کال کی تھی. مِنہا کو اُس نے کچھ دن پہلے ہی موبائل لے کر دیا تھا. تاکہ وہ بور فیل نہ کرے. اور

ہشام کسی بھی وقت اُس سے آرام سے کانٹکیٹ کر سکے. مگر ابھی کتنی بار ہشام .اُس کا نمبر ڈائل کر چکا تھا. لیکن مِنہا اُس کی کال ہی ریسیو نہیں کر رہی تھی

ہشام کو اب اُس کی فکر ہونے لگی تھی. مِنہا کو فل ٹائٹ سیکیورٹی میں رکھا گیا تھا. جہاں تک پہنچنے کے بارے میں رفیق نیازی سوچ بھی نہیں سکتا تھا. مِنہا کے فلیٹ کے اندر ہشام کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی چاہے وہ لیڈی اہلکار اوریا میل. اِس لیے ہشام کسی سے یہ بھی نہیں پوچھ سکتا تھا کہ .مِنہا اُس کی کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہی وہ ٹھیک تو ہے

"ہشام بھائی چلیں سب لوگ تیار ہیں اور زیان بھائی کے گھر کے لیے نکلنے لگے ہیں." "

.رمشا جلدی جلدی ہشام کو آکر بتاتی واپس مڑ گئی تھی

"ماما آپ لوگ جائیں مجھے ایک بہت ارجنٹ کام ہے. میں آدھے گھنٹے تک وہاں پہنچ جاؤں گا."

ہشام سب لوگوں کے قریب آتا شائستہ بیگم سے مخاطب ہوا تھا. جو اُس سے کچھ خفا خفا سی تھیں.

"ہمم جاؤ. ویسے بھی تمہارے لیے فیملی سے زیادہ تمہارے کام اہم ہیں."

شائستہ بیگم کے روٹھے انداز پر ہشام کو اُن پر بہت پیار آیا تھا. آگے بڑھ کر اُس نے اُن کی پیشانی چوم لی تھی.

" آپ اچھے سے جانتی ہیں. آپ اور میری فیملی کیا ہیں میرے لیے. آپ
" .لوگوں سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے

.ہشام شائستہ بیگم کے ساتھ باہر کی جانب نکل آیا تھا

" .وہ لڑکی بھی نہیں. جس کے پاس ابھی جا رہے ہو "

شائستہ بیگم نے طنزیا انداز میں اپنے اکلوتے لاڈلے بے حد وجیہہ بیٹے کی
.جانب دیکھا تھا. جس پر ہشام نے چونک کر اُن کی جانب دیکھا تھا

کیا ہوا ہے ماما. کیا بات ڈسٹرب کر رہی ہے آپ کو. جو بھی بات ہے آپ "
".پلیز مجھ سے شیئر کریں

ہشام وہی رُکتا اُن کو دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے مقابل کرتے ہوئے
بولا.

شائستہ بیگم کی نظریں اپنے خوبرو بیٹے پر ٹکی ہوئی تھیں. ہشام نے جس دن
سے پولیس فورس جوائن کی تھی. اُن کے دل کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا تھا. اور
اب اُس کے نکاح کا سن کر جس کی بہت کم مدت تھی. شائستہ بیگم کو اندر ہی
اندر یہ بات بہت زیادہ پریشان کی ہوئی تھی. یہ نہیں تھا کہ اُنہیں فائقہ اپنی
بہو کے رُوپ میں کوئی بہت زیادہ پسند تھی. مگر اپنے بیٹے کا یہ کاغذی قائم کیے
جانے والا رشتہ اُنہیں بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا.

"میری جان میں بس اتنا چاہتی ہوں. تم ہمیشہ خوش رہو. تمہیں میں آگے کی
زندگی میں کسی کشمکش اور پریشانی میں اُلجھتا نہیں دیکھنا چاہتی".

.شائستہ بیگم کی فکر پر ہشام مسکرا دیا تھا

"آپ جانتی ہیں نا مجھے. آج تک میں نے کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جس پر
".مجھے پچھتانا پڑے. آپ مجھ پر یقین رکھیں آگے بھی ایسا کبھی نہیں ہو گا

.ہشام نے اُنہیں ریلیکس کرنا چاہا تھا

"بھئی کیا راز و نیاز چل رہے ہیں ماں بیٹے کے درمیان. ہمیں بھی تو کچھ پتا
چلے. ویسے بیٹا جی جس سپیڈ میں تم باہر آئے تو مجھے تو لگا تھا. اب تک میری بہو
".کے پاس پہنچ چکے ہوتے. مگر تم تو ابھی تک یہی کھڑے ہو

حمدان گردیزی کے بھی شرارتی انداز سے چوٹ کرنے پر ہشام اُن کی جانب
.دیکھ کر رہ گیا تھا

" پولیس والا میں ہوں. لیکن لگتا ہے آپ لوگوں نے کوئی ٹریکنگ ڈیوائسز
". فٹ کر رکھی ہیں مجھ میں

.ہشام اُن دونوں کے بلکل ٹھیک اندازے پر اچھا خاصہ حیران ہوا تھا

" ماں باپ ہیں تمہارے. تمہاری رگ رگ سے واقف ہیں. ہم سے
". کوشش کے باوجود بھی تم کچھ نہیں چھپا سکتے

. حمدان گردیزی کی بات پر ہشام مسکرائے بنا نہ رک سکا تھا

" .اوکے پھر میں ملتا ہوں کچھ دیر تک آپ لوگوں سے "

.ہشام اُن دونوں کو خدا حافظ کہتا وہاں سے نکل گیا تھا

ہشام کو اب مِنہا کی بہت زیادہ فکر ہونے لگی تھی. اِس لیے وہ جلد از جلد اُس تک پہنچ جانا چاہتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام رش ڈرائیونگ کر کے مِنہا کے پاس فلیٹ میں پہنچا تھا. اُس کا رُخ سیدھا مِنہا کے روم کی جانب تھا. دستک دے کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا سامنے ہی وہ محترمہ کمبل اوڑھ کر بیڈ پر لیٹے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی. موبائل بچارہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا.

ہشام کواِس طرح اچانک اندر آتا دیکھ مِنہا جلدی سے کمبل میں سے ٹانگیں پیچھے کرتی سیدھی ہوئی تھی.

میں شام سے مسلسل کال کر رہا ہوں. میری کال اٹینڈ کیوں نہیں کر رہی تم" ".

ہشام نے سینے پر بازو باندھ کر اُس کے پاس آتے اُسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا.

مِنہا کی نگاہیں فارمل سے بلیک کلر کی پینٹ شرٹ میں ملبوس, بالوں کو جیل لگا کر ایک سٹائل سے سیٹ کیے, کشادہ پیشانی پر سلوٹوں کا جال بُنے, مضبوط کلائی میں بیش قیمت گھڑی پہنے ڈیشنگ سے ایس پی ہشام گردیزی پر جم کر رہ گئی تھی. لیکن مِنہا نے فوراً اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا. وہ بہت کم ہی

ہشام کی طرف دیکھتی تھی. اِس ساحر کی جانب دیکھ کر وہ اُس کے سحر میں قید نہیں ہونا چاہتی تھی. کیونکہ وہ نہ ہی اب اُس کا تھا اور نہ ہی شاید آگے کبھی اُسکا ہو سکتا تھا.

" کیونکہ میرا موڈ نہیں تھا آپ سے بات کرنے کا ."

مِنہا بنا جھوٹ بولے اپنے من کی بات اُسے بول گئی تھی.

" کیوں موڈ نہیں تھا. وجہ جان سکتا ہوں میں ."

ہشام سخت لہجے میں بولا. لیکن اُس کی نظریں مِنہا کی شفاف مانگ پر تھی. بالوں کی چُٹیا کر کے مِنہا نے آگے سے مانگ نکال رکھی تھی.

ہشام جس نے آج تک ہر انسان سے اپنے نخرے ہی اُٹھوائے تھے. اُسے ہی
یہ چھوٹی سی معصوم لڑکی اپنے آگے بے بس کر رہی تھی

" میں یہاں بند رہ رہ کر تنگ آچکی ہوں. مجھے نہیں رہنا اِس قید میں باہر نکلنا
ہے یہاں سے."

مِنہا منہ پھلائے ہشام کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی. مگر اُس کے گہری
نظروں سے دیکھنے پر فوراً نظریں جھکا دی تھیں.

" اوکے تیار ہو جاؤ. تمہیں کہیں لے کر چلتا ہوں آج. "

ہشام کی بات پر مِنہا نے خوش ہوتے اُس کی جانب دیکھا.

". سچی مگر کہاں چلیں گے ہم "

.مِنہا بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہو رہی تھی

" .میری فیملی میں ایک فنکشن ہے وہاں "

ہشام کی بات پر مِنہا جلدی سے تیار ہونے کے لیے بڑھی تھی. مگر پھر کچھ .سوچتے ہشام کی جانب پلٹی

لیکن وہاں آپ مجھے لے کر کیسے جا سکتے ہیں. آپ کی فیملی والے کیا کہیں "
" .گے. اُن کو بُرا لگے گا نا کسی انجان لڑکی کو آپ کے ساتھ دیکھ کر

.یہ بات سوچ کر مِنہا کی ساری ایکسائٹمنٹ ختم ہوئی تھی

" میری فیملی والوں کو مجھے کیا بولنا ہے. میں اچھی طرح جانتا ہو لیکن اگر تم نہیں آنا چاہتی تو اوکے فائن ."

ہشام مِنہا کے انکار پر کندھے اُچکاتے واپس جانے کے لیے مڑا تھا.

جس پر مِنہا اِس رُوڈ انسان کی چوڑی پشت کو گھور کر رہ گئی تھی. ایک تو وہ اُس کی مشکل کے خیال سے بول رہی تھی. اُوپر سے وہی اُسے ایٹیچیوڈ بھی دیکھا رہا تھا.

" میں نے یہ کب کہا مجھے نہیں آنا. میں تو آپ کے خیال سے بول رہی تھی ."

.مِنہا ہولے سے منمنائی تھی. کیونکہ وہ جانا چاہتی تھی

" ایک آئیڈیا ہے میرے پاس. میں وہاں جاؤ گی سہی مگر آپ کے ساتھ انٹر
". نہیں ہوں گی

.مِنہا کی بات پر ہشام نے گہری سانس بھرتے اُسے گھورا

" یار تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی. میرے ہوتے کوئی کچھ نہیں
کہے گا تمہیں. اور میں اچھے سے جانتا ہوں تمیں سب کے سامنے کیسے
". متعارف کروانا ہے

.ہشام کے نہ ماننے پر مِنہا کا چہرا اُتر چکا تھا

" آپ کبھی تو میری بات بھی مان لیا کریں. ہر بات میں آپکو اپنی چلانی ہوتی ہے."

ہشام کو مِنہا کی لاجک کچھ خاص سمجھ نہیں آ رہی تھی. لیکن مِنہا کو کشمکش میں دیکھ ہر ہشام مان گیا تھا.

" اوکے ایسے ہی کر لینا. لیکن صرف پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس جلدی سے تیار ہو کر آؤ."

ہشام اُسے آرڈر دیتا باہر نکل آیا تھا.

ہشام کو ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اُس کا انتظار کرتے پندرہ منٹ گزرے تھے. جب اُسے سامنے سے مِنہا تیار ہو کر باہر آتی دیکھائی دی تھی. ہشام کچھ پل کے لیے تو مبہوت ہی رہ گیا تھا.

بلیک کلر کے لانگ فراک پہنے جس پر بلیک کلر کی ہی ایمبرائیڈری کی گئ تھی. مِنہا شہباز ہشام گردیزی کو اچھا خاصہ ڈسٹرب کر گئ تھی. سیاہ لمبے بالوں کو جوڑے کی شکل دے کر کیچڑ میں قید کیا گیا تھا. جس کی وجہ سے مِنہا کی صراحی دار نازک گردن نمایاں تھی. جسے مہرون کلر کی شال سے کور کرنے کی کوشش کی گئ تھی. کانوں نفیس سے ٹاپس پہنے میک اپ کے نام پر لائٹ ریڈ کلر کی لپسٹک, مسکارا اور ہلکا ہلکا بلش آن لگا رکھا تھا. مِنہا جو سادگی میں بھی ہشام کے لیے اچھی خاصی مشکل پیدا کر دیتی تھی. آپ ہتھیاروں سے لیس ہو کر ہشام پر بھرپور انداز میں قیامت ڈھا رہی تھی. ہشام نے بہت

مشکل سے نظروں کا زاویہ بدلہ تھا. لیکن شاید اب اِس فائدہ نہیں تھا کیونکہ اُس کا دل بُری طرح گھائل ہو چکا تھا.

ہشام مِنہا کو اپنے پیچھے آنے کا کہتا عجلت میں وہاں سے نکل گیا تھا.

" آپ سے ایک پرسنل سوال پوچھوں کیا آپ مجھے اُس کا جواب دیں گے ".

ہشام کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی مِنہا نے اُس سے وہ سوال پوچھنا چاہا تھا جو نجانے کتنے دنوں سے اُس کے دماغ میں گھوم رہا تھا. .

" اگر جواب دینے والا ہوا تو ضرور دوں گا . "

.ڈرائیونگ کرتے ہشام کی نظریں سامنے روڈ پر جمی ہوئی تھیں

" .کیا آپ انگیجڈ ہیں "

مِنہا کی بات پر ہشام نے نظریں موڑ کر اُس کی جانب دیکھا تھا. لیکن بنا کچھ بولے اثبات میں سر ہلاتے واپس سامنے کی جانب مرکوز کر دی تھیں. اُس .کے جواب پر مِنہا کو لگا تھا جیسے اُس کا دل بُجھ سا گیا ہو

" .تو کیا آپ اپنی فیانسی سے بہت پیار کرتے ہیں "

مِنہا کے اگلے سوال نے اب کی بار نہ چاہتے ہوئے بھی ہشام کو اُس کی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا. ہشام نے گہری نظروں سے مِنہا کے چہرے پر کچھ .کھوجنا چاہا تھا. مِنہا ہشام کے انداز پر اچھی خاصی گڑبڑا گئی تھی

ہشام جتنا اُس کی جانب نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ اُتنی ہی اُوٹ پٹانگ باتوں سے اُسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی.

" میں اِس بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا. "

ہشام کے روڈانداز پر مِنہا اِس بار اُسے گھور بھی نا سکی تھی. لیکن اُسے خود ہی احساس ہو گیا تھا کہ شاید وہ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہی ہے. اِس لیے اُس کے بعد مِنہا نے کوئی بات نہیں کی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے بلال کے ساتھ زیان کے گھر میں قدم رکھا تھا. زیان کے شاندار بنگلے کے شاندار لان کو بہت ہی خوبصورت سے سجایا گیا تھا. عائلہ نے مسکراتی نظروں سے اپنے میر کی جگمگاتی خوشیوں کو دیکھا تھا .

کچھ فاصلے پر کھڑی فاریہ کی نظر جیسے ہی عائلہ پر پڑی تو وہ جلدی سے اُس کی جانب بڑھی تھی .

" ویلکم جی. کیسی ہو. بہت خوشی ہو رہی تمہیں یہاں دیکھ کر . "

فاریہ بہت ہی گرم جوشی سے اُس سے ملی تھی. فاریہ کی بات پر اُس کی جانب اپنی دلکش مسکراہٹ اُچھالتے عائلہ کی متلاشی نظریں اُس دشمنِ جاں کی تلاش میں ارد گرد گھومنے لگی تھیں .

وہ رہا. جس کو دیکھنے کے لیے کب سے تمہاری نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی "
" .ہیں

دور کھڑے زیان کی جانب اشارہ کرتے فاریہ شرارتی لہجے میں بولی. جس پر بنا فاریہ اور بلال کا خیال کیے عائلہ والہانہ نظروں سے زیان کی طرف دیکھنے .لگی تھی

ڈارک بلیو کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس کسی بات پر ہنستے عائلہ کو وہ پورے ماحول پر چھایا ہوا لگا تھا. ایسے ہی عائلہ اُس سنگدل کی دیوانی نہیں تھی. وہ شاندار انسان کسی کو بھی اپنا اسیر بنانے کی صلاحیت رکھتا تھا. پہلی بار جب عائلہ نے اُسے دیکھا تھا. تو زیان کے اِسی انداز نے اُسے اپنا دیوانہ بنا لیا تھا. لیکن اُس دن سے لے کر آج تک عائلہ اُس کی یہ مسکراہٹ دیکھنے کو ترس .گئی تھی

" حیرت ہو رہی ہے مجھے اب تمہیں دیکھ کر عائلہ. اُس دن ریسٹورنٹ میں
اپنے جذبات کا اظہار کرتی لڑکی کو دیکھ کر مجھے نہیں لگا تھا کہ وہ اتنی جلدی ہار
" .مان جائے گی. اور آرام سے اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتا دیکھے گی

فاریہ نے آج بھی عائلہ کی آنکھوں میں زیان کے لیے ویسی ہی بے پناہ محبت
.دیکھ اپنی طرف سے اُسے اُکسانا چاہا تھا

.فاریہ کی بات سن کر عائلہ پھیکا سا مسکرائی تھی

" میں نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا کہ عائلہ اکرام ہار مان سکتی ہے. لیکن تمہارا
" .بھائی بہت سنگدل اور ظالم ہے فاریہ

عائلہ کی بے قرار نظریں ابھی بھی زیان پر ٹکی ہوئی تھیں. فاریہ دکھ سے اُسے دیکھ کر رہ گئی تھی. اُس نے عائلہ کو مزید کچھ کہنا چاہا تھا لیکن ملازمہ کے بلانے پر بنا کچھ کہے وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی.

" تمہیں ایک کوشش اور کرنی چاہیے. بعد میں کسی قسم کا کوئی پچھتاوا نہ رہ جائے. "

بلال کو عائلہ کی آنکھوں میں اذیت دیکھنا بہت تکلیف دے رہا تھا.

" اُس کی نفرت کی شدت دیکھ کر نہیں لگتا کہ کبھی وہ مجھ سے محبت کرے گا. ناممکن ہے یہ. "

بلال کی بات پر عائلہ تلخی سے مسکرائی تھی.

جب اچانک عائلہ کے سر میں درد کی شدید ٹیسیں اُٹھی تھیں. جن کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ اُس کا سر چکرانے لگا تھا. اور اُس سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا. عائلہ نے گرنے سے بچنے کے لیے اپنا درد سے پھٹتا سر بلال کے کندھے پر ٹکا دیا تھا.

اور یہی وہ لمحہ تھا جب زیان کی نظریں عائلہ کی جانب اُٹھی تھیں. لیکن عائلہ کو کسی اور شخص کے اتنے قریب دیکھ زیان کے اندر جیسے آگ بھڑک اُٹھی تھی. اُس کے آبرو غصے سے تن گئے تھے. مُٹھیاں بھینچتا وہ عائلہ کی جانب بڑھا تھا.

بلال عائلہ کی اچانک طبیعت خراب ہوتے دیکھ گھبرا سا گیا تھا. اور جلدی سے اُسے پاس پڑی چیئر پر بیٹھاتے پانی لینے کے لیے دوسری طرف بڑھ گیا تھا.

"واہ عائلہ اکرام. محبت کے تو بڑے بڑے دعوے تھے تمہیں. میری انگیجمنٹ تو ہو لینے دیتی ایک دن بھی اپنی جھوٹی بات پر قائم نہ رہ سکی. اور ڈھونڈ بھی لی. اپنی نئی سچی محبت".

زیان عائلہ کے سر پر پہنچتا مشتعل انداز میں بولا. سچی محبت اُس نے کافی چبھا چبھا کر بولا تھا. اُس سے عائلہ کی کسی سے اتنی قربت کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی. اتنا غصہ اُسے کیوں آ رہا تھا یہ بات وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا.

"میر پلیز اب بس بھی کرو مجھ پر الزام لگانا. میری طبیعت ویسے بھی ٹھیک نہیں ہے. تمہارے الزاموں کے جواب دینے کی ہمت نہیں ہے ابھی مجھ میں".

عائلہ زیان کی آواز پر کرسی سے اُٹھتی اُس کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی. لیکن بُری طرح چکراتے سر کی وجہ سے وہ لڑکھڑا گئی تھی .

" .کیا ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو "

پیچھے کی جانب گرتی عائلہ کو کلائی سے پکڑ کر زیان نے سہارا دے کر کھڑا کیا تھا. اُس کے زرد پڑتے چہرے کو اب زیان تشویش بھرے انداز میں دیکھ رہا تھا .

چلو شکر ہے میر تمہیں میری کوئی بات تو جھوٹ نہیں لگی. کچھ نہیں ہوا " مجھے. پوری رات تمہاری منگنی کے غم میں سوئی نہیں نا اِس لیے یہ حال ہو رہا ." .

عائلہ نے لمحہ بہ لمحہ جان لیوا ہوتے درد کے باوجود مسکراتی نظروں سے زیان کی جانب دیکھا تھا.

" .عائلہ یہاں بیٹھو اور میڈیسن لو "

بلال نے جلدی سے پاس آتے زیان کو صاف اگنور کر کے عائلہ کا دوسرا بازو پکڑ کر واپس کرسی پر بیٹھا دیا تھا.

زیان خاموش نظروں سے اُسی جگہ پر سا کر اپنے خالی ہاتھ کی جانب دیکھا تھا.
جہاں کچھ دیر پہلے عائلہ کی کلائی تھی.

زیان کو بلال کے اِس طرح عائلہ کو خود سے دور کیے جانے پر بہت غصہ آرہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا عائلہ کے آس پاس منڈلاتے اِس لڑکے کو یہاں سے غائب کر دے.

لیکن بنا کچھ بولے زیان خاموشی سے وہاں سے ہٹ گیا تھا.

وہ اب اچھا خاصہ جھنجھلایا ہوا تھا. جس لڑکی کی اُس کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں تھی. آج اُس کے قریب کسی اور کو دیکھ اُسے فرق کیوں پڑ رہا تھا. عائلہ کے خود سے دور کیے جانے پر دل میں آگ کیوں بھڑک اٹھی تھی. اُس کی تکلیف پر دل کیوں بے چین ہو رہا تھا.

کافی دیر تک خود سے اُلجھتے آخر کار زیان نے دل کی آواز کو جھٹکتے واپس اُس کے اُوپر وہی انا اور سنگدلی کا خول چڑھا دیا تھا.

عائلہ نے پرس میں سے میڈیسن نکالتے ایک افسردہ نظر خود سے دور جاتے زیان حیدر پر ڈالی تھی. جسے واقعی اُس کے جینے مرنے سے کوئی پرواہ نہیں تھی. زیان کی جانب دیکھتے عائلہ یہ نہیں دیکھ پائی تھی کہ وہ بے دھیانی میں اپنے ڈپریشن والے کیپسول کھانے کے بجائے کبھی کبھی سکون حاصل کرنے کی خاطر لی جانے والی نشہ آور گولی نگل چکی ہے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام گاڑی پارک کر رہا تھا. جب مِنہا اپنے کہے کے مطابق اُس سے پہلے ہی اکیلی فنکشن میں داخل ہو گئی تھی. ہشام نے اِسی وجہ سے فاریہ کو مِنہا کے آنے کے بارے بتا دیا تھا. تاکہ وہ مِنہا کو کمپنی دے سکے. کیونکہ وہ پاگل لڑکی تو اُسے سب کے سامنے اپنے پاس بھی کھڑا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی.

فاریہ ہی ہشام کی فیملی میں وہ واحد انسان تھی. جس نے مِنہا کو نکاح پر دیکھا تھا. ورنہ نکاح میں شرکت کرنے والے سارے میل بائے فیس مِنہا کو نہیں جانتے تھے.

مِنہا کو اندر آتا دیکھ فاریہ مسکراتے ہوئے اُس کے پاس آئی تھی.

"واہ بہت اچھی ارینجمنٹ کی ہوئی ہے آپ نے. اتنے ٹائم بعد اتنے لوگوں کو سامنے دیکھ بہت اچھا لگ رہا".

سلام دعا کے بعد مِنہا ارد گرد دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی.

" تم بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو. کہیں میرے بھائی کو اپنے حُسن سے
". گھائل کرنے کا ارادہ تو نہیں کر لیا

ہشام کو فون کان سے لگائے انٹرنس سے اندر کی جانب آتا دیکھ فاریہ شرارتی انداز میں بولی. مِنہا نے بھی پلٹ کر ہشام کی جانب دیکھا تھا. جو اندر داخل ہوتے ہی اپنی چارمنگ پرسنیلٹی کے ساتھ وہاں موجود بہت سی لڑکیوں کو .اپنی متوجہ کر گیا تھا

" نہیں بلکل بھی نہیں. میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے. یہ جن کے ہیں اُنہیں کو
" .مبارک ہوں

مِنہا فاریہ کی بات پر گھبراتے جلدی سے بولی تھی. مِنہا کے معصومیت سے .نفی میں سر ہلانے پر فاریہ کو اُس پر بہت پیار آیا تھا

" . ویسے ہشام کی فیانسی کیا موجود ہے یہاں "

.مِنہا کے لہجے میں اُس لڑکی سے ملنے کا اشتیاق تھا

" ہاں موجود ہے یہیں. آؤ ملواتی ہوں میں تمہیں. اُس سے بھی اور ہشام کے باقی فیملی ممبرز سے بھی . "

فاریہ مِنہا کا ہاتھ تھامے اُس طرف بڑھ گئی تھی. جہاں سب سے پہلے ہشام .کے کزنز کا پورا ٹولہ موجود تھا

فاریہ نے اُن سب سے مِنہا کا تعارف اپنی فرینڈ کے طور پر کروایا تھا. مِنہا کو سب سے مل کر بہت اچھا لگا تھا. واقعی ہشام کے کہے کے مطابق اُس کے فیملی

ممبرز بہت اچھے تھے. مِنہا کو فائقہ بھی اچھی لگی تھی. لیکن وہ اُسے تھوڑی رُوڈ سی لگی تھی. جس بات کو دیکھتے مِنہا نے ہشام اور اُس کی جوڑی پر فیکٹ قرار دی تھی.

" .دونوں ایک جیسے سڑیل "

.مِنہا اپنی ہی سوچ پر مسکرا دی تھی

" .مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے "

تیمور کی نظریں مِنہا پر ٹکی ہوئی تھیں. جب فاریہ کے بلانے پر زیان کے ساتھ اُن سب کے پاس آ کر کھڑے ہوتے ہشام کی گھورتی نظریں تیمور پر تھیں. اپنی بیوی کو اِس طرح گھورے جانا ہشام سے برداشت نہیں ہو رہا تھا .

" .ہم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں. کئی بار آمنا سامنا متوقع ہو سکتا ہے "

مِنہا نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں جواب دیا تھا. ہشام کی گہری نظریں مِنہا کے مسکراتے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں. جو اتنے دن ایک ہی جگہ پر قید رہنے کی وجہ سے مرجھا گیا تھا. لیکن آج پہلے کی طرح کھلا کھلا لگ رہا تھا. جبکہ خود پر ہشام کی پر تپیش نظریں محسوس کرتی مِنہا بہت کنفیوز ہو رہی تھی.

جب اُسی لمحے تیمور کے دماغ میں جھماکہ ہوا تھا.

" اوہ سچ یاد آ گیا. میں بھلا آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں. آپ تو وہی حسینہ ہیں نا. جو ہشام بھائی کی برتھ ڈے پارٹی میں غلطی سے آ گئی تھیں. اور لائٹ آن ہوتے ہی ہشام بھائی کی بانہوں میں پائی گئی تھیں. "

تیمور کے منہ پھٹ انداز پر مِنہا شرم کے مارے پانی پانی ہوئی تھی. زیادہ شرمندگی اُسے ہشام کے سامنے یہ سب کہے جانے پر ہو رہی تھی. جس کے انداز آج اُسے پہلے بدلے بدلے سے لگ رہے تھے. لیکن مِنہا اُسے کیا کہتی اُس کی اپنی کیفیت بھی اِس سب سے کچھ کم نہیں تھی.

تیمور کی بات پر جہاں باقی سب لوگ اُسے گھورنے لگے تھے. وہیں زیان اور فاریہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی بکھری تھی.

" شٹ اپ تیمور کبھی تو سوچ سمجھ کر بول لیا کرو. "

ہشام مزید برداشت نہ کر پاتے سب کے سامنے تیمور پر دھاڑا تھا. ہشام کی جھڑک پر فوراً تیمور کو کچھ غلط بول جانے کا احساس ہوا تھا.

.ہشام کے اُسے غصہ ہونے پر فائقہ کا چہرا کھل اُٹھا تھا

" آئم ریلی سوری پلیز آپ مائنڈ مت کیجئے گا. میں تو صرف مذاق کر رہا تھا.
ویسے آپ مجھے بہت اچھی لگی ہیں. آپ بہت کیوٹ اور بیوٹی فل ہیں. میں
" .نے آپ جیسی اتنے کمپنیشن والی لڑکی پہلے کبھی نہیں دیکھی

تیمور اپنی پہلی والی بات کو کور کرتا ایک بار پھر پٹڑی سے اُترا تھا. اور ایک بار پھر ہشام کو تپا گیا تھا. بے شک تیمور کی انٹینشنز غلط نہیں تھیں. مگر اپنے عزیز کزن کا اِس طرح اپنی بیوی پر لائن مارے جانا اُس کی غیرت کو بلکل بھی گوارہ .نہیں ہوا تھا

.بسمہ نے تیمور کو کہنی مارتے اپنی زبان بند رکھنے کا اشارہ کیا تھا

" .اٹس اوکے بھائی مجھے آپ کی بات کا بُرا نہیں لگا "

اِس سے پہلے کہ ہشام پھر اُسے ڈانٹتا مِنہا خود ہی بول پڑی تھی. جس کے الفاظ
.ہشام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئے تھے

.جبکہ تیمور کا اتنی حسین لڑکی کے منہ سے بھائی سن کر چہرا اُتر چکا تھا

" تیمور زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرو تم. تمہاری انفارمیشن کے لیے
بتادوں کہ مِنہا میرڈ ہے اور اِس کے شوہر مِنہا سے بہت محبت کرنے کے
".ساتھ ساتھ اِس کے معاملے میں بہت پوزیسو بھی ہیں

فاریہ جو کب سے خاموش کھڑی ہشام کے فیس ایکسپریشن نوٹ کر رہی تھی. لہجے میں شرارت سموئے ہشام کے ساتھ ساتھ مِنہا کو بھی چھیڑتے ہوئے بولی.

" واٹ آپ میر ڈ ہیں کیا. لگتا نہیں ہے دیکھ کر. آپ بہت نازک اور معصوم سی ہیں. "

رمشا کو اُس کے میر ڈ ہونے کا سن کر سب سے زیادہ صدمہ ہوا تھا.

مِنہا سے اب وہاں کھڑے ہو کر ہشام کی گرم نظریں برداشت کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا. جس وجہ سے وہ سب سے معذرت کرتے وہاں سے ہٹ گئی تھی.

" اُف ماما جی. ہشام بھائی پلیز بہت درد ہو رہا ہے. یہ کان میرا اپنا ہے کسی سی
رینٹ پر نہیں لیا ہوا ."

ہشام تیمور کو کان پکڑ کر کھینچتے ایک سائیڈ پر لے آیا تھا. جس پر تیمور درد سے
بلبلاتے ہوئے بولا .

" کیا بکواس کر رہے تھے وہاں. شرم نہیں آتی کسی لڑکی کو اِس طرح
چھیڑتے ہوئے ."

ہشام نے اُس کا کان چھوڑتے غصے سے کہا تھا. جس پر تیمور مشکوک نظروں
سے اُس کی جانب دیکھنے لگا تھا .

ایک منٹ یہ آپ کو اتنا غصہ کس بات پر آ رہا ہے. میں تو پہلے بھی ایسی " حرکتیں کرتا رہتا ہوں. تب تو آپ نے کبھی مجھے نہیں ڈانٹا. کہیں اُس دن یہ لڑکی آپ کا دل بھی چُرا کر تو نہیں لے گئی تھی ".

. تیمور شکی بیویوں کی طرح ہشام کو گھورنے لگا تھا

بس تم ہر وقت فضول ہی بولتے رہنا. میرے پاس تمہارے اِن فضول " سوالوں کے کوئی جواب نہیں ہیں. لیکن اب اِس کے بعد مجھے تم اُس لڑکی ".کے آس پاس بھی نظر نہیں آنے چاہئے

ہشام نے بنا اُس کی بات کا جواب دیے لہجے کو سخت رکھتے وارن کیا تھا. جس پر تیمور ڈرنے کے بجائے شوخی سے مسکرا دیا تھا. لیکن ہشام کی گھوری پر فوراً . سر جھکاتے ایک بار پھر شرارتی انداز میں گویا ہوا

"اِس کا مطلب میرا شک بلکل ٹھیک نکلا. اب میری کیا مجال کے میں اُن کی جانب نظریں اُٹھا کر بھی دیکھوں. آج سے وہ حسینہ اوہ سوری میرا مطلب وہ محترمہ میرے لیے بہت قابلے احترام ہیں. بلکہ یوں سمجھ لیں. میرے لیے ہونے والی بھابھی کا درجہ رکھتی ہیں."

تیمور بھرپور شوخی اپنے لہجے میں سموئے آخری بات آہستہ سے کہتا وہاں سے نکل گیا تھا. لیکن اُس کی بات پھر بھی ہشام کے کانوں تک پہنچ چکی تھی. جس کو ہشام نے بھی انجوائے کیا تھا. وہ مسکراتے کچھ فاصلے پر کھڑی مِنہا کی جانب بڑھ گیا تھا.

تمہیں اُس کی بات بُری لگی. وہ غلط لڑکا بلکل بھی نہیں ہے. بس تھوڑا "
شوخ اور شرارتی سا ہے. لیکن میں نے اُسے منع کر دیا ہے. اب وہ تمہیں
" .تنگ نہیں کرے گا

ہشام کے لیے آج مِنہا کے حسین مکھڑے سے نگاہیں اُٹھانا بہت مشکل ہو رہا
.تھا. جبکہ ہشام کو اپنے پاس دیکھ منہا گھبرا گئی تھی

نہیں مجھے بُرا نہیں لگا بلکل بھی. لیکن آپ یہاں کیوں آئے ہیں. سب "
" .لوگ کیا سوچیں گے. آپ پلیز جائیں یہاں سے

مِنہا کو اُس کا اِس طرح اپنے پاس آکر کھڑا ہونا اچھا تو لگا تھا. لیکن وہ اُس کی
.فیملی کی وجہ سے گھبرا رہی تھی

واٹ. کیا مطلب ہے تمہاری اِس بات کا. کیوں نہیں کھڑا ہو سکتا میں "
تمہارے ساتھ. اور کیا سوچیں گے سب. تم آج کچھ زیادہ ہی اُوٹ پٹانگ
نہیں بولی جا رہی. اب اگر اِس کے بعد تم نے ایسی کوئی فضول بات کی تو میں
نے اُس بات کا جس انداز میں جواب دینا ہے. وہ سب کے برداشت کرنا
". تمہارے لیے ہی مشکل ہو گا

.مِنہا کی بات پر سچ میں اب ہشام کا دماغ گھوم چکا تھا

منہا ہشام کو پھر غصے میں آتا دیکھ بے چارگی سے اُسے دیکھ کر رہ گئی تھی. جو اتنا
. سڑیل اور اکڑو انسان تھا. کہ اُسے سیدھی بات بھی اُلٹی لگتی تھی

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی فیملی کے سامنے آپ کے ساتھ "
میرا جو اُس رات ٹکراؤ ہوا اُس کی وجہ سے سب کے مائنڈز میں میرا کچھ عجیب

سا امیج بنا ہوا ہے. اِس لیے اب اگر آپکی فیانسی مجھے آپ کے ساتھ یوں دیکھے
" . گی تو اُسے بُرا لگے گا

. مِنہا نے اُسے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی تھی

" . مجھے فرق نہیں پڑتا "

. ہشام کے دو ٹوک انداز پر مِنہا گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی

جب اُسی ٹائم سب کی طرح وہ بھی سٹیج کی جانب متوجہ ہوئے تھے. جہاں انگیجمنٹ سیرمنی سٹارٹ ہو چکی تھی. سٹیج پر زیان کو دلہن بنی لڑکی کے ساتھ
. کھڑا دیکھ منہا کا منہ بے یقینی سے کھل چکا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زیان کو کسی اور لڑکی کے ساتھ کھڑا دیکھ کر عائلہ کا دل کوئلوں پر لوٹ رہا تھا. اُس کی آنکھوں میں اذیت واضع دیکھائی دی رہی تھی. جس کی وجہ سے اُس کی آنکھوں سے آنسو کی لڑی جاری ہو چکی تھی. اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی. بلال اُسے کتنی بار گھر چلنے کو کہہ چکا تھا. مگر وہ وہاں سے ہلنے کو بھی تیار نہیں تھی.

سٹیج پر کھڑے زیان کی نظریں بھی عائلہ پر جمی ہوئی تھیں. جو گر جانے کے ڈر سے بلال کا بازو تھام کر کھڑی تھی. اور یہی بات دور کھڑے زیان کے اشتعال کو بڑھا رہی تھی. وہ نہیں جانتا تھا کہ اچانک اُسے کیا ہو گیا ہے. جس لڑکی کی وجہ شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا. آج وہ کیوں مکمل طور پر اُس کے

حواسوں پر سوار تھی. اُسے کسی اور کے ساتھ دیکھ زیان کو اپنا دل کیوں جلتا
.محسوس ہو رہا تھا

زیان نجانے اور بھی کتنی دیر اُسی میں کھویا رہتا. جب تالیوں کی آواز پر وہ
ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا. فاریہ اُس کے برابر میں کھڑی سجے سجائے
.تھال میں رنگ رکھے ہوئے تھی

زیان ظاہری طور پر تو وہاں موجود تھا. لیکن اِس وقت اُس کا دل اُسے دغا دے
.کر دور کھڑی میر کی دیوانی کے پاس پہنچ چکا تھا

.حیدر صاحب کے کہنے پر زیان نے رسم کا آغاز کیا تھا

".رُک جاؤ میر "

ابھی اُس نے رنگ اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی جانب بڑھائی ہی تھی. جب عائلہ کی آواز نے اُس کا ہاتھ وہیں ساکت کر دیا تھا.

عائلہ جس نے یہاں آنے سے پہلے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ زیان کو کچھ نہیں بولے گی. اور نہ ہی کوئی ہنگامہ کھڑا کرے گی. ابھی بھی اپنی بات پر قائم رہتی اگر وہ اپنے حواسوں میں ہوتی تو.

غلط میڈیسن لے لینے کی وجہ سے عائلہ کے حواس ساتھ چھوڑ چکے تھے. اور اب وہ اپنے چکراتے سر کو تھامتی زیان کی جانب بڑھ رہی تھی. راستے میں وہ ایک دو بار لڑکھڑائی بھی تھی.

مِنہا عائلہ کو وہاں دیکھ جلدی سے آگے بڑھی تھی. مگر اُس سے پہلے ہی ہشام
.اُس کا ہاتھ پکڑ کر روک چکا تھا

" .یہ کیا کر رہے ہیں آپ. کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچیں گے "

.مِنہا نے اُس کی مضبوط گرفت سے اپنی کلائی چھڑاوانی چاہی تھی

" .شاید تم بھول رہی ہو بیوی ہو تم میری "

ہشام کو بار بار اُس کی ایک بات کی رٹ بہت بُری لگ رہی تھی. اِس لیے وہ
.غصے سے اُس کی یاد دہانی کرواتے بولا

لیکن میں نہیں مانتی آپ کو شوہر. وہ صرف ایک کاغذی رشتہ ہے جس کی " کوئی اہمیت نہیں ہے. آپ اچھے سے جانتے ہیں یہ بات ".

اب کی بار مِنہا بھی تپ گئی تھی. سب لوگ سٹیج پر ہوتے ڈرامے کی جانب متوجہ تھے. اُن کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں تھا .

بہت بڑی باتیں مت کرو مِنہا. مجھے زیادہ ٹائم نہیں لگے گا یہ ثابت کرنے " کے لیے ".

ہشام نے ہلکا سا جھٹکا دیتے اُسے اپنے پاس کیا تھا. جس پر مِنہا کا دل بہت زور سے دھڑک اُٹھا تھا. اور ہشام کے تیور اُسے اچھا خاصہ خوف زدہ بھی کر گئے تھے. وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اِس بندے سے جتنی اکڑ سے بات کریں گی وہ ڈبل اکڑ دیکھائے گا. اِس لیے مِنہا کچھ ڈھیلی پڑی تھی .

میں رشتوں کی بہت قدر کرتی ہوں. آپ میرے محسن ہیں. میں نہیں "
چاہتی میری وجہ سے آپ کا کوئی رشتہ خراب ہو. اور آپ کی اپنی فیملی کے
ساتھ میری وجہ سے پرابلمز آئیں. آپ کی فیملی بہت پیاری ہے. سب بہت
اچھے لوگ ہیں. میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی ہرٹ ہو اور آپ کے رشتوں
". میں دوریاں آئیں

مِنہا بہت ہی نرمی سے کہتی ہشام کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر
. جاتی اُسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی تھی

وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ یہ سارا منظر وہاں موجود دو نفوس دیکھ چکے.
شائستہ بیگم اور حمدان گردیزی اپنی جگہ پر بلکل ساکت ہو چکے تھے. شائستہ

بیگم کی نظریں ابھی بھی وہیں تھیں. جہاں سے ابھی وہ لڑکی جو شاید اُن کی بہو تھی. اُن کے بیٹے کا ہاتھ چھوڑ کر گئی تھی .

" . میں نے آپ سے کہا تھا نا. مجھے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا "

شائستہ بیگم حمدان گردیزی کی جانب دیکھتی مخاطب ہوئی تھیں .

ہشام شروع سے ہی بہت ریزرو نیچر کا تھا. زیادہ لوگوں سے گُھلنا ملنا اُسے پسند نہیں تھا. وہ صرف اُن لوگوں سی ہی ملتا بات کرتا تھا. جو اُس کے دل کے بہت قریب ہوتے تھے. یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی فیملی والوں کے ساتھ بہت ہی محبت سے ملتا تھا. شائستہ بیگم اور حمدان صاحب نے ہشام کا رشتہ طے

کرنے سے پہلے اُس کی مرضی جاننا چاہی تھی. لیکن ہشام کے مطابق وہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تھا. کیونکہ اُس کے مطابق کسی کو اپنی اتنی پرائیویسی میں شامل کرنا اُس کو تو بلکل بھی پسند نہیں تھا.

لیکن وہ اپنے پیرنٹس کا اکلوتا بیٹا تھا. وہ اُس کی خوشیاں دیکھنا چاہتے تھے. اِس لیے ہشام نے اُن کی بات پر کوئی اعتراض نہیں اُٹھایا تھا. اُن دونوں نے ہی اپنی مرضی سے اُس کی بات فائقہ سے طے کر دی تھی. مگر شائستہ بیگم اتنا تو سمجھ گئی تھیں کہ اُن کا بیٹا اِس منگنی سے خوش بلکل بھی نہیں ہے. اور نہ ہی فائقہ کوشش کے باوجود اُس کے دل کے تار چھو پائی تھی.

لیکن آج اِس انجان لڑکی کے لیے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں محبت دیکھ جہاں حمدان گردیزی بہت خوش ہوئے تھے. وہیں شائستہ بیگم بہت سے خدشات میں گھر گئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

فاریہ عائلہ کو ایکشن میں آتا دیکھ اندر سے بہت خوش ہوئی تھی. فاریہ عائلہ کی طرح بہت بولڈ تو نہیں تھی. لیکن اُس کو بھی عائلہ کی طرح لوگوں کی پرواہ کبھی نہیں رہی تھی. اِسی وجہ سے وہ چاہتی تھی. کہ عائلہ زیان کو روک لے. کیونکہ اُس کے مطابق یہ چھوٹا سا ہنگامہ آگے جا کر تین زندگیاں خراب ہونے سے بہتر تھا.

عائلہ زیان کی آنکھوں میں جھانکتی سٹیج پر قدم رکھ چکی تھی. اُس کے سر کا درد لمحے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا تھا. لیکن اِس وقت دل کا درد زیادہ بڑا تھا.

" میر پلیز ایسا مت کرو. بہت کوشش کے باوجود میں تمہیں کسی اور کا ہوتے
نہیں دیکھ سکتی. تم صرف میرے ہو. میں کسی کو بھی تمہارے ساتھ
برداشت نہیں کر سکتی. تم کیسے کسی اور کو اپنا آپ سونپ سکتے ہو. تم میرے
" .دل اور روح کے مالک ہو. تم مجھ پر اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتے

.عائلہ زیان کے بلکل پاس کھڑے ہوتے اُس کا بازو تھامتے بولی

وہاں موجود سب لوگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سب دیکھ رہے تھے.
.کسی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے

" .یہ کیا حرکت ہے. عائلہ تم پاگل ہو گئی ہو کیا. جاؤ یہاں سے "

زیان جو پہلے ہی عائلہ پر اچھا خاصہ تپا ہوا تھا. اُس کی اِس حرکت پر مزید غصے میں آتے زیان نے اُسے خود سے دور جھٹکا تھا.

عائلہ زیان کے دھکا دینے پر سٹیج سے نیچے جا گرتی اگر فاریہ بروقت اُسے تھام نہ لیتی.

"ہاں زیان حیدر پاگل ہو گئی ہوں. میں تمہارے پیار میں. نہیں ہونے دوں گی تمہیں کسی اور کا. تم صرف میرے ہو."

عائلہ بھی غصے میں آتے فاریہ سے اپنے ہاتھ چھڑواتی زیان کی جانب بڑھی تھی. اور اُس لڑکی کے سامنے پڑی رنگ اُٹھاتے اُس نے زیان سمیت کسی کو بھی کچھ سمجھنے کو موقع دیے بغیر زیان کا ہاتھ تھام کر اُس میں پہنا دی تھی. اپنا پلان کامیاب ہوتے دیکھ فاریہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

"تم صرف میرے ہو میر."

عائلہ سر کی تکلیف کے باوجود مسکراتے بولی تھی. اِس سے پہلے کہ زیان اُس کو واپس بے عزت کرتے انگوٹھی اُتار کر واپس پھینکتا. عائلہ درد برداشت نہ کرتے حواس کھوتی زیان کی بانہوں میں جھول گئی تھی.

" عائلہ کیا ہوا. پلیز آنکھیں کھولو."

عائلہ کو بے ہوش دیکھ مِنہا کے پیچھے پیچھے بلال بھی سٹیج پر آگیا تھا. زیان نے بھی پریشانی کے عالم میں عائلہ کا گال تھپتپایا تھا. لیکن عائلہ ویسے ہی آنکھیں موندے ہوش سے بے گانہ تھی.

" .ایکسکیوزمی پلیز "

بلال آگے آتا زیان کے بازوؤں سے عائلہ کو لیتے اپنی بانہوں میں اُٹھاتے وہاں سے نکل گیا تھا. بلال کی نظریں زیان کو کچھ جتاتی ہوئی لگی تھیں. زیان .کو عائلہ کا اِس طرح لیا جانا زیان کو مزید تپا گیا تھا

زیان اگر تم ٹھیک فیل نہیں کر رہے تو جا سکتے ہو. میں سب سنبھال لوں "
" .گی

خود سے دور ہوتی عائلہ کو خاموش نظروں سے دیکھتے زیان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے فاریہ نے اپنی جانب متوجہ کیا تھا. فاریہ کو بھی عائلہ کی فکر ہو رہی تھی. اُسے عائلہ کے یوں منگنی روکنے پر خوشی بہت ہوئی تھی. مگر ساتھ میں

زیان کی ہونے والی فیانسی کے لیے بُرا بھی لگ رہا تھا. جو عائلہ کا زیان کو رنگ پہناتے دیکھ اپنے پیر نٹس کے ساتھ وہاں سے واک آوٹ کر چکی تھی. لیکن فاریہ اِس بات پر مطمئن تھی کہ جو ہوا تھا. آگے زندگیاں خراب ہونے سے بہت اچھا ہوا تھا.

زیان بھی بنا کسی سے کوئی بات کیے وہاں سے نکل گیا تھا. وہ اپنی جگہ حیران تھا کہ آج اُسے عائلہ کے اتنے بڑے اقدام پر غصہ کیوں نہیں آرہا. بلکہ اُسے عائلہ کی فکر ہو رہی تھی.

اُسے ٹینشن ہو رہی تھی کہ آخر عائلہ کو ہوا کیا جو وہ اِس طرح بے ہوش ہو گئی.

زیان نے اپنے روم میں آتے بے چینی سے چکر کاٹتے کتنی بار موبائل اُٹھا کر ہشام کا نمبر ملانا چاہا تھا. کیونکہ وہ مِنہا اور ہشام کو عائلہ کے ساتھ جاتے دیکھ چکا تھا. لیکن نمبر ڈائل کر کے وہ بغیر کال ملائے موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیتا تھا.

اُسی اثناء زیان کا موبائل بجا تھا. سکرین پر ہشام کا نمبر جگمگاتے دیکھ کسی بُری سوچ کے آتے زیان کا دل بُری طرح دھڑک اُٹھا تھا. ہشام بھلا اُسے کال کیوں کر رہا ہے. زیان نے فوراً سے پہلے کال ریسیو کی تھی.

"ہاں بولو کیا ہوا سب خیریت ہے ".

زیان نے اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی پوری کوشش کی تھی. جس کے جواب میں دوسری جانب سے ہشام کا قہقہ گونجا تھا.

" .تم نے اپنی ہنسی سنانے کے لیے کال کی ہے مجھے "

.زیان تپا تھا

نہیں یہ بتانے کے لیے کہ عائلہ اکرام بلکل ٹھیک ہے.اور میر زیان حیدر "
" .کو اُس کی فکر میں ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں ہے

.ہشام کے انداز میں شرارت نمایاں تھی

میں کیوں فکر مند ہو نگا بھلا اُس لڑکی کے لیے.ہشام تمہیں کیا ہو گیا ہے. "
کچھ ٹائم پہلے تم تیمور کو ڈانٹ رہے تھے اور اب خود کچھ بھی فضول بول رہے
" .ہو

زیان جو پہلے ہی اپنی عائلہ کے لیے بدلتی فیلنگز پر اچھا خاصہ چڑا بیٹھا تھا. ہشام کی بات پر مزید بگڑا تھا. لیکن وہیں عائلہ کے ٹھیک ہونے کا سن کر دل کا ایک کونا پر سکون ہوا تھا.

" میرے بھائی تم بھی اچھے سے جانتے ہو کہ یہ بات کس حد تک فضول ہے. میری مانو تو آرام سے بیٹھ کر اِس سب پر غور و فکر کرو. جہاں محبت ہوتی ہے وہاں یہ فضول کی ضد اور انا نہیں دیکھائی جاتی. اور جہاں تک میں جانتا ہوں تم اپنی فیلنگز کے بارے میں کافی حد تک باخبر ہو چکے ہو. تو بے جا کی اکڑ مت دیکھاؤ. وہ لڑکی بہت محبت کرتی ہے تم سے.

اور ویسے بھی اگر تم نہ بھی سمجھے تو مجھے پورا یقین ہے کہ جس طرح وہ لڑکی زبردستی تم سے منگنی کر چکی ہے. جلد ہی شادی بھی کر لے گی. "

اُسے اچھے سے سمجھا کر آخری بات شرارتی لہجے میں کرتے ہشام کا ایک جاندار قہقہ برآمد ہوا تھا. جس پر زیان نے فون ہی آف کر دیا تھا. وہ سمجھ گیا تھا کہ اب اُس کی سب کزنز کے ہاتھوں ایسی ہی درگت بننے والی ہے. یہی سوچ کر مسکراتے زیان کی نظر اپنے ہاتھ میں پہنی رنگ پر پڑی تھی. زیان نے فون سائیڈ پر پھینکتے اُسے اپنی اُنگلی سے نکالنا چاہا تھا. مگر آدھے پر لا کر وہ رُک گیا تھا. اُس کا دل اِس بات میں بُری طرح احتجاج کر رہا تھا. زیان حیدر کے بہت انکار کے باوجود بھی آج اُس کا دل عائلہ کے حق میں گواہی دیتے بغاوت پر اُتر آیا تھا. عائلہ کی سچی محبت زیان حیدر کے پتھر دل پر اپنا جادو چلا چکی تھی. جس کے اثر سے زیان حیدر ابھی تک خود کو انجان ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا.

کافی دیر اِسی پوزیشن میں بیٹھنے کے بعد آخر کار ہار مانتے زیان نے رنگ کو اپنی اُنگلی میں ہی رہنے دیا تھا. شاید دل اور دماغ کی جنگ میں دل کی جیت ہونے والی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا اور ہشام دونوں کا ہی کل رات ہوئی جھڑپ پر موڈ آف تھا. ہشام کل رات بہت لیٹ ہو جانے کی وجہ سے گھر نہیں جا سکا تھا. اور وہیں فلیٹ پر رُک گیا تھا.

صبح نو بجے کے قریب اُس کی آنکھ کھلی تھی. ہشام کے روم سے کھٹ پٹ کی آوازیں سن کر مِنہا سمجھ چکی تھی کہ وہ جاگ گیا اِس لیے اُس کے باہر نکلنے سے پہلے ہی. مِنہا اچھی بیویوں کی طرح اُس کا ناشتہ ڈائنگ ٹیبل پر لگا چکی

تھی. مِنہا بہت زیادہ کیئر نگ نیچر کی مالک تھی. ہشام سے تھوڑا خفا ہونے کے باوجود بھی اُسے بھوکا جانے دینا مِنہا کو گوارہ نہیں تھا. کیونکہ کل رات بھی مِنہا کی معلومات کے مطابق ہشام نے کچھ نہیں کھایا تھا. اور صرف اُس کی پریشانی دیکھتے اُسے عائلہ کے پیچھے ہاسپٹل بھی لے گیا تھا. مِنہا کے نہ چاہنے کے باوجود بھی اِس شخص کی اتنی التفات پر اُس کا دل اِس کی طرف ہمک رہا تھا. جو کہ مِنہا کے مطابق ٹھیک بات نہیں تھی.

جب اُن کی زندگی کے راستے ہی جدا تھے. تو دل کے راستے ایک کر کے خود کو تکلیف اور اذیت دینے والی بات ہی تھی. لیکن دل پر پہلے کبھی کسی کا زور چلا تھا. جو اُن کا چلتا. جس نکاح کو وہ دونوں ہی ایک کاغذی رشتہ تصور کرتے تھے. اپنی نادانی میں وہ یہ نہیں سمجھ پا رہے تھے. کہ اِس رشتے کی کتنی طاقت تھی. نکاح کے بول صرف دو لوگوں کو نہیں دو دلوں کو جوڑتے تھے. اِسی

نکاح کی تاثیر ہی تھی کہ شاید کہیں نہ کہیں اُن دونوں کے دل بھی جُڑ چکے تھے. جسے اِس وقت دونوں ہی جھٹلائے ہوئے تھے.

ٹائم آدھے گھنٹے سے اُوپر ہو چکا تھا اُسے ناشتہ لگائے. مگر ہشام کو کمرے سے باہر نہ نکلتا مِنہا کو خود ہی آگے بڑھنا پڑا تھا.

"آپ کا ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے. آکر کر لیں."

مِنہا بنا اندر جھانکے آدھ کھلے دروازے پر دستک دیتی پلٹی تھی.

"مجھے نہیں کرنا ناشتہ."

ہشام کے سیدھا انکار کر دینے پر مِنہا کو بہت بُرا لگا تھا. جس پر واپس مڑتے مِنہا نے اُسے گھور کر دیکھا تھا. لیکن اپنے یونیفارم کی شرٹ کے بٹن سے اُلجھتے. وہ مِنہا کی طرف بلکل بھی متوجہ نہیں تھا.

ہشام کی ایک میٹنگ تھی اُسے وہاں جلدی پہنچنا تھا. اِس لیے عجلت میں شرٹ کا بٹن کھینچنے کی وجہ سے شرٹ سے جدا ہوتا ہشام کو ایک اور کوفت میں مبتلا کر گیا تھا. اُسے یہ بٹن وغیرہ لگانے کی الف بے بھی نہیں پتا تھی.

" مے آئی ہیلپ یو ."

ہشام کی اُلجھن سمجھتے مِنہا نے اپنی خدمت پیش کرنی چاہی تھی. جس کے جواب میں ہشام کا خراب موڈ دیکھتے اُسے صاف انکار ہی نظر آرہا تھا.

" .ہمم. پلیز "

ٹائم کم ہونے کی وجہ سے ہشام نے اپنی ساری خفگی ایک سائیڈ پر رکھتے ہاں میں جواب دیا تھا. وائٹ کڑھائی والے سوٹ میں بڑے سے شیفون کے دوپٹے کو اچھے سے خود پر پھیلائے ہشام کو وہ پاکیزگی اور حُسن کی مورتی لگ رہی تھی.

" .آپ مجھے شرٹ دے دیں "

.ہشام کو ویسے ہی شرٹ پہن کر کھڑا دیکھ منہا کو لاچار بولنا پڑا تھا

" .میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے یہیں سے کرو "

ہشام اپنا چوڑا سینہ لیے اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا. آگے کے بٹن کھلے دیکھ مِنہا سُرخ ہوئی تھی. ہشام اُسے ستانے اور رات کی بات والا غصہ نکالنے کے لیے شوخ نظروں سے گھورتا پزل کر رہا تھا.

ہشام کو ویسے ہی ڈھیٹ بن کر کھڑا دیکھ ناچار اُسے ہی ہار ماننی پڑی تھی. کیونکہ دوبارہ کہنے پر بھی کونسا اِس سڑیل پولیس والے نے اُس کی بات ماننی تھی.

مِنہا نے کپکپاتے ہاتھوں سے اُس کی شرٹ سینے سے پکڑی تھی. ہشام سے اچھا خاصہ دور کھڑے ہونے کی وجہ سے اُسے مشکل پیش آ رہی تھی. وہ ہشام کے زیادہ قریب کھڑے ہو کر اپنی زور پکڑتی دھڑکنوں کو مزید بے قابو نہیں ہونے دینا چاہتی تھی. ہشام نے سپاٹ نظروں سے ایک پل کے لیے اُسے دیکھ کر بازو سے تھام کر اپنے قریب کھڑا کیا تھا. کیونکہ جس طرح وہ میلوں

کے فاصلے پر کھڑی ہو کر اُس کا بٹن لگانے کی کوشش کر رہی تھی شام یہیں ہو جانی تھی.

ہشام کے ایکدم قریب کرنے پر مِنہا کی سُرخی میں اضافہ ہوا تھا. اُس کی گرم نظروں کی تپش پر مِنہا کے ماتھے پر پسینے کی بوندے اُبھر آئی تھیں. اُسے خود پر ہی غصہ آرہا تھا کہ اُسے یہاں آنا ہی نہیں چاہیئے تھا. اور اگر آ بھی گئی تھی تو مدد کی آفر کرنے کی کیا ضرورت تھی.

اپنے سینے پر اُس کے ہاتھوں کی واضح کپکپاہٹ محسوس کرتے ہشام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی.

" اتنا گھبرا کیوں رہی ہو. "

ہشام کی جھک کر گھمبیر سرگوشی کرنے پر مِنہا کی سپیڈ سے چلتی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں.

" . میں بھلا کیوں گھبراؤ گی. آپ پلیز ہلیں مت ورنہ آپ کو لگ جائے گی "

مِنہا کے لہجے کی کپکپاہٹ بھی نمایاں تھی. ہشام کے اتنے قریب کھڑا ہونا اور اُس کی پرشوق نظریں برداشت کرنا مِنہا کے لیے قیامت خیز لمحہ تھا. اُس کے بالوں کی آگے کو کٹی لٹیں بار بار اُس کے چہرے پر آجاتی تھیں. جنہیں ہٹاتی وہ اچھی خاصی کوفت کا شکار ہو رہی تھی. اُس کی مشکل کو دیکھتے ہشام نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُس کے چہرے سے بال ہٹاتے پیچھے کر کے پکڑ لیے تھے.

ہشام کا لمس اپنے رخساروں پر محسوس کرتے مِنہا کی آدھی جان ہوا ہوئی تھی. اور اِسی گھبراہٹ میں ہاتھ میں پکڑی گئی سوئی سیدھی ہشام کے سینے میں جا کر لگی تھی.

جس پر چیخ ہشام کے بجائے مِنہا کی نکل گئی تھی. جہاں سوئی چبھی تھی. وہاں خون کی بھی چھوٹی چوٹی موندے نکل آئی تھی.

" آپ کو بہت زور سے لگی ہے نا. بہت درد ہو رہا ہو گا. آئم سوری میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا ".

مِنہا کی آنکھوں میں نمی واضح تھی. وہ کسی کو تکلیف دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی. اور ہشام گردیزی تو ویسے بھی اُس کے لیے بہت اہمیت اختیار کر چکا تھا. اِس لیے اپنی طرف سے اُس کو دی جانے والی تکلیف پر

آنکھوں میں نمی لیے بے اختیاری میں مِنہا نے اُس کے زخم والی جگہ کو اپنی ہاتھ سے چھوا تھا.

ہشام جو خاموشی سے کھڑا اُس کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا. اپنے سینے پر اُس کے نرم ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے ہشام کے دلوں دماغ پر ایک سرور سا چھا گیا تھا. اِس سے اچھا مرہم اُس کے مطابق شاید کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا.

ہشام کی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھ کر ایکدم ہوش میں آتے مِنہا نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا. وہ بٹن لگا چکی تھی. ہشام کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے مِنہا وہاں سے نکلنے کے لیے مڑی تھی. مگر اُس کے ایک قدم بھی بڑھانے سے پہلے ہشام اُس کی کمر میں بازو حمائل کرتا ایک جھٹکے میں اُس کا رُخ اپنی جانب موڑ گیا تھا. ہشام کی حرکت پر مِنہا کی سانسیں اتھل پتھل

ہو رہی تھیں. لیکن اُس نازک جان پر قیامت تو اُس وقت ٹوٹی تھی. جب ہشام نے اُس کے ماتھے پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھ دیے تھے.

" تھینکس ".

جھک کر اُس کے کان میں سرگوشی کرتے ہشام وہاں سے نکل گیا تھا. اُس کے جاتے ہی مِنہا دل پر ہاتھ رکھتی ہشام کے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی تھی. اُس کا دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا. ایسے لگ رہا تھا کہ ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا.

" نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے. یہ سب جو بھی ہو رہا ہے غلط ہے ".

مِنہادل سے اُٹھتے مہکتے جذبات کی نفی کرتے فکر مندی سے بولی تھی. اِس رشتے کا کوئی مستقبل نہیں تھا. اور ایس پی ہشام گردیزی کسی اور کا تھا. وہ اِس طرح اُسے کسی سے چھین نہیں سکتی تھی .

بہت کوشش کے باوجود بھی وہ ہشام گردیزی کی محبت کے سحر میں پھنسنے سے خود کو روک نہیں پائی تھی. شاید وہ اپنے دل میں ہمیشہ کے لیے ایک روگ پال چکی تھی. جس نے ہشام گردیزی سے دوری پر اُسے کبھی چین نہیں لینے دینا تھا. ہمیشہ تڑپانہ ہی تھا. مگر وہ کیا کرتی ہشام گردیزی کی شخصیت کے سحر میں آہستہ آہستہ وہ خود کو جکڑتے محسوس کر رہی تھی. وہ ہشام گردیزی کی عادی ہو رہی تھی .

جو اُس کا ہوتے ہوئے بھی اُس کا نہیں تھا. جو نا چاہتے ہوئے بھی اُس کے دل کی ایسی خواہش بن بیٹھا تھا جسے پورا ہونے کی دعا بھی وہ نہیں مانگ سکتی تھی .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ صبح گیارہ بجے بیدار ہوتی اپنے پورے حواسوں میں لوٹی تھی. مگر جیسے ہی آگے سے بلال نے اُسے کل رات کا اُس کا کارنامہ سنایا تو عائلہ کا دل چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے.

" اُف میرے خدا یہ میں نے کیا کر دیا. میر کو کتنا غصہ آرہا ہو گا اُسے تو مجھ سے مزید نفرت ہو گئی ہو گی. اور میر کو سب کے سامنے کتنی انسلٹ فیل ہوئی ہو گی. وہ ٹھیک کہتا ہے میں واقعی بہت پاگل ہوں. "

عائلہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھتے خود کو کوسنے لگی تھی. جبکہ بلال حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا.

" آخر کار عائلہ اکرام جیسی لڑکی کو بھی اُس کی محبت نے بدل ڈالا. جو لڑکی
اپنے اُٹھائے اقدام چاہے وہ ہوش میں ہوں یا ہوش سے بیگانہ اُن پر پچھتانا تو
دور واپس اُن کے بارے میں سوچتی بھی نہیں تھی. آج وہ بیٹھ کر اپنے دل
کے کہنے پر کی گئی حرکت پر خو کو کوس رہی ہے. یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں
سے ایک ہے ."

بلال نے ہنستے ہوئے اُس کو مذاق اُڑایا تھا.

" جسٹ شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ. میرا پہلے ہی دماغ گھوما ہوا ہے مزید
گھمانے کی کوشش مت کرو ."

عائلہ اپنا غصہ بلال پر نکالتے چیختے ہوئے بولی. جس پر بغیر بُرا منائے بلال اُس کی دور سی ہی نظر اُتار کر فلائنگ کس دیتا اُسے مزید تپاتا وہاں سے جلدی سے نکل گیا تھا. کیونکہ عائلہ کی جانب سے پھینکے جانے والے تکیہ کا رُخ اُس کا منہ شریف ہی تھا.

"یہ میں نے کیا کر دیا. میر کے دل میں اپنے لیے زرا سی محبت تو جگا نہیں پائی. بلکہ ہر بار اپنے لیے اُس کی نفرت کو ہی بڑھانے والے کام کیے ہیں. اب کیا کروں معافی مانگنے جاؤں اُس سے. مگر میری شکل دیکھ میر کو پھر غصہ آجائے گا."

عائلہ اپنی باتوں پر ہی تلخی سے مسکراتی آنکھوں میں نمی لیے اُٹھ گئی تھی.

اگلے پندرہ منٹوں میں تیار ہوتی وہ اپنے روم سے نکل آئی تھی.

" کیسی طبیعت ہے اب تمہاری. بلال بتا رہا تھا کہ رات کو تمہاری طبیعت
" .بہت خراب ہو گئی تھی

اکرام صاحب کی آواز نے عائلہ کے باہر کی طرف بڑھتے قدم وہیں روک
.دیے تھے

" آپ کے لیے بہت افسوس کی بات ہے کہ پہلے سے بہت بہتر ہوں اب .
"

.عائلہ نے ہمیشہ کی طرح اُلٹا جواب دیا تھا

اور پلیز مجھ سے اتنے آرام سے بات مت کیا کریں. آپ کے اِس لہجے کی "
. عادت نہیں ہے مجھے. میری اِس پر ویسے ہی طبیعت خراب ہونے لگتی ہے
"

عائلہ تلخی سے کہتی وہاں سے نکل گئی تھی. اکرام صاحب نے دکھ بھری نظروں سے اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھا تھا. جسے اُنہوں نے خود سے بہت دور . کر دیا تھا. اور اب شاید چاہ کر بھی اُسے اپنے قریب نہیں کر سکتے تھے

اُنہیں لگ رہا تھا کہ شاید اِسی لیے اُوپر والے نے اُنہیں دوبارہ اولاد کی نعمت سے نہیں نوازا تھا. کہ وہ اِس نعمت کی قدر ہی نہیں کر پائے تھے. آج تک اُنہوں نے فاخرہ بیگم کے ساتھ مل کر ہمیشہ عائلہ کو نفرت ہی دی تھی. اور آج جب اُس کے دل میں اپنی ہی بوئی گئی نفرت کا ٹنی پر رہی تھی. تو اُنہیں یہ

چیز بہت تکلیف دہ لگ رہی تھی. وہ آج عائلہ کا درد دل سے محسوس کر پا رہے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" زیان کل جو کچھ بھی ہوا وہ بہت غلط تھا. مگر جو بھی تھا گزر گیا. فاریہ اور سلمان بھائی صاحب لوگوں نے میرے ساتھ مل کر وہ سارا معاملہ بہت اچھے سے نبٹا دیا. اور فاریہ نے مجھے اُس لڑکی کے حوالے سے سب کچھ بتا دیا ہے. اُس لڑکی کو کل رات دیکھ کر جہاں تک میں اسے سمجھ پایا ہوں. وہ لڑکی بُری نہیں ہے ".

حیدر صاحب کی بات خاموشی سے سنتے زیان نے اِس بات پر گہرا سانس بھرتے پہلو بدلہ تھا. ہر شخص کو ایسا کیا نظر آتا تھا اُس میں کہ ہر کوئی اُس سے ملنے کے بعد اُس کی وکالت کرتا ہی نظر آیا تھا.

" بابا آئم سوری. کل رات جو کچھ بھی ہوا میں اُس پر بہت شرمندہ ہوں. "
" . لیکن میں یہ سمجھ نہیں پا رہا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں

زیان مزید عائلہ کی تعریف برداشت نہیں کر سکتا تھا. اِس لیے جلدی سے بولا.

" میں یہ کہنا چاہتا ہوں. کہ مجھے اپنے لائق فائق ذہین بیٹے سے اِتنی نادانی کی اُمید نہیں تھی. کہ تم اِس قدر بے حس, انا پرست اور گھمنڈی ہو سکتے ہو. میں اِس سب پر کبھی یقین نہ کرتا اگر فاریہ اور ہشام مجھے تمہارا اُس لڑکی سے

رواں رکھا گیا سلوک نہ بتاتے تو. میں نے تمہیں ہمیشہ عورت کی عزت کرنا
ہی سیکھایا ہے. پھر تم کسی لڑکی کہ ساتھ اتنا بُرا سلوک کیسے کر سکتے ہو ."

حیدر صاحب کی بات پر زیان نے خونخوار نظروں سے فاریہ کو دیکھا تھا. جو چہرا دوسری طرف موڑے خود کو اِس بات سے بلکل لاتعلق ظاہر کیے ہوئے تھی.

بابا میرے مطابق میں نے اُس لڑکی کو کبھی ڈس ریسپیکٹ کبھی نہیں کیا. "
لیکن پھر بھی آپ کو اگر بُرا لگا ہے تو آئم سوری ."

زیان کے ویسے ہی رُوڈانداز کو دیکھ کر فاریہ کو اب اُس پر اچھی خاصی تپ چڑھ چکی تھی. جو حیدر صاحب کی اتنی کوششوں کے باوجود پٹری پر چڑھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا. فاریہ حیدر صاحب کو عائلہ کے حوالے سے ہر بات

کلیئر کرتی مطمئن کر چکی تھی. اور اُن سے اِس بات کی ریکویسٹ بھی کی تھی
.کہ بس کسی طرح وہ زیان کو عائلہ کے لیے راضی کر لیں

حیدر صاحب نے زیان اور فاریہ کو بہت محبت سے پالا تھا. وہ دونوں حیدر
صاحب سے بہت فرینک تھے ہر بات بلکل دوستوں کی طرح شیئر کرتے
.تھے. اِس لیے آج بھی فاریہ نے بلا جھجھک اُنہیں ساری باتیں بتادی تھیں

" .تو پھر کیا خیال ہے تمہارا اُس لڑکی کے بارے میں "

حیدر صاحب کے سوال پر زیان نے فاریہ کو گھورا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ
سوال بے شک حیدر صاحب نے پوچھا ہے لیکن آیا یہ فاریہ کی جانب سے ہی
.ہے

" .وہی جو پہلے دن سے تھا "

زیان کی انا اور ضد ابھی قائم تھی. اِس کی وجہ عائلہ کو کسی اور لڑکے کے قریب کھڑے ہونے کا غصہ تھا. اُس کے لیے دل میں موجود منہ زور جذبوں کے آگے تو وہ رات کو ہی ہار مان چکا تھا. عائلہ کے لیے نفرت کی چادر تو اب اُس کے دل سے اُتر چکی تھی. مگر غصہ ابھی باقی تھا.

" .اوکے بابا مجھے آفس میں بہت ضروری کام ہے میں نکلتا ہوں اب "

زیان حیدر صاحب کو مزید کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر بات ختم کرتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا.

" میر زیان حیدر واقعی عائلہ ٹھیک کہتی ہے تم ایک بہت ہی سنگدل اور ظالم انسان ہو. انسان کو اتنا پتھر دل بھی نہیں ہونا چاہئے ."

زیان کے پیچھے تیز قدموں سے بھاگتی فاریہ جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اُس کے ساتھ آ بیٹھی تھی. اور بنا لحاظ کیے تڑخ کر بولی تھی

" فاریہ میں کب سے یہ سب بہت مشکل سے برداشت کر رہا ہوں. تم پر بلکل بھی غصہ نہیں کرنا چاہتا. لیکن تم مجھے اِس کے لیے مجبور کر رہی ہو. تم اب بھی اُس لڑکی کی وکالت کر رہی ہو. تم نے کل دیکھا نہیں کیسے وہ مجھے دیکھانے کے لیے ایک لڑکے کو اپنے ساتھ لے آئی. اور کیسے چپک رہی تھی اُس کے ساتھ. میں وہ سب دیکھنے کے بعد بھی کیسے یقین کر لوں کہ وہ مجھ سے سچی محبت کرتی ہے ."

زیان جس بات کی وجہ سے کل سے اندر ہی اندر غصے سے بھڑک رہا تھا. فاریہ کے طیش دلانے پر وہ زبان پر لے ہی آیا تھا. اُس کی بات سنتے فاریہ کچھ پل تو حیرت سے اُس جانب دیکھنے لگی تھی. لیکن اگلے ہی پل ایک زبردست مسکراہٹ نے اُس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا.

" ایک منٹ یہ میرے گنہگار کان کیا سن رہے ہیں. میر زیان حیدر کو عائلہ اکرام کا کسی اور کے قریب جانا بہت ناگوار گزرنے کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی جیلسی میں بھی مبتلا کر گیا ہے. تم نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی. جس لڑکے کے بارے میں تم بات کر رہے ہو. وہ عائلہ کا ماموں زاد بلال ہے. وہ اُس سے پانچ سال چھوٹا ہے. اور عائلہ اُسے بلکل چھوٹے بھائی کی طرح ٹریٹ کرتی ہے. بلال بھی اُسکی تمہارے لیے شدید محبت سے واقف ہے اور اُس کی ضد پر کہ وہ عائلہ کی چوائس دیکھنا چاہتا ہے. صرف اِس وجہ سے عائلہ اُسے ساتھ لائی تھی."

فاریہ بنارُکے جلدی جلدی ساری تفصیل بتانے لگی تھی. اُس کی بات سن کر پہلی بار زیان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا. کل رات اُس کی خراب طبیعت کے باوجود اُس نے عائلہ کو اتنی باتیں سنادی تھیں. ساری بات کلیئر ہوتے ہی جہاں زیان کا اشتعال کم ہوا تھا. وہیں عائلہ کے خلاف دل سے آخری پھانس بھی نکل گئی تھی.

" زیان وہ بہت پیاری لڑکی ہے. دیوانی ہے تمہاری. میں نہیں جانتی اُس کے اتنے بگڑنے کی کیا وجہ ہے. مگر جس طرح بات کرتے اُس آنکھوں میں اذیت نظر آتی ہے. وہ دیکھ کر صاف لگتا ہے کہ ضرور عائلہ کی پچھلی لائف بہت مشکل گزری ہے. وہ محبت کی ترسی ہوئی لڑکی تم سے صرف محبت چاہتی ہے. بہت نفرت سہہ چکی وہ تمہاری اب اپنی محبت سے اُس کی جھولی بھر دو. "

فاریہ کو عائلہ اپنے بھائی کے حوالے سے بہت عزیز تھی لیکن اب تو مِنہا سے سرسری سا اُس کے بارے میں جان کر وہ اُسے کچھ زیادہ ہی پیاری ہو گئی تھی.

زیان فاریہ کی باتوں کے جواب میں کچھ نہیں بولا تھا. فاریہ نے بھی مزید کوئی بات نہیں کی تھی. اُس کے لیے زیان کی یہ مبہم سی خاموشی ہی بہت تھی.

"ایک منٹ زیان اِس سٹور کے سامنے گاڑی روکنا. مجھے کچھ لینا ہے یہاں سے."

فاریہ کے کہنے پر زیان نے گاڑی سائیڈ پر پارک کر دی تھی. اُس کی بھی کال آ رہی تھی. اِس لیے ہیڈ فون لگاتے وہ بھی گاڑی سے نکل آیا تھا.

عائلہ سلوڈرائیونگ کرتے ساتھ اپنے خیالوں میں گم تھی. اُس سے فیصلہ نہیں ہو پارہا تھا کہ زیان سے سوری کرنے جائے کل والے ہنگامے کے لیے یا نہیں. ایک ہفتے بعد کی عائلہ کی ترکی کی فلائیٹ تھی. وہ یہاں سے بہت دور جانا چاہتی تھی. ایسی جگہ جہاں اُس کے میر کی جان لیوا یاد اُس کے ساتھ نہ ہو. .اِس لیے دل ایک نظر میر کو دیکھنے کی ضد کر رہا تھا

اپنے خیالوں میں کھوئے اچانک عائلہ کی نظر مخالف روڈ پر پڑی تھی. لیکن .سامنے کا منظر دیکھ عائلہ کو اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی تھی

زیان دوسری جانب رُخ کیے موبائل پر مصروف تھا. روڈ پر اُس کا بلکل بھی دھیان نہیں تھا. جہاں سے ایک گاڑی بے قابو ہو کر اِدھر اُدھر جھولتی زیان .کی جانب ہی بڑھ رہی تھی

عائلہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر گاڑی سے نکلتی دیوانوں کی طرح زیان کو پکارتی اُس کی طرف بھاگی تھی. اُسی لمحے فاریہ بھی سٹور سے باہر نکل آئی تھی. عائلہ کو وہاں بھاگ کر آتا دیکھ فاریہ حیران ہوئی تھی لیکن دوسری طرف نظر پڑتے ہی اُس کے ہاتھ سے شاپر چھوٹ کر نیچے گرے تھے.

زیان کال کرنے میں مصروف تھا. عائلہ کی آوازیں سن نہیں پا رہا تھا. جب اُس کی قریب آتی پُکار پر کچھ محسوس کرتے وہ مڑا. تھا. لیکن زیان کے کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے پہلے عائلہ اُسے پڑے دھکیل گئی تھی. عائلہ نے خود بھی وہاں سے ہٹنا چاہا تھا مگر دیر ہو چکی تھی. گاڑی عائلہ سے ٹکراتے اُسے دور اُچھل چکی تھی.

" عائلہ. "

زیان کی آواز میں عائلہ کے لیے تڑپ تھی بے قراری تھی. لیکن اِس پکار کو سننے کی پیاسی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی .

عائلہ روڈ کے ساتھ کچی جگہ پر جا گری تھی. جس کی وجہ سے باقی تو شاید بچت ہو چکی تھی. لیکن فُٹ پاتھ پر سر لگنے کی وجہ سے عائلہ کا چہرا اور گردن خون میں نہا گئے تھے .

" .عائلہ پاگل لڑکی یہ کیا کیا تم نے "

زیان عائلہ کو کسی قیمتی متاع کی طرح بازوؤں میں بھرتے چیخا تھا. فاریہ بھی پاس پہنچ چکی تھی. زیان عائلہ کو لیے اپنی گاڑی کی جانب دوڑا تھا. فاریہ کو زیان کے ہر عمل سے عائلہ کی تکلیف پر فکر مندی اور اذیت واضع دکھائی

دے رہی تھی. رش ڈرائیونگ کرتے زیان کی آنکھیں ضبط کے احساس سے
.لال ہو چکی تھیں

ہاسپٹل پہنچ کر عائلہ کا ٹریٹمنٹ سٹارٹ ہو چکا تھا. اور زیان باہر بے چینی سے
.ٹہل رہا تھا

زیان کو خود پر حیرت ہو رہی تھی. ہمیشہ جس لڑکی کو وہ دھتکارتا آیا تھا. آج
اُسی کی سلامتی کی دعا کرتے اُس کا دل پاگل ہو رہا تھا. زیان کو اِس وقت
شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ یہ لڑکی اُس کے لیے کتنی ضروری ہو چکی ہے.
.جو آج اپنی جان پر کھیل کر اُسے اپنی سچی محبت کا یقین دلا گئی تھی

ادراک کا یہ تکلیف دہ لمحہ زیان سے یہ اقرار کروا گیا تھا کہ اُس کے پیار میں
پاگل یہ حسین اور دل کی پیاری لڑکی اُس کی نس نس میں اُتر کر اپنے پیار کا

جادو چلا چکی تھی. اگر کوئی اور لمحہ ہوتا تو فاریہ اپنے بھائی کو عائلہ کے لیے یوں بے چین ہوتے دیکھ بہت خوش ہوتی مگر عائلہ کا خون دیکھ اِس وقت وہ بہت زیادہ پریشان اور فکر مند تھی.

ڈاکٹر کو باہر نکلتا دیکھ وہ دونوں بے قراری سے آگے بڑھے تھے.

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے وہ اب بلکل ٹھیک ہیں. للہ کا بہت شکر ہے کہ سر پر کوئی اندرونی چوٹ نہیں لگی. لیکن وہ پہلے ہی بہت ویک ہیں اُوپر سے خون بھی بہت بہہ گیا ہے. ہم نے اُن کو ڈرپ لگا دی ہے. اب یہ آپ لوگوں کو میک شور کرنا ہے کہ دو ڈرپس ختم ہونے سے پہلے وہ یہاں سے باہر نہ جا سکیں. کیونکہ آپ کی پیشنٹ کو میں پرسنلی بھی جانتی ہوں کافی اُتاولی سی ہیں. ایک جگہ ٹک کر بیٹھنا بہت مشکل ہے اُن کے لیے. باقی اپنی تسلی کے

لیے میں نے کچھ ٹیسٹ کروائے ہیں عائلہ کے جن کی رپورٹ کچھ گھنٹوں تک آجائے گی. آپ لوگ مل سکتے ہیں اُن سے." .

ڈاکٹر اُن دونوں کے فکر مند چہرے دیکھ تفصیل سے ساری بات بتاتی آگے بڑھ گئی تھیں. عائلہ کے ٹھیک ہونے کا سن کر زیان کی رُکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی تھیں.

"چلو کیا ہوا." .

فاریہ کو پیچھے ہٹتے دیکھ زیان نے سوالیہ انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا.

"نو. میں بعد میں مل لوں گی عائلہ سے. ابھی مجھے کباب میں ہڈی بننے کا کوئی شوق نہیں ہے." .

فاریہ شوخی سے بولتے کرسی پر جا بیٹھی تھی. آج پہلی بار زیان کو اُس کا عائلہ کے حوالے سے چھیڑنا اچھا لگا تھا. اُس کی لاجک پر زیان لاپرواہی سے کاندھے اُچکاتے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا.

عائلہ آنکھیں موندے لیٹی تھی. وہ شاید غنودگی میں تھی. زیان اُس کے آرام کے خیال سے بنا قدموں کی چاپ پیدا کیے بیڈ کے پاس جا کھڑا ہوا تھا.

عائلہ کا ایک ہاتھ کمبل کے اندر تھا. جبکہ ڈرپ لگا دوسرا ہاتھ اُس کے سینے پر دھڑا تھا. ہر وقت زیان کے لیے دیوانہ وار محبت کے جذبات سجائے رکھنے والی ہیزل گرین آنکھوں پر اِس وقت گھنیری پلکوں کے پردے گرائے وہ اپنے میر کی اپنے اتنے قریب موجودگی سے انجان تھی. اُس کی ستوان ناک سے ہوتیں زیان کی نظریں عائلہ کے اُوپری ہونٹ کے کٹاؤ میں اٹک گئی

تھیں. زیان کو لگ رہا تھا کہ جیسے آج پہلی بار وہ عائلہ کو دیکھ رہا ہے. عائلہ کا تیکھے نقوش سے سجا حسین چہرا زیان کو اپنا مزید اسیر بنا رہا تھا.

جتنا وہ اِس جان لیوا جذبے سے دور رہنا چاہتا تھا. اُتنا ہی اب وہ بُری طرح اِس کا شکار ہو چکا تھا. میر زیان حیدر کے عشق میں پور پور ڈوبی عائلہ اکرام اُسے آخر کار گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر گئی تھی.

زیان نے خود کو مزید بہکنے سے بچانے کے لیے نظریں پھیر لی تھیں. کیونکہ وہ ابھی عائلہ پر ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا. شاید عائلہ بے ہوشی میں بھی زیان کی خود سے توجہ ہٹنا محسوس کر گئی تھی. کسمسا کر آنکھیں کھولتے عائلہ نے جو نام لیا تھا.

اُس پر زیان والہانہ نظروں سے اپنی دیوانی کو دیکھنے لگا تھا. زیان کو عائلہ کی محبت کی اتنی شدت بے چین کر گئی تھی .

کس قدر سچی محبت کی تھی عائلہ نے اُس سے. زیان کے بار بار دھتکارنے پر بھی اُس کی محبت کی شدت میں کمی نہیں آئی تھی. بلکہ ہر بار وہ بڑھتی چلی گئی تھی. زیان کو بہت سی باتوں کے ادراک کے ساتھ ساتھ پہلے پچھتاوے نے بھی آن گھیرا تھا .

" میر کو کچھ نہیں ہونا چاہئے. نہیں اُسے کچھ نہیں ہو سکتا "

عائلہ ابھی بھی اُسی حادثے کے زیرِ اثر گھبرائی ہوئی تھی .

" عائلہ کچھ نہیں ہوا مجھے میں بلکل ٹھیک ہوں. دیکھو تمہارے سامنے ہوں. "

زیان کی آواز پر عائلہ نے بہت مشکل سے پوری آنکھیں کھولتے زیان کی جانب دیکھا تھا. اُس اپنے سامنے دیکھ عائلہ کی آنکھیں مسکرائی تھیں. لیکن اگلے ہی پل اُن میں اُداسی سی چھا گئی تھی. زیان اُس کی آنکھوں کے اِن بدلتے رنگوں پر حیران ہوا تھا.

" میر بہت ظالم ہو تم. اب اِس طرح مجھے تڑپاؤ گے. ٹھیک کہتے ہو میر تم میں بہت پاگل ہوں. جانتی ہوں اتنی خوش قسمت کبھی نہیں رہی میں. پھر بھی تمہیں سامنے دیکھ حقیقت کا گمان ہونے لگا تھا. "

بات کرنے کے دوران عائلہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے. زیان کو اُس لمحے خود پر شدید غصہ آیا تھا. جس نے اِس پیاری سی لڑکی کو اتنا وقت اِسی طرح اذیت میں مبتلا کیے رکھا تھا. سب اُسے ٹھیک الزام دیتے تھے وہ عائلہ کے معاملے میں بہت بے حس رہا تھا.

"عائلہ تمہارا میر حقیقت میں تمہارے پاس آچکا ہے. اور اب کبھی تمیں چھوڑ کر نہیں جائے گا. پہلے کا تو میں نہیں جانتا لیکن اب تم سے زیادہ خوش قسمت لڑکی کوئی نہیں ہو گی. میں تمہیں اتنا پیار دوں گا. کہ تم مجھ سے دور جانے کے لیے میرے آگے ہاتھ جوڑو گی".

زیان نے آگے ہو کر اُس کا نازک کپکپاتا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتے ہوئے اُسے اپنے وہاں ہونے کا یقین دلاتے آخری بات شرارتی لہجے میں کہی تھی.

عائلہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے زیان کی جانب دیکھ رہی تھی. اُسے لگ رہا تھا یا تو وہ نشے میں ہے یا پھر سامنے کھڑا شخص میر زیان حیدر نہیں.

"میر یہ تم ہی ہو نا. لگتا ہے چوٹ میرے سر پر لگی ہے اور اثر تم پر ہو گیا ہے. تم تو کل تک مجھ سے شدید نفرت کرتے تھے نا. پھر آج اچانک یہ سب. کہیں تم میرے تمہاری جان بچانے کی وجہ سے تو احسان مند ہو کر یہ نہیں بول رہے. لیکن نہیں تم ایسے تو بلکل نہیں ہو. پلیز میر. میں مزید پاگل ہو جاؤ گی."

زیان کے یہ پیار بھرے جملے عائلہ کو اچھا خاصہ ہلا گئے تھے. اُس کے لیے اِن سب باتوں پر یقین کرنا بہت مشکل تھا.

مجھے جتنی شدید تم سے محبت ہو چکی ہے نا. اِس کے آگے وہ نفرت بہت "
معمولی تھی. اور یہ محبت اچانک بلکل بھی نہیں ہوئی بہت لمبی کہانی ہے اِس
کی بھی. ایک بار تم ٹھیک ہو جاؤ پھر بتاؤں گا. لیکن اِس وقت تمہیں آرام کی
". ضرورت ہے. ریلیکس رہو بلکل

زیان نے عائلہ کے نازک ہاتھ پر اپنے دھکتے لب رکھ دیے تھے. اُس کے
. لمس نے عائلہ کی پہلے سے تیز چلتی سانسوں میں مزید انتشار پیدا کر دیا تھا

. زیان نے شروعات میں ہی عائلہ کی بولتی بند کروادی تھی

عائلہ اِس قدر عنایت پر زیان کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھے گئی
. تھی. کیا وہ واقعی خوش نصیب تھی. اُسے میر زیان حیدر کا ساتھ ملنے والا تھا

.عائلہ نے بیڈ سے اُٹھنا چاہا تھا. لیکن زیان نے اُسے ایسا نہیں کرنے دیا تھا

" .خاموشی سے لیٹی رہو "

عائلہ کو لگ رہا تھا. زیان کا یہ رُوپ دیکھ اُس کے دل اور دماغ مفلوج ہو چکے ہیں. میر زیان حیدر اُس سے پیار کر سکتا ہے کیا. عائلہ کے لیے اِس بات پر یقین کرنا نا ممکن ہو جاتا اگر وہ زیان کی آنکھوں میں واقعی اپنے لیے محبت اور .فکر نہ دیکھتی

عائلہ کی آنکھوں میں نمی جبکہ ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی. زیان یہ دلکش نظارہ دیکھتا مبہوت ہوا تھا. دل کا موسم بدلتے ہی اُسے اِس لڑکی کا ہر .انداز اچھا لگنے لگا تھا

اِس سے پہلے کہ زیان کچھ کہتا دروازہ کھول کر فاریہ عائلہ کے پیرنٹس کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی.

" میری بیٹی میری جان تم ٹھیک ہو نا. میری تو جان ہی نکل گئی تھی تمہارے ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر."

اکرام صاحب عائلہ کے پاس پہنچ کر اُس کا ماتھا چومتے ہوئے بولے. اُن کے ہر انداز سے پریشانی اور فکر جھلک رہی تھی. فاخرہ بیگم بھی چہرے پر مصنوعی فکر سجائے پاس آ کھڑی ہوئی تھیں.

" پلیز یہ جھوٹے ڈرامے مت کریں میرے سامنے. جانتی ہوں کتنی فکر ہے آپ کو میری. اور یہ عورت کیوں آئی ہے یہاں."

عائلہ اُس دن کی لڑائی کے بعد فاخرہ بیگم کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی. اِس لیے آج اُنہیں یہاں دیکھ واپس بھڑک اُٹھی تھی.

زیان خاموش نظروں سے اپنی شیرنی کو دیکھ رہا تھا. جو اِس حالت میں بھی دھاڑنے سے باز نہیں آرہی تھی. لیکن اکرام صاحب کو اپنے سامنے شرمندہ ہوتا دیکھ زیان فاریہ کو باہر آنے کا اشارہ کرتے وہاں سے نکل آیا تھا. عائلہ کی بے قرار نظروں نے اُس کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا. اُسے لگ رہا تھا کہ شاید زیان کو اُس کا اِس طرح بات کرنا پسند نہیں آیا. جس وجہ سے وہ وہاں سے چلا گیا ہے.

" عائلہ بیٹا ہمیں سچ میں تمہاری بہت فکر ہے. اِسی لیے یہ خبر سنتے ہی بھاگے چلے آئے. تم اتنی بدگمان کیوں ہو رہی ہو. "

.اکرام صاحب کی بات پر عائلہ نے طنزیا انداز میں اُن کی جانب دیکھا تھا

" حیرت کی بات ہے نا. کہ ایک باپ کو اپنی سگی بیٹی کو اِس بات کا یقین دلانا پڑ رہا ہے. اینی ویز آپ لوگ دیکھ چکے نا مجھے میں بلکل ٹھیک ہوں. اب آپ لوگ جا سکتے ہیں یہاں سے. مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ میں خود کو سنبھال سکوں. "

.عائلہ کی بات پر کب سے خاموش کھڑی فاخرہ بیگم کا صبر جواب دے چکا تھا

" بہت شوق تھا نا. اپنی اِس بد تمیز بیٹی کے پیار میں پاگل ہو کر یہاں دوڑے چلے آنے کی. اب اگر اتنی بے عزتی سے پیٹ بھر گیا ہے تو واپس چلیں. "

فاخرہ بیگم کے نخوت سے کہہ کر وہاں سے جانے پر اکرام صاحب بھی خاموشی سے وہاں سے نکل گئے تھے. عائلہ ہمیشہ کی طرح اُنہیں اپنی بیوی کے اشاروں پر چلتے دیکھ تلخی سے مسکرادی تھی.

"اگر آپ کو میری اتنی ہی فکر ہوتی نا بابا تو میری چند باتوں کے جواب میں یوں مجھے بستر پر پڑا چھوڑ کر نہ جاتے" .

عائلہ نے دکھ سے سوچا تھا. مگر پھر زیان کا خیال آتے ہی ایک خوبصورت مُسکان اُس کے لبوں کو چھو گئی تھی.

اُس نے فاریہ کا میسیج دیکھ لیا تھا. جس میں اُس نے بتایا تھا کہ زیان کو ایک بہت امپورٹینٹ کام آگیا ہے. اِس لیے اُنہیں وہاں سے نکلنا پڑا.

زیان یہ سوچ کر مطمئن ہوتے کچھ ٹائم کے لیے چلا گیا تھا کہ عائلہ کے پیرنٹس اُس کے پاس آچکے ہیں. مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ عائلہ کے پیرنٹس کے آگے اُس کی کیا اہمیت تھی.

عائلہ سے اب مزید اتنی دیر ایک جگہ پر ٹک کر بیٹھنا بہت مشکل ہو رہا تھا. اِس لیے وہ ہاتھ سے ڈرپ نکالتے بیڈ سے اُٹھ گئی تھی.

ایک بار اُس کے سر میں ٹیسیں اُٹھی تھیں لیکن اُن جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا. روم سے نکل کر عائلہ کا رُخ ڈاکٹر عدیلہ کے آفس کی جانب تھا تاکہ اُنہیں اپنے جانے کا بتا سکے.

آفس کے ڈور پر پہنچ کر عائلہ نے دستک دینی چاہی تھی. لیکن اندر سے اپنا نام سنتے وہ وہیں رُک گئی تھی. ڈاکٹر عدیلہ شاید اُس کی کوئی رپورٹ دیکھ رہی تھیں. جن کے بارے میں نرس نے اُن سے سوال کیا تھا.

" ڈاکٹر صاحبہ کیا ہوا. آپ عائلہ کی یہ رپورٹس دیکھ کر اتنی پریشان کیوں ہو گئی ہیں. ایسا کیا آیا ہے اِن میں. "

نرس کی بات پر ڈاکٹر نے اپنی پیشانی ملتے فائل اُس کے سامنے کر دی تھی.

" زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب کہاں داغا کر جائے. مجھے تو یقین نہیں آ رہا یہ دیکھ کر. عائلہ کو بلڈ کینسر ہے. اور اُس کے پاس سروائیول کے صرف 30% چانسز موجود ہیں.

اُوپر والا بھی کیسے کیسے معجزے کرتا ہے. آج اگر عائلہ کا ایکسیڈنٹ نہ ہوتا اور وہ یہاں نہ آتی تو یہ بات کیسے پتا چلتی. پھر شاید یہ 30% چانسز بھی ختم ہو جاتے ".

ڈاکٹر اور بھی نجانے کیا کیا کہہ رہی تھی. مگر عائلہ کو لگا تھا کہ ہاسپٹل کی یہ عمارت پورے قد سے اُس پر آ گری ہو. آج ہی تو زیان نے اُسے اپنی محبت کا احساس دلا کر زندگی کی نوید سنائی تھی. اور اب کچھ لمحوں بعد اُس سے بہت ہی بے دردی سے وہ چھین لینے کی خبر سنا دی گئی تھی.

" میں میر خوش قسمت نہیں ہوں. بلکہ اِس دنیا کی سب سے زیادہ بد قسمت لڑکی ہوں. جس کے نصیب میں شاید پیار کبھی نہیں تھا ".

عائلہ کے آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے. عائلہ کو پہلے کبھی موت سے ڈر نہیں لگتا تھا. کیونکہ جیسی اُس کی زندگی رہی تھی کئی بار اپنی ماں کے بارے میں غلط باتیں سن کر، اپنے باپ کا رویہ دیکھ اُس کا دل چاہا تھا کہ خود کو ختم کر دے. مگر اب جب وہ جینا چاہتی تھی. اپنی محبت اپنے میر کے ساتھ رہنا چاہتی تھی تو اُس سے جینے کا حق ہی چھینا جا رہا تھا.

"جو بھی ہے میں تو ہمیشہ سے ہی ایسی درد بھری زندگی گزارنے کی عادی ہوں. مگر میں میر پر اپنی اِس منحوس زندگی کا سایہ نہیں پڑنے دوں گی. میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں کبھی بھی ایسا کہوں گی. کاش کہ میر تم جو بول رہے تھے وہ جھوٹ ہوتا تمہیں مجھ سے محبت نہ ہوئی ہوتی. لیکن جو بھی ہے. مجھے تمہاری اِس محبت کو آگے بڑھنے سے پہلے یہیں ختم کرنا ہو گا. اِس دنیا سے جاتے جاتے میں دوبارہ تمہارے دل میں اپنے لیے اتنی نفرت بھر جاؤں گی کہ تم میرا نام لینا بھی پسند نہیں کرو گے. اور نہ ہی تمہیں میرے مرنے کا دکھ ہو گا.

".میں تمہیں کسی صورت دکھی اور ناخوش نہیں دیکھ سکتی میر

عائلہ نے اپنے چہرے سے بے دردی سے آنسو پونچھتے سوچ لیا تھا کہ اب
.اُسے کیا کرنا ہے

.اُس نے خود کو مضبوط کرتے قدم اندر بڑھا دیے تھے

" .عائلہ تم یہاں "

ڈاکٹر عدیلہ عائلہ کو سامنے دیکھ گڑبڑا سی گئی تھیں. مگر عائلہ کے بے تاثر
.چہرے سے اُنہیں نہیں لگا تھا کہ عائلہ نے اُن کی باتیں سن لی ہیں

" آؤ بیٹھو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ابھی. ڈرپ ختم تو ہونے دیتی تم
" .پہلے ہی اُٹھ کر آ گئی. کہا تھا میں نے تمہیں آرام نہیں آتا ایک جگہ

ڈاکٹر عدیلہ نے مسکرا کر کہتے اُسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا. جس پر
.عائلہ نے آگے بڑھتے اُن کے سامنے پڑی فائل اُٹھالی تھی

" میں آپ کی ساری باتیں سن چکی ہوں. کہ مجھے کیا بیماری ہے اور میری
پاس کتنا کم ٹائم رہ گیا ہے. ماما کی بیسٹ فرینڈ ہونے کے ناطے آپ نے ہمیشہ
مجھے کہا کہ جب بھی کوئی پرابلم ہو. کسی قسم کی کوئی بھی ہیلپ چاہیئے ہو تو
.میرے پاس آنا. آج تک کبھی میں آپ کے پاس نہیں آئی

" .لیکن آج مجھے آپ سے ایک ہیلپ چاہیئے. کیا آپ میری مدد کریں گی

عائلہ کی بات پر اپنی مرحومہ دوست کا چہرا یاد آتے اُن کی آنکھیں نم ہوئی تھیں.

" بیٹا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے. تم بولو تو سہی میں تمہاری مدد کرنے کی پوری کوشش کروں گی. اور اِس بیماری پر دل چھوٹا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم ٹھیک ہو سکتی ہو ".

ڈاکٹر عدیلہ اپنی کرسی سے اُٹھ کر اُس کے پاس آتے بولیں.

" آپ کو مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا. کہ میری اِس بیماری کے بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گی. کسی کو بھی نہیں. پلیز "

بہت ضبط کے باوجود بھی عائلہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے.

عائلہ کے بازو پر رکھا ہاتھ اُس کی بات سن کر ڈاکٹر عدیلہ نے واپس کھینچ لیا تھا.

" عائلہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم. تم ٹھیک ہو سکتی ہو. تمہارے پاس ابھی بھی 20% کے سروائیول پرسنٹ چانسز موجود ہیں. "

ڈاکٹر عدیلہ کی بات پر عائلہ نے دکھ بھری ہنسی سے اُن کی جانب دیکھا تھا.

" میں جانتی ہوں میرے پاس زیادہ وقت 80% چانسز نہیں ہیں. اور نہیں ہے. جتنا وقت میرے پاس ہے. میں اُسے یوں مشینوں میں جکڑ کر ہاسپٹل میں نہیں گزار سکتی. پلیز ایک مرتے ہوئے انسان کی آخری خواہش پوری کر دیں. "

.ڈاکٹر عدیلہ عائلہ کی بات ماننے پر کسی صورت تیار نہیں تھیں

پورے بیس منٹ اُن کے ساتھ بحث کرتے آخر کار عائلہ اُنہیں اپنی بات
.ماننے کے لیے راضی کر چکی تھی

" . تھینکیو سو مچ. میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی "

.عائلہ اُن کا شکریہ ادا کرتے فائل اُٹھاتی وہاں سے نکل گئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام اپنے آفس میں بیٹھا. کیس سے ریلیٹڈ اپنے ماتحت کی بھیجی گئی کچھ تصویریں دیکھ رہا تھا. جب اُس کی نظر واسع کی بھیجی گئی تصویر پر پڑی تھی. یہ اُس کے برتھ ڈے پارٹی والی تصویر تھی. جس میں مِنہا اُس کی بانہوں میں کسی گڑیا کی طرح سمائی ہوئی تھی.

ہشام کتنے ہی لمحے یک ٹک مِنہا کے حسین مکھڑے کو دیکھے گیا تھا. جو خود میں دنیا جہاں کی معصومیت سموئے ہوئے تھا.

" کوئی اتنا پیارا اور کیوٹ کیسے ہو سکتا ہے ".

ہشام نے مسکراتے اپنے دل سے سوال کیا تھا.

کل رات اُس کا موڈ جتنا آف تھا. آج صبح کے واقعہ کے بعد اُس سے کئی گنا
.زیادہ خوشگوار ہو چکا تھا

ہشام کو یہ رشتہ جوڑتے کبھی نہیں لگا تھا کہ جس رشتے کی حیثیت وہ اپنی
زندگی میں صرف ایک کاغذی حد تک رکھتے شامل کر رہا ہے وہ اُس کے لیے
اتنا اہم ہو جائے گا. اُس نے نکاح نامے پر سائن کرتے اِس حوالے سے خود
.اور گھر والوں سے جو بھی باتیں کہی تھیں. اُن سب کا بلکل اُلٹ ہو چکا تھا

اُسے نہ صرف مِنہا سے پیار ہو گیا تھا. بلکہ وہ اب اُس سے اپنا رشتہ بھی پوری
ایمانداری اور سچائی سے نبھانا چاہتا تھا. اور دل میں تو مِنہا کو اپنی بیوی کی
.حیثیت دے بھی چکا تھا. اب اُسے جلد از جلد فائقہ والا معاملہ کلیئر کرنا تھا

تاکہ مِنہا کے ہونٹوں پر ہر وقت جو فیانسی کا نام چڑھا ہوا تھا وہ ہٹ جائے.

ہشام کو ہر بار مِنہا کے نظریں چُرانے پر اتنا تو اندازہ ہو چکا تھا کہ گڑبڑ اُس طرف سے بھی. لیکن اگر دوسری طرف سے محبت نہ بھی ہوتی تو وہ اُسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتا کیونکہ وہ بھی ایس پی ہشام گردیزی تھا. جس نے آج تک ایسے کیسز سالو کیے تھے جو تقریباً ناممکن قرار دے دیے گئے تھے. تو پھر یہ تو اُس کے دل کا کیس تھا. اِسے ادھورا کیسے چھوڑ سکتا تھا وہ.

مِنہا کے بارے میں سوچتے ہشام کے ہونٹوں پر بڑی ہی دلفریب مُسکان پھیلی ہوئی تھی.

ہشام کو مِنہا کو ستانے کے لیے ایک شرارت سوجھی تھی. جس پر عمل کرتے ہشام نے موبائل پر کچھ ٹائپنگ کرتے مِنہا کو بھیج دیا تھا. جو مِنہا کو ڈیلیور تو ہو چکا تھا. مگر ابھی اُس نے دیکھا نہیں تھا. مِنہا کے بارے میں سوچتے یا اُس

کے ساتھ ہوتے ہشام اپنے دوسرے لوگوں کے لیے بنائے گئے خول سے بلکل باہر ہوتا تھا. اور وہ وہ حرکتیں کر جاتا تھا. جس کے بارے میں وہ اپنی شخصیت کو مد نظر رکھتے کبھی سوچا بھی نہیں سکتا تھا.

مِنہا شاور لینے کے بعد بال خشک کرتی صوفے پر آ بیٹھی تھی. فریش پنک کلر کے سوٹ میں اُس کی دودھیا رنگت مزید دھک رہی تھی. واٹس ایپ پر آئے نوٹیفیکیشن دیکھ مِنہا نے میسج اوپن کیے تھے. سکرین پر موجود میسج پڑھتے عائلہ کا چہرا پہلے شرم, اگلا میسج پڑھنے کے بعد غصے اور پھر جلن کی وجہ سے لال ہوا تھا.

ہشام نے بہت ساری کِسنگ اور ہرٹ والی ایموجیز کے ساتھ بہت سے ڈائیلاگ جھاڑے ہوئے تھے کہ آئی مِس یو. میں تم سے ملنا چاہتا ہوں.

تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں. اِس وقت تمہاری بہت یاد آ رہی ہے مائی لو. اور اِس ٹائپ کے بہت سارے جملے لکھے گئے تھے.

ساتھ ہی کچھ سیکنڈز کے بعد کا اگلا میسج موجود تھا. جس پر لکھا تھا اوہ سوری یہ میسج فائقہ کو کرنے تھے غلطی سے تمہاری طرف سینڈ ہو گئے.

یہ میسج پڑھتے ہی مِنہا کو اچھی خاصی تپ چڑھ گئی تھی.

" واہ امیزنگ ویری گڈ ایس پی صاحب یہاں پر میرے ساتھ فلرٹ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے. اور وہاں آفس میں بیٹھ کر اپنی فیانسی سے عشق لڑایا جا رہا ہے. ہوئے نا پھر تم بھی ٹیپیکل ٹھرکی پولیس والے ".

مِنہا کو نجانے کیوں اُس کا دوسرا میسج دیکھ مزید تپ چڑھ گئی تھی. اُس نے کچھ
". دیر سوچنے کے بعد میسج ٹائپ کیا تھا. "اٹس اوکے

مِنہا کا دو لفظی میسج پڑھ کر ہشام کی آنکھوں کے پردے پر اُس کا غصے سے
. سُرخ پھولا پھولا سا چہرا آسمایا تھا

اِس لمحے منہا کو دیکھنے کی خواہش شدت سے اُس کے دل میں جاگی تھی. جس
. کو اگنور نہ کرتے ہشام نے ویڈیو کال ملادی تھی

. اچانک ویڈیو کال دیکھ مِنہا کے ہاتھ سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا

اب کیا پرابلم ہے. اِس پولیس والے کے ساتھ. مجھے کیوں کال کر رہا ہے. "
". اپنی فیانسی کو کال کرے نا

مِنہا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے. مگر پھر اُس کا ابھی تھوڑی دیر پہلے والا میسج یاد کر کے اُس نے کال کاٹ دی تھی.

" کال کیوں کاٹی. "

ہشام کو فوراً غصے کی ایموجیز کے ساتھ میسج آیا تھا.

" کیونکہ آپ پھر غلطی سے اپنی فیانسی کے بجائے مجھے کال کر رہے تھے. "

مِنہا بھی کونسا اُس سے کم تھی.

" نہیں میں نے اِس بار تمہیں ہی کال کی ہے اٹینڈ کرو "

.ہشام نے اُس کے چڑنے پر مسکراتے میسج ٹائپ کیا تھا

" . نہیں کروں گی میں اٹینڈ "

مِنہا کو اب ہشام کی حرکتوں پر غصہ آرہا تھا. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ہشام سیریس ہے یا جن بوجھ کر اُسے ستا رہا ہے.

" .اگر تم نے اب کی بار اٹینڈ نہیں کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا "

تصور میں اُس کا غصے سے تپا ہوا چہرا دیکھ ہشام کی مسکراہٹ مزید گہری ہو رہی تھی.

" .ایس پی صاحب یہ دھمکی کسی اور کو دیجئے گا. میں ڈرنے والی نہیں ہوں
"

مِنہا اُس کی پہلے میسج میں کی گئی گستاخی کسی صورت معاف کرنے کو تیار نہیں
.تھی

" اچھا تو تم نہیں ڈرتی مجھ سے. یہ بات آج رات فیس ٹو فیس بولنا میرے
سامنے تو مانوں گا. اور ساتھ ہی تیار رہنا میری بات نہ ماننے کی سزا کے لیے
" .بھی ڈیر وائف

.ہشام کی وائس میسج میں دی گئی دھمکی مِنہا کے اچھے خاصے پسینے چُھڑا گئی تھی

ابھی تو وہ بہادر بنی اُسے جواب دے رہی تھی. لیکن ہشام کی پر تپیش نظروں پر ہی اُس کی ساری ہوا نکل جاتی تھی. اُس ساحر کی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرنا تو بہت مشکل تھا اُس کے لیے.

ہشام شاید آف لائن ہو چکا تھا. مِنہا نے رات کی رات کو دیکھے جانے کا سوچتے ریلیکس ہونا چاہا تھا. مگر اُس کی سوچیں بار بار بھٹک کر ہشام گردیزی کی طرف جاتی اُس کی دھڑکنوں کو معمول پر آنے ہی نہیں دے رہی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے فاریہ کو میسیج کر دیا تھا کہ وہ لوگ اب ہاسپٹل نہ جائیں. عائلہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ گھر آ چکی ہے. وہ اِس وقت کسی کا بھی سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی.

عائلہ نے گھر آکر خود کو روم میں بند کر لیا تھا. اور اپنا ضبط کھوتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی.

" کیوں ہوتا ہے ہمیشہ میرے ساتھ ایسا. کیوں ہمیشہ میں ہی خالی دامن رہ جاتی ہوں. للہ جی کیا میں اتنی بُری ہوں کہ اچھی زندگی گزارنے پر میرا کوئی حق نہیں. پوری زندگی نفرتیں سہتے سہتے گزار دی اور اب جب محبت نے میری زندگی میں قدم رکھا تو مجھ سے یہ زندگی ہی چھینی جا رہی ہے. اگر یہی ہونا تھا میرے ساتھ تو میر کو کیوں بھیجا آپ نے میری زندگی میں. کیوں میری آنکھوں میں حسین خواب سجنے دیے اگر اُنہیں بعد میں نوچ ہی لینا تھا تو. "

عائلہ زار و قطار روتی اپنے رب سے شکوہ کناں تھی. جب اُس کے روم کے دروازے پر دستک کے ساتھ ساتھ ملازمہ کی آواز آئی تھی.

" بی بی جی آپ کی دوست فاریہ اور اُن کے بھائی آئے ہیں. آپ سے ملنا چاہتے ہیں. "

ملازمہ کی بات پر عائلہ نے درد کے احساس سے اپنی آنکھیں زور سے میچی تھیں. جس شخص کی ایک جھلک دیکھنے کو وہ پاگل ہوئی رہتی تھی. آج جب وہ اُس کی دہلیز پر خود چل کر آیا تھا تو عائلہ اُس سے ملنے سے لاچار تھی.

" اُنہیں بول دو. میں میڈیسن لے کر سو رہی ہوں. "

زیان حیدر سے ملنے سے انکار کرتے عائلہ کے دل کے ہزار ٹکڑے ہوئے تھے.

وہ اپنے موبائل پر آئے فاریہ کے میسیج پڑھ چکی تھی. جس میں اُس نے عائلہ کے ایکسیڈنٹ پر زیان کی بے چینی اور بے قراری کی داستان سنائی ہوئی تھی. کہ کیسے زیان حیدر جیسے بے حس شخص نے اُسے خون میں لت پت دیکھ اپنا ضبط کھو دیا تھا.

عائلہ کارپٹ پر بیٹھ کر بیڈ پر بازو فولڈ کر کے رکھے اُن میں سر دیے آنکھیں موندے ہوئی تھی. جب اُس کا موبائل بج اُٹھا تھا. مِنہا کا نمبر سکرین پر جگمگاتا دیکھ عائلہ نے کال کاٹنی چاہی تھی مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی.

عائلہ فاریہ سے پتا چلا تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا ہے. اب کیسی طبیعت ہے "
" . تمہاری. تم ٹھیک ہو نا

مِنہا نے چھوٹتے ہی سوال کیا تھا. اُس کے لہجے سے پریشانی و فکر صاف
. محسوس کی جا سکتی تھی

ہاں مِنہا معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا. سر پر ہلکی سی چوٹ آئی ہے. لیکن "
" . اب میں بلکل ٹھیک ہوں

عائلہ نے اپنی آواز کو نارمل رکھنے کی پوری کوشش کی تھی. لیکن مقابل بھی وہ انسان تھی جو اُس کی رگ رگ سے واقف تھی. جس سے عائلہ چاہ کر بھی
. کچھ چھپا نہیں پائی تھی

.مگر کسی بھی طرح اُسے یہ بات چھپانی تھی مِنہا سے

" .عائلہ رو رہی ہو. کیا ہوا ہے تمہیں بتاؤ مجھے "

مِنہا عائلہ کی آواز میں گھلی نمی محسوس کر گئی تھی. اور بہت زیادہ پریشان ہو اُٹھی تھی. وہ عائلہ کو اچھے سے جانتی تھی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ کبھی .نہیں روتی تھی. ضرور کوئی سیریس بات ہوئی تھی

نہیں میں رو تو نہیں رہی بس تھوڑی ایموشنل ہو گئی تھی. وہ دراصل "
زیان نے میری محبت پر یقین کرتے مجھے مثبت جواب دے دیا ہے. اب وہ
" .مجھ سے نفرت نہیں کرتا. بلکہ بہت محبت کرتا ہے

مِنہا کو اپنے رونے کے بارے میں کوئی معمولی ریزن دے کر وہ بلکل بھی ریلیکس نہیں کر سکتی تھی. اِس لیے اُس نے یہ بات بول دی تھی. جسے بولنے کے دوران آنسو لڑیوں کی طرح اُس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے رہے تھے.

" تو جھلی لڑکی اِس میں رونے کی کیا بات ہے. یہ تو بہت خوشی کی بات ہے. "
" . تمہیں تو بہت خوش ہونا چاہیئے

.مِنہا عائلہ کی بات سن کر اُس کے لیے بے پناہ خوش ہوئی تھی

" ہاں تو میں بہت خوش ہوں. بتایا تو ہے تمہیں. اتنی بڑی خبر سن کر تھوڑی ایموشنل ہو گئی تھی. "

.عائلہ نے بہت دقت سے مسکراتے اُسے جواب دیا تھا

" .عائلہ تم سچ کہہ رہی ہو نا. صرف یہی بات ہے نا "

مِنہا نجانے کیوں مطمئن نہیں ہو پا رہی تھی. اُسے عائلہ کی آواز میں سچی خوشی کا عنصر ناپید لگ رہا تھا. اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے عائلہ اُس سے کچھ .چھپا رہی ہے

عائلہ کا دل چاہا تھا اپنے اندر کا سارا غم اپنی عزیز دوست کے سامنے رکھ دے. .جو اتنے دور سے بھی اُس کا دکھ اور پریشانی سمجھ رہی تھی

" .مِنہا اور کیسے یقین دلاؤں میں تمہیں. سچ میں یہی بات ہی ہے "

عائلہ کا مخصوص انداز سنتے منہا مسکراتے کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی. اور کچھ دیر باتیں کر کے فون رکھ دیا تھا.

عائلہ کے فون کان سے ہٹاتے جیسے ہی سکرین پر نظر پڑی وہاں زیان کی مِنہا سے کال کے دوران تین مِس بیلز اور ایک میسج آیا ہوا تھا.

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا تم مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو. مگر جو بھی ہے. میں یہ ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں. ٹھیک شام سات بجے تمہیں یہاں پہنچنا ہے. مزید اُلٹی سیدھی حرکت کر کے مجھے غصہ دلانے کی کوشش مت کرنا. شرافت سے یہاں پہنچ جانا. تم شاید ابھی ٹھیک سے میرے غصے سے واقف نہیں ہو. مجھے اپنا اگنور کئے جانا بلکل بھی پسند نہیں. اور سپیشلی تمہارا اگنور کرنا تو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا."

زیان کا میسج پڑھ کر عائلہ نے اپنا سر پکڑ لیا تھا. جس چیز سے وہ بھاگنا چاہ رہی تھی. وہ قیامت خیز لمحہ اُس کے سر پر تھا. کیسے سامنا کرے گی وہ زیان کا. کیا کہے گی اُسے.

مسلسل ٹینشن لینے کی وجہ سے اب عائلہ کا سر ایک بار پھر شدید قسم کے درد سے پھٹنے لگا تھا.

" میں جاؤں گی ضرور جاؤں گی. میر تمہاری محبت میرے نصیب میں نہیں ہے. تمہیں مجھ سے ایک بار پھر نفرت کرنی ہو گی. میں اتنی کمزور نہیں ہوں. اِس طرح ہمت نہیں ہار سکتی. مجھے میر کے سامنے پہلی والی عائلہ کی طرح مضبوط رہنا ہو گا. "

عائلہ اپنے آنسو پونچھتے اپنے آپ کو آنے والے حالات فیس کرنے کی ہمت
.دلاتی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .کیسے ہوا یس پی صاحب. مجھے ڈبل کراس کر کے اچھا نہیں کیا تم نے "

ہشام نے انجان نمبر سے کال ریسیو کی تھی. مگر آگے سے رفیق نیازی کی آواز
.سن کر وہ بدمزہ سا ہوا تھا. اُس کا اشارہ مِنہا سے ہشام کے نکاح کی طرف تھا

" اتنی جلدی گھبرا گئے. یہ تو ابھی شروعات ہے. اب آگے تمہیں ہر کام میں
" .ایسے ہی منہ کی کھانی پڑیں گی

.ہشام زہر خند لہجے میں بولا

آگے کی بھی دیکھی جائے گی ایس پی صاحب. ابھی فلحال جو میں نے "
". تمہارے لیے سرپرائز تیار کیا ہے. اُس سے تو نبٹ لو

.رفیق نیازی کی بات پر ہشام کے ماتھے پر بل پڑے تھے

" . کیا بکواس کر رہے ہو. کیا کیا ہے تم نے "

.ہشام کا دل چاہا تھا. ابھی جا کر اِس خبیث انسان کو ختم کر دے

زرا آج کی تازہ نیوز تو دیکھو. اب دیکھتا ہوں میں تمہاری بہادری. جیسے "
اپنے کام میں میدان مارتے ہو کیا اپنے نجی معاملے میں بھی ایسا کر پاؤ گے .

ہاہاہاہاتمہاراخاندان ایک بدنام زمانہ شخص کی بیٹی کو بہو بنانے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوں گے. اور پھر تمہیں اُس لڑکی کو چھوڑنا ہی پڑے گا میرے لیے."

رفیق نیازی بہت خوش تھا. کیونکہ وہ ہشام اور مِنہا کا نکاح نامہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا میڈیا تک پہنچا چکا تھا. تاکہ یہ بات ہر جگہ پھیل جائے اور ہشام کو اپنے گھر والوں کے پریشر میں آتے مِنہا کو چھوڑنا پڑے.

"بکواس بند کرواپنی. میں نے کہا تھا تمیں اپنی گندی زبان سے میری بیوی کا نام مت لینا. مگر تم نے اب جو حرکت کی ہے. دیکھنا اب میں کیا حال کرتا ہوں تمہارا. میرے قہر کو آواز دے کر اچھا نہیں کیا تم نے. بہت بُرا حشر ہو گا اب تمہارا میرے ہاتھوں."

ہشام اُس کی بات پر اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ رفیق نیازی کو اپنے کان کا پردہ پھٹتا محسوس ہوا تھا. فون بند کرتے ہشام کی نظریں ٹی وی سکرین پر چلتی خبر پر ٹک گئی تھیں. جہاں اُس کے اور مِنہا کے نکاح کی خبر عام ہو چکی تھی.

اِس کے ساتھ ہی ہشام کو موبائل پر فیملی اور فرینڈز کی جانب سے کالز اور میسجز موصول ہونے لگے تھے.

ہشام کچھ دیر اپنی کنپٹی مسلتے خود کو ریلیکس کرنے کے بعد اُٹھ چکا تھا.

مِنہا عائلہ سے بات کرنے کے بعد لاؤنج میں آ بیٹھی تھی. بوریت کے احساس سے بچنے کے لیے اُس نے ٹی وی آن کیا تھا. مگر وہاں چلتی نیوز دیکھ مِنہا کا دماغ چکرا گیا تھا.

ہشام کے سب گھر والوں کو پتا چل جائے گا اب. وہ کیسے فیس کریں گے "
" .اپنی فیملی کو

مِنہا کو ہشام کی بہت فکر ہو رہی تھی. جسے اُس کی وجہ سے اب نجانے کیا کیا
.فیس کرنا تھا

مِنہا نے دو تین بار ہشام کا نمبر ٹرائے کیا تھا. لیکن وہ ریسیو نہیں کر رہا تھا.
.جس وجہ سے مِنہا کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے اپنے اندر کا دکھ چھپا کر چہرے پر خوبصورت مُسکان سجائے زیان
کے بتائے گئے ریسٹورنٹ میں قدم رکھا تھا. جو عائلہ کا فیورٹ ریسٹورنٹ

تھا. ہال کے اندر قدم رکھتے ہی عائلہ کی آنکھیں وہاں کی خوبصورتی دیکھ خیرا
.ہوئی تھیں

پورا ہال وائٹ کلر کے فلاورز سے سجا ہوا تھا. ہال کے بلکل سینٹر میں اکلوتے ٹیبل کے پاس عائلہ کو زیان بلیک تھری پیس میں ملبوس اپنی بے پناہ مردانہ وجاہت کے ساتھ کھڑا نظر آیا تھا. جو محبت پاش نظروں سے اُسے دیکھتا عائلہ کا دل دھڑکا گیا تھا. عائلہ اپنے بھاری ہوتے قدم اُٹھاتی بہت مشکل سے اُس تک پہنچی تھی. زیان کے قریب پہنچ کر عائلہ کا دل چاہا تھا. اُس کے چوڑے مضبوط سینے میں سماتے اپنا ہر درد بیان کر دے. اُسے بتائے کہ عائلہ نے دیوانگی کی آخری حدوں تک جا کر اُسے چاہا تھا. شاید اتنا کبھی کسی کو نہیں چاہا
.گیا ہو گا جتنا اُسے نے اپنے میر سے عشق کیا تھا

زیان کی نظریں عائلہ پر ہی ٹکی ہوئی تھیں. جو آج پھر پہلے دن کی طرح ہی ٹائٹ پینٹ شرٹ میں ملبوس بنا دوپٹے کے اپنے وجود کی تمام رعنائیاں واضح کیے ہوئے تھی. زیان کو عائلہ کے انداز اور حلیے کو دیکھ عجیب سا غیر معمولی پن محسوس ہوا تھا. یہ عائلہ اُسے صبح اپنے کیے جانے والے اقرار سے کھل اُٹھنے والی عائلہ سے بہت مختلف لگی تھی.

زیان نے بنا عائلہ کو اُس کے حلیے پر جھڑکتے اپنا کوٹ اُتار کر اُس کے گرد اوڑھا دیا تھا. وہ اِس لڑکی کو دل سے اپنا مان چکا تھا. تو اُس کی حفاظت کرنا اُس کی نادانیوں پر پردہ ڈالنا اب اُسی کی ذمہ داری تھی. وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے. زیان کے اِس عمل ہر عائلہ کا دل بے چین ہوا تھا. کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ابھی اُس کے کہے جانے والے الفاظ زیان کو کتنی تکلیف پہنچانے والے تھے.

.زیان نے مسکرا کر محبت سے اُسکا نازک ہاتھ تھام لیا تھا

"عائلہ اکرام میں نے بلکل بھی نہیں سوچا تھا. کہ کبھی مجھے تم سے اتنی شدید محبت بھی ہو سکتی ہے. میرا دل تو نجانے کب سے تمہاری محبت کی صداقت پر ایمان لا چکا تھا. میرے بہت جھٹلانے کے باوجود بھی یہ ہر بار تمہیں دیکھ کر تمہاری جانب ہمکتا تھا. میرا دل تمہاری بے انتہا محبت نے گھائل تو کر ہی دیا تھا. مگر پوری طرف سے اِس بات کا ادراک مجھے کل ہوا. کل تمہیں تکلیف میں دیکھ مجھے زندگی میں پہلی بار ایسا لگا تھا. کہ جسم سے رُوح کا نکلنا کیسا ہوتا ہے. عائلہ اکرام تم میری اندر اُتر کر میرے تن من کو اپنی دیوانہ وار محبت کی خوشبو سے مُعطر کر چکی ہو.

کیا تم عائلہ اکرام سے اپنے میر کی عائلہ زیان حیدر بننا پسند کرو گی. میں نے تمہارے ساتھ پہلے جو بھی ناروا سلوک کیا اُس کے لیے میں تم سے اُس کی

معافی نہیں مانگوں گی بلکہ آگے کی زندگی میں اُس ہر بات کی تلافی سود سمیت کروں گا۔"

زیان نے اپنی بات مکمل کرتے عائلہ کے ہاتھ کی پُشت پر اپنے ہونٹ رکھ دیے تھے۔

عائلہ نے زیان کے اتنے خوبصورت اظہار پر خود کو ہواؤں میں اُڑتا محسوس کیا تھا۔ اتنا حسین لمحہ نہ پہلے کبھی اُس کی زندگی میں آیا تھا۔ اور نہ ہی کبھی آگے آسکتا تھا۔ عائلہ کو اپنے وجود میں سکون سا سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔ اُس کے دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ وقت یہیں تھم جائے اور وہ اپنی آگے کی زندگی اِسی طرح زیان کا ہاتھ تھامے گزار دے۔ مگر جلد ہی اپنی زندگی کی تلخ حقیقت یاد آتے ہی عائلہ حواسوں میں لوٹ آئی تھی۔

عائلہ نے اپنے اندر کے احساسات کو دل میں ہی چھپاتے بے تاثر چہرے کے ساتھ زیان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا.

عائلہ کی حرکت پر زیان نے اُلجھ کر اُس کی جانب دیکھا تھا. عائلہ جس طرح صبح سے اُسے اگنور کر رہی تھی. اور اب جیسے آنکھوں میں بے گانگی لیے اُسے دیکھ رہی تھی. زیان کو کچھ غیر معمولی ہونے کا احساس دلا گیا تھا.

" واٹ ہیپنڈ عائلہ. تم اِس طرح سے بی ہیو کیوں کر رہی ہو. ایوری تھنگ اِز آل رائٹ. "

زیان نے نا سمجھی سے عائلہ کی جانب دیکھا تھا. جو زیان کی بات پر بے ساختہ ہنسنے لگی تھی.

میر زیان حیدر بس اتنی ہی تھی تمہاری اکڑ تمہارا غرور. بہت بڑی بڑی "
باتیں کی تھیں نا اُس دن میر ابڑھایا ہوا ہاتھ بے دردی سے جھٹکتے مجھے سب
کے سامنے بے عزت کرتے ہوئے. کہ مجھ جیسی بے باک اور بے حیا لڑکی
تمہاری چوائس کبھی نہیں ہو سکتی. میں دنیا کی آخری لڑکی ہوئی تو بھی تم میری
طرف دیکھنا پسند نہیں کرو گے. تو پھر کیا ہوا اب وہ ساری باتیں کہاں گئیں.
. پھنس گئے نا تم بھی اُن عام مردوں کی طرح میری اداؤں کے جال میں

اچھے لگے تھے تم مجھے. مگر اتنے بھی نہیں کہ تمہاری خاطر عائلہ اکرام پاگل
ہو جائے. اُس دن جس طرح تم نے مجھے ریجیکٹ کرتے. مجھے لفظوں کی مار
ماری تھی. میں نے سوچ لیا تھا. تمہاری یہ اکڑ ختم کر کے تمہیں اپنے جھوٹے
پیار میں پھنسانے کے لیے جس حد تک جانا پڑا جاؤں گی. چاہے اُس کے لیے
مجھے اپنی جان بھی داؤ پر لگانی پڑے. تم جسے میری سچی محبت سمجھ رہے ہو. وہ
میری محبت نہیں میری ضد تھی. تمہاری ذات کا گھمنڈ توڑنے کا غرور. تو دیکھ

لو آج میری ضد پوری ہو چکی ہے. میر زیان حیدر میری جھوٹی محبت کے جال میں پھنس چکا ہے. مجھے بہت مزا آرہا ہے آج. بہت خوش ہوں میں آج. اور جس طرح تم نے مجھے ریجیکٹ کیا تھا. آج میں تمہیں ریجیکٹ کرتی ہوں. جتنا تم نے مجھے بے عزت کیا ہے. محبت تو دوڑ کی بات ہے. مجھے اب تم سے نفرت ہو چکی ہے. آئی ہیٹ یو میر زیان حیدر".

عائلہ زیان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سرد مہری سے کہتی وہاں سے پلٹی تھی.

یہ سب بولتے اُس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا. زیان کی آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی دیکھ عائلہ کو اتنی تکلیف ہو رہی تھی کہ جیسے کسی نے اُس کی شہ رگ پر چھڑی چلا دی ہو.

عائلہ کو وہاں سے مڑتا دیکھ زیان نے طیش کے عالم میں اُس کا بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑتے پاس رکھی کرسی پر گرا دیا تھا. عائلہ نے اُٹھنا چاہا تھا. لیکن اُس سے پہلے ہی زیان نے چیئر کی ایک جانب عائلہ کے قریب اپنا پیر رکھتے عائلہ کا چہرا ٹھوڑی سے تھام کر اپنے قریب کرتے اُس پر جھک آیا تھا .

" کیا بکواس کر رہی ہو تم. تم میرے سامنے آکر ہر بار کوئی بھی ڈرامہ کرو گی اور تمہیں لگتا ہے میں اُس ہر یقین کر لوں گا. مانتا ہوں تم سے محبت ہو چکی ہے مجھے. جس کی شدت بہت زیادہ ہے. مگر پیار میں اتنا اندھا نہیں ہوا میں کہ تمہاری ہر بات پر یقین کر لوں گا. جلدی بولو. تمہاری ابھی کی. کی گئی اتنی فضول بکواس کے پیچھے کیا ریزن ہے ." .

زیان کا چہرا عائلہ کے اتنے قریب تھا کہ عائلہ کو اُس کی سانسیں اپنی سانسوں سے اُلجھتی محسوس ہو رہی تھیں. اُس جیسی بولڈ لڑکی بھی اِس وقت اپنے

محبوب ترین شخص کی اتنی قربت پر شرم وحیا کے مارے بُری طرح
.بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی

.شدید غصے میں بھی زیان اُس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ چکا تھا

عائلہ بہت زیادہ ایکٹنگ کے باوجود بھی اِن رنگوں کو اپنے چہرے پر آنے سے نہیں روک پائی تھی. عائلہ زیان کے آگے بُری طرح بے بس ہو رہی تھی.
وہ نہ ہی اُس کے آگے سے ہٹ سکتی تھی. اور نہ ہی اپنے آشکار ہوتے جذبات کو چھپا پا رہی تھی. زیان اُس کے اتنے قریب تھا. کہ اگر وہ زرا سا بھی ہلتی تو اُس کا چہرا زیان کے چہرے سے ٹکرا جاتا. اور اِس وقت وہ ایسی کوئی قیامت
.افورڈ نہیں کر سکتی تھی

" میں اِس بار کوئی ڈرامہ نہیں کر رہی. بلکل سچ کہہ رہی ہوں. جانے دو مجھے
" . یہاں سے. میں یہاں صرف یہی بتانے آئی تھی

عائلہ زیان کی آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب برتتے بولی. زیان کی گرم سانسوں سے اُسے اپنا چہرا جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا. وہ اُس کی نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی. اُسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ مزید اِسی پوزیشن میں زیان کے قریب رہی تو ضرور پگھل جائے گی. جو کہ وہ کسی صورت ہونے نہیں دینا چاہتی تھی .

" اگر یہ سب ڈرامہ نہیں ہے. تو یوں چوروں کی طرح یہاں وہاں دیکھتے نظریں کیوں چُرا رہی ہو. جیسے ہمیشہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر محبت کا اظہار کیا ہے ویسے ہی اِن میں دیکھ کر اب اپنی نفرت کا اظہار کرنے کی ہمت نہیں ہے تم میں. مجھے پاگل بنانے کی کوشش مت کرو. کوئی بھی انسان

صرف اپنی ضد پوری کرنے کے لیے. کسی اور کی موت اپنے سر کبھی نہیں
لے سکتا." .

زیان نے اب کی بار عائلہ کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُسے
اپنی آنکھوں میں دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا.

جہاں نمی کا ہلکا سا شائبہ موجود تھا. جیسے وہ اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرنے کی
کوشش کر رہی ہو.

"مجھ میں ہمت ہے تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی. میں
ڈرامہ نہیں کر رہی میر زیان حیدر میں سچ میں تم سے محبت نہیں کرتی. اور
میں باقی انسانوں کی طرح بلکل نہیں ہوں. میرے لیے میری ضد پوری کرنا

زندگی اور موت سے بھی کہیں اُوپر ہے. اور تمہیں اپنی جھوٹی محبت کا یقین دلانے کے لیے میں نے وہ سب کیا ."

عائلہ نے اندر سے کمزور پڑنے کے باوجود بھی اپنے لہجے کو پختہ اور اٹل رکھا تھا.

مگر عائلہ کی بات کی نفی کرتی اُس کی آنکھیں زیان کو اُس کا جواب دے گئی تھیں.

"میری سوچ سے بھی کہیں زیادہ پاگل لڑکی ہو تم. میں نہیں جانتا یہ فضول قسم کا کونسا نیا فتور تمہارے دماغ میں سما گیا ہے. مگر جو بھی ہے. تمہیں میں تین دن کا ٹائم دے رہا ہوں. اپنے اِس پاگل دماغ کا علاج کرو. ورنہ بعد میں میرا طریقہ شاید تمہیں پسند نہ آئے."

زیان عائلہ کو آزاد کرتا اُس کے اُوپر سے ہٹ گیا تھا. جس پر عائلہ ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا وہاں سے اُٹھتی باہر کی جانب بڑھی تھی. وہ جلد از جلد زیان کی بولتی نظروں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی .

لیکن چند قدم چل کر ہی اُسے پھر رُکنا پر گیا تھا. جس کی وجہ اپنا ہاتھ ایک بار پھر اُس دشمنِ جاں کی گرفت میں آجانا تھی. زیان کی جان لیوا قربت اور شدت بھرے لمس پر اُس کی سانسیں بکھری ہوئی تھیں. اور دھڑکنوں کی رفتار کا شمار لگانا ہی مشکل ہو رہا تھا. اب ایک بار پھر زیان کی گرفت پر عائلہ کو اپنی جان مشکل میں پڑتی محسوس ہو رہی تھی. جب وہ اُس کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا. تو اُس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے وہ نجانے کیا کیا حرکتیں کر جاتی تھی. اور آج جب وہ خود قریب آرہا تھا. تو عائلہ کے لیے اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا .

اِس سے پہلے کے عائلہ پلٹتی زیان نے ایک جھٹکے سے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا. جس کے نتیجے میں عائلہ سیدھی زیان کے مضبوط سینے سے جا ٹکرائی تھی. .اُس کے دور ہونے سے پہلے ہی زیان اُن کے گرد بازو حمائل کر چکا تھا

" میں ہر جذبہ بہت ہی ایمانداری سے نبھانے کا عادی ہوں. پہلے جب تم سے نفرت تھی تواُسے بھی پورے دل سے نبھایا. اوراب محبت جس کی شدت باقی سب جذبوں سے کئی گنا زیادہ ہے. سوچ لواُس کو نبھانے کے لیے میں کس حد تک جاؤں گا. پہلے تمہارے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا. مگراب تمہیں خود سے دور کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا. اور نہ ہی تمہیں ایسا کرنے دوں گا. میری معمولی سی نفرت کی جھلک دیکھ کر تم کچھ حد تک تو میرے مزاج سے واقف ہو گئی ہو گی. لیکن یوں سمجھ لو وہ صرف ایک ٹریلر تھا. میری محبت کی پوری پکچر دیکھنا ابھی باقی ہے. مجھے پورا یقین ہے تم جھوٹ

بول رہی ہو. لیکن پھر بھی اگر یہ صرف محبت کا ناٹک بھی تھا. تو اب تم
میرے دل میں محبت کا بیج بو چکی ہو. اب تم مجھ سے نفرت کرو یا محبت رہنا تو
تمہیں میرے ساتھ ہی ہو گا. کیونکہ ضد میں میں تم سے بھی کہیں زیادہ آگے
ہوں. ہاں یہ بعد میں ڈیسائیڈ کروں گا کہ اگر تم واقعی جھوٹ بول رہی ہو تو
.تمہارے اِس دھوکے کی کیا سزا تجویز کروں

اینی ویز تم جتنا مرضی ناٹک کرو تمہاری آنکھیں ساری سچائی بیان کر رہی
ہیں. اِن ہیزل گرین آنکھوں کی یہ بات بہت اچھی ہے کہ یہ کبھی جھوٹ
".نہیں بولتیں

.زیان نے اپنی بات ختم کرتے جھک کر عائلہ کی دونوں آنکھیں چوم لی تھیں

اب تمہارے قریب تب ہی آؤں گا. جب تم مکمل طور پر میری ملکیت "
میں آجاؤ گی. اور ہاں اگر آج کے بعد میں نے تمہیں اِس بے ہودہ لباس میں
". دیکھا تو اچھا نہیں ہو گا

زیان عائلہ کو اپنے کوٹ سے اچھی طرح کور کرتے اُس کو اپنے حصار سے
آزاد کرتا دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا. زیان کی بات سن کر اور اُس کے ہونٹوں کا
مرہم اپنی آنکھوں پر محسوس کرتے عائلہ سے چند قدم چلنا بھی دشوار ہو چکا
. تھا

نجانے کتنی ہمت جمع کرتے وہ جلدی سے اُس کی آنکھوں سے اوجھل ہوئی
. تھی

". پاگل لڑکی "

زیان اُسے دور جاتا دیکھ ہولے سے بڑبڑاتے وہیں چیئر پر ڈھیر ہوا تھا. اُسے یہ بات اچھا خاصہ الجھنے پر مجبور کر رہی تھی کہ آخر عائلہ کو ہوا کیا ہے. وہ ایسا بی ہیو کیوں کر رہی ہے. اُس نے اپنے لیے اِس لڑکی کا جو پاگل پن دیکھا تھا. وہ جھوٹ یا دھوکہ بلکل نہیں تھا. جس طرح وہ حواسوں میں نہ ہوتے ہوئے بھی اُس کا نام پُکارتی تھی. وہ سب جھٹلائے جانے کے قابل بلکل بھی نہیں تھا.

اِس سب کے پیچھے جو ریزن بھی تھا. زیان اُسے جلد از جلد معلوم کرنے کا سوچتے وہاں سے اُٹھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

وہ دیکھیں زیان بھی آ گیا. اب خود اُسی سے پوچھ لیں ساری بات. یہی آپ "
". لوگوں کو مطمئن کرے گا

ہشام کو اندر داخل ہوتا دیکھ سلمان صاحب نے ڈرائنگ روم میں موجود سب گھر والوں کو مخاطب کرتے اُس کی جانب اشارہ کیا تھا. جو سب اِس وقت عجیب سی سچویشن کا شکار تھے. ہشام کے نکاح کی خبر نے اُن سب کو ہی اپنی جگہ ہلا کر رکھ دیا تھا. سائرہ بیگم شدید غصے اور پریشانی کے عالم میں واسع کے ساتھ گردیزی وِلا میں پہنچ چکی تھیں.

ہشام سب کو باآواز بلند سلام کرتا حمدان صاحب کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا تھا. شائستہ بیگم پریشانی کے عالم میں اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں. جس کے فیصلے سے وہ بھی ناواقف تھیں.

ہشام کیا ہے یہ سب. ہم سب جانتے ہیں تمہارے لیے تمہاری جاب "
تمہارا پیشن ہے. لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اپنے ایک معمولی سے کیس
". کی خاطر اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ کر جاؤ گے

سائرہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالیں. ہشام گردیزی خاندان کا
سب سے قابل, فرمانبردار اور لاڈلا بیٹا تھا. جس سے رشتہ جوڑنے کی خواہش
بہت سی فیملیز کی تھی. ہمیشہ سے وہ پورے خاندان میں ہر ایک کے سامنے
اِس فخر کے ساتھ سر اُٹھا کر رہی تھیں. کہ ایس پی ہشام گردیزی اُن کا ہونے
. والا داماد ہے. مگر آج اتنی بڑی خبر سن کر اُن کا اطمینان چھن چکا تھا

پھوپھو جان یہ کوئی معمولی کیس نہیں ہے. اِس سے بہت سے لوگوں کی "
زندگیاں اُن کی خوشیاں جڑی ہیں. اور یہ اہم فیصلہ میں نے بہت ہی سوچ سمجھ
". کر کیا ہے

ہشام نے بہت ہی تحمل سے جواب دیا تھا. باقی سب خاموشی سے اُن کی باتیں سن رہے تھے.

"لیکن مجھے تو نہیں لگتا کہ یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے. ایک دہشت گرد کی بیٹی جسے کوئی اپنے گھر میں ملازمہ بھی نہ رکھے تم نے کچھ وقت کے لیے ہی لیکن اُسے گردیزی خاندان کی بہو کا درجہ دے دیا. بھائی ہشام سے تو میں پھر بھی اُمید کر سکتی ہوں کہ وہ جوش میں آکر ایسا کوئی فیصلہ کر سکتا ہے. مگر آپ سب لوگ ہی کچھ سوچ سمجھ کر کام لیتے."

سائرہ بیگم نے اپنی بات کی لپیٹ میں سب کو لیا تھا. جو جو ہشام کے نکاح میں شریک تھے. واسع کی تو وہ پہلے ہی اچھی خاصی درگت بنا چکی تھیں.

.مِنہا کے بارے میں غلط بولنے پر ہشام کے ماتھے پر سلوٹیں اُبھری تھیں

" سائرہ تم اتنی ٹینشن کیوں لے رہی ہو. ہشام نے اُس لڑکی سے نکاح اُسے اِس گھر کی بہو بنانے کے لیے نہیں کیا بلکہ صرف اُس کی حفاظت کے لیے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے. وہ جلد ہی یہ معاملہ حل ہوتے ہی اُسے چھوڑ دے گا ".

سلمان صاحب نے اُنہیں مطمئن کرنا چاہا تھا. ہشام خاموشی سے اُن کی باتیں سن رہا تھا. شائستہ بیگم کو اپنے بیٹے کی خاموشی کسی بہت بڑے طوفان کی نوید دے رہی تھی.

" میں کچھ نہیں جانتی. ہشام کو آج ہی اُس لڑکی کو طلاق دینی ہو گی. میں اپنی بیٹی کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی نہیں ہونے دوں گی ".

سائرہ بیگم کی بات پر سب کی نظریں ہشام پر اُٹھی تھیں. جس پر کب سے خاموش بیٹھے ہشام نے اپنی چُپ توڑتے وہاں موجود سب نفوس کو ساکت کر دیا تھا.

" میں ایسا کبھی نہیں کروں گا. اُس لڑکی کو میں اپنا نام دے چکا ہوں. اور بہت جلد بیوی کی حیثیت بھی دوں گا. آپ سب کو بھی اُسے میری بیوی اور اِس گھر کی بہو کی حیثیت سے قبول کرنا ہو گا. "

ہشام کی بات پر سب لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا.

" ہشام تم ہوش میں تو ہو. کیا بول رہے ہو. یہ بھی کوئی بات اور وقت ہے مذاق کرنے والا. "

.سب سے پہلے ہوش سلمان صاحب کو ہی آیا تھا

میں مذاق نہیں کر رہا سچ کہہ رہا ہوں. اگر یہ سب آج سامنے نہ بھی آتا تو "
" .میں تب بھی آپ سب لوگوں سے بات کرنے والا تھا

.ہشام بے لچک انداز میں بولا

ہشام لگتا ہے تم بھول رہے ہو. کہ نکاح کے وقت تم نے خود سے اور ہم "
سب سے کیا باتیں کہی تھیں. تم جیسے انسان کو بلکل زیب نہیں دیتا اپنی باتوں
سے پھرنا. فائقہ تمہاری منگیتر ہے. تمہاری شادی اُسی سے ہو گی. اُس لڑکی کو
تمہیں ہر حال میں طلاق تو دینی ہی ہو گی. اگر تمہیں اِس سب کے لیے ٹائم
".چاہیئے تو تم ٹائم لے سکتے ہو

سلمان صاحب نے دبے دبے غصے میں کہتے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا. شائستہ بیگم کی نظریں ہشام پر ٹکی ہوئی تھیں. وہ اِسی لمحے سے ڈر رہی تھیں. جب اُن کا بیٹا اس لڑکی کی خاطر اپنے خاندان کے مقابل آ کھڑا ہو گا

"جی یاد ہے مجھے جو کچھ بھی میں نے کہا تھا. اور جہاں تک بات ہے اپنے کہے سے پلٹنے کی تو میرے خیال میں کسی کو ناحق طلاق دے کر اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ کام کرنے سے بہتر میں اُس دن بے وقوفی میں کہی اپنی باتوں سے پلٹ جاؤں. وہ لڑکی میرے نکاح میں ہے اور میری غیرت کسی صورت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ اُس سے اپنا نام چھین لوں. اور جہاں تک رہی فائقہ کی بات تو بہت اچھی لڑکی ہے وہ اُسے مجھ سے کہیں زیادہ اچھا لڑکا مل جائے گا. میں اپنی بیوی کو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے."

حمدان صاحب بلکل خاموشی سے اپنے بیٹے کو یہ جنگ لڑتے دیکھ رہے تھے.
یہ بات تو سب فیملی والے جانتے تھے کہ مزاج اور اپنے فیصلوں کی پختگی اور
کسی حد تک ضد میں ہشام اپنے تایا سلمان سے بھی بہت آگے تھا. اِس خاندان
. میں ہشام ہی تھا جو اُن کے سامنے کھڑا ہو سکتا تھا

"لیکن مجھے تمہارا یہ فیصلہ کسی صورت منظور نہیں ہے. میں تمہیں کچھ
وقت دے رہا ہوں. جس میں اپنے فیصلے پر اچھی طرح سے غور و فکر کر لو.
. کیونکہ اُس کے بعد جو فیصلہ میں کروں گا. وہ شاید سب پر ہی گراں گزرے
"

سلمان صاحب کو ہشام اپنے بچوں سے بھی زیادہ عزیز تھا. اُنہوں نے ہمیشہ ہر
بات میں ہشام کی مرضی کو ضرور اہمیت دی تھی. یہاں تک کہ اُس دن اُس

کے نکاح والی بات بھی آرام سے مان لی تھی. بلکہ اُس کے ساتھ مل کر باقی سب کو بھی راضی کیا تھا.

مگر آج اُنہیں ہشام کے انداز نے بہت ہرٹ کیا تھا. اگر وہ ایسا ہی چاہتا تھا تو آرام سے آکر پہلے اُن سے بات کر لیتا لیکن آج سب کے سامنے ہشام کے اِس طرح اپنے بلکل اُلٹ چلے جانا اُنہیں بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا.

سلمان صاحب وہاں سے اُٹھ کر جا چکے تھے.

" دیکھ لیا بھابھی آپ سب نے جو لڑکی ابھی یہاں آئی ہی نہیں. وہ کیسے پہلے ہی اِس گھر کی بنیاد ہلانے کی کوشش کروا رہی ہے. اُس نے کچھ دنوں میں ہی ہمارے بیٹے کو اپنے جال میں پھنسا لیا. ایسی بے شرم لڑکیاں گردیزی خاندان کی بہو بننے کے لائق بلکل بھی ....."

سائرہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا. اُس انجان لڑکی کا گلا ہی دبا دیں. لیکن اُن کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہشام نے اُنہیں ٹوک دیا تھا .

" پھوپھو جان پلیز میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں. اور اُس سے بھی کہیں زیادہ ناپسند ہے مجھے میری بیوی کی ڈس ریسپیکٹ کیے جانا. سو پلیز اب اُس کے خلاف کوئی ایک ورڈ بھی غلط مت بولیئے گا. میں برداشت نہیں کروں گا. "

ہشام دو ٹوک انداز میں اُنہیں اچھے سے باور کروا تا وہاں سے نکل گیا تھا. جس کے بعد سائرہ بیگم بھی منہ میں کچھ بڑبڑاتے وہاں سے چلی گئی تھیں .

باقی سب خاموشی سے سر پکڑ کر وہیں بیٹھے رہ گئے تھے. سب کو ایک ہی پریشانی ستا رہی تھی کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے. کیونکہ اِس بار سلمان صاحب کے فیصلے کے سامنے جو کھڑا تھا. وہ اُن سے بھی کہیں زیادہ ضدی تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام کا دماغ اچھا خاصہ خراب ہو چکا تھا. اِس لیے وہ گھر کی بوجھل فضا میں رہنے کے بجائے مِنہا کے پاس آ گیا تھا. تاکہ اپنا موڈ بحال کر سکے. اور ایسا ہی ہوا تھا. مِنہا پر نظر پڑتے ہی ہشام کی ساری ذہنی اور جسمانی تھکاوٹ ختم ہو گئی تھی.

ہشام کے انتظار میں ہی بیٹھے بیٹھے مِنہا وہیں ڈرائنگ روم میں صوفے پر سو چکی تھی. ٹی وی ابھی بھی آن تھا. اور مِنہا کے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ بھی

بس چھوٹنے ہی والا تھا. ہشام نے ٹی وی آف کرتے آگے بڑھ کر مِنہا کے ہاتھ سے ریموٹ لے لیا تھا. قریب آنے پر اُس کی نظریں مِنہا کے سراپے سے اُلجھ کر رہ گئی تھیں.

پنک لباس میں جس کا دوپٹہ مِنہا کی گود میں گر چکا تھا. گلابی نرماہٹوں سے سجے چہرے کے ساتھ گھنیری پلکوں کی باڑ گرائے وہ ہشام کے ہوش ٹھکانے لگا گئی تھی. مِنہا کے کھلے بال اُس کے چہرے کے گرد بکھرے ہشام کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے. ہشام نے اُس کے بالوں کو اِس بات کی اجازت بلکل بھی نہ دیتے ہاتھ بڑھا کر سیاہ نرم زلفوں کو اُس کے چہرے سے پیچھے کر دیا تھا. جیسے اُنہیں یہ باور کروایا گیا ہو کہ اِس چہرے کو چھونے کا حق صرف اُس کا ہے.

ہشام نہیں چاہتا تھا کہ مِنہا کو روم میں لے کر جانے سے اُس کی نیند خراب ہو اِس لیے کمبل لینے کے لیے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا. واپس آکر ہشام نے پہلے مِنہا کی ایک جانب ڈھلکی گردن سیدھی کی اور پھر اُس پر اچھے سے کمبل اوڑھا دیا تھا. ہشام جیسے ہی مڑنے لگا مِنہا کی گردن پھر صوفے کی بیک سے نیچے ڈھلک گئی تھی. جس پر مسکراتے ہشام اندر جانے کا ارادہ ترک کرتے منہا کے ساتھ جا بیٹھا تھا. مِنہا کے گرد اپنے بازو کا حصار قائم کرتے ہشام نے اُس کا سر اپنے کندھے پر رکھ دیا تھا. مِنہا جو ٹھنڈ کی وجہ سے سکڑی سمٹی پڑی تھی. ہشام کی جانب سے گرمائش ملتے ہی نیند میں مزید اُس کے قریب ہو گئی تھی.

مِنہا کو خود میں چُھپتا دیکھ ہشام کے ہونٹوں کو دلفریب مسکراہٹ چھو گئی تھی. اُسے یوں ہی وارفتگی سے دیکھتے ہشام نے دونوں کے گرد اچھے سے کمبل لپیٹتے مِنہا کے بالوں پر اپنی پیشانی ٹکاتے آنکھیں موند لی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صبح چھ بجے کے قریب مِنہا نے نیند سے بیدار ہوتے آنکھیں کھول دی تھیں. اپنے ماتھے پر کسی کی گرم سانسیں محسوس کرتے مِنہا کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا. اِتنا تو وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ اِس گھر میں ہشام کے علاوہ کوئی اور انٹر نہیں ہو سکتا تھا.

جیسے ہی اُس کے حواس پوری طرح بیدار ہوئے مِنہا نے خود کو پوری طرح سے ہشام کے حصار میں قید پایا تھا. ہشام کے اتنے قریب ہونے پر مِنہا کا چہرا شرم سے سُرخ پڑا تھا. اور زیادہ خجالت تو اُسے اُس وقت محسوس ہوئی جب اُس نے اپنا بازو ہشام کے سینے کے گرد لپٹے دیکھا. مِنہا نے فوراً سے اپنا بازو پیچھے کھینچ لیا تھا. اور آہستگی سے اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا. لیکن ہشام کا

کسرتی بازو اپنے اُوپر سے ہٹانے کی کوشش میں ہی منہا کے پسینے چھوٹ چکے تھے. مِنہا کسی طرح سے بھی ہشام سے دور نہیں ہو پا رہی تھی. کیونکہ اُس کے لمبے بال ایک سائیڈ سے ہشام کے پیچھے دبے ہوئے تھے.

مِنہا نے چہرا موڑتے بے بسی سے ہشام کی جانب دیکھا تھا. جو آنکھیں موندے اُسے گہری نیند میں لگا تھا. ہمیشہ اُسے دیکھنے سے اجتناب برتنے والی مِنہا اِس وقت اُس کے بہت زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے اُس کے بے حد وجیہہ چہرے سے اپنی نظریں ہٹا نہیں پائی تھی. ہر وقت اکڑ دیکھانے والا اُس کا سٹریل پولیس والا اِس وقت سویا ہوا اُس کے دل کے تار بُری طرح چھیڑ گیا تھا. مِنہا اپنی ساری شرم و جھجک سائیڈ پر رکھتی اپنے دل کی خواہش پر اُسے والہانہ نظروں سے دیکھے گئی تھی. اُسے ہر بار کی طرح اِس وقت بھی فائقہ کی قسمت پر رشک آیا تھا. کہ جس کی قسمت میں ہشام گردیزی جیسا شاندار مرد تھا. مِنہا اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر افسردگی سے مسکرادی تھی. جو چاہنے

کے باوجود اِس شخص کو پانے کی دعا بھی نہیں کر سکتی تھی. کیونکہ محبت کی کونپل دل میں کھلنے کے ساتھ ساتھ وہ اِس کے نہ ملنے کے درد سے بھی آشنا ہو چکی تھی. وہ اپنی خوشی کی خاطر کسی اور لڑکی کی خوشیاں چھیننا نہیں چاہتی تھی. جس کا اُس کے مطابق ہشام پر پہلا حق تھا. مِنہا کا ہشام کے مضبوط حصار سے نکلنے پر زرا برابر بھی دل نہیں چاہ رہا تھا. اُس کا دل کر رہا تھا کہ ہشام کے چوڑے مضبوط سینے پر سر رکھ کر اپنی ساری زندگی گزار دے.

" یار اب میں اتنا بھی شریف نہیں ہوں کہ تم مجھے اتنے قریب بیٹھ کر اتنی محبت سے دیکھو گی اور میں کوئی گستاخی نہیں کروں گا. "

مِنہا اپنی سوچوں میں گم یک ٹک ہشام کو تکے جا رہی تھی. جب اُس کے اِس طرح اچانک آنکھیں کھول کر مسکرا کر کہنے پر مِنہا کی چیخ نکل گئی تھی.

.مِنہا کے یوں سہم جانے پر ہشام کا قہقہ بر آمد ہوا تھا

" .اتنے بہادر پولیس والے کی بیوی اتنی ڈرپوک ہے "

.ہشام نے بے اختیار جھک کر اُس کے آدھ کُھلے نچلے ہونٹ کو چوم لیا تھا

ہشام کے لمس پر مِنہا کا سارا خون اُس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا. وہ ہشام کی اتنی جرأت پر بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھے گئی تھی. اُس نے جلدی سے ہشام کے حصار سے نکلنا چاہا تھا. مگر اُس کی اتنی مزاحمت کے .باوجود ہشام کا بازو ٹس سے مس بھی نہ ہوا تھا

" دیکھیں پلیز آپ کو میرے اتنے قریب آنے کا کوئی حق نہیں ہے. اور نہ ہی میں آپ کو ایسی کوئی اجازت دیتی ہوں. سو چھوڑیں مجھے. میں مزید یہ سب برداشت نہیں کروں گی ."

مِنہا اپنے لہجے کو بہت مضبوط بناتے ہوئے غصے سے بولی. اور ہمیشہ کی طرح اُس کا غصہ لہجے سے تو نہیں مگر اُس کے سخت بنانے کی کوشش کیے گئے ایکسپریشنز سے اپنی ہلکی سی جھلک دیکھا رہا تھا.

" اوہ ریئلی مجھے حق نہیں ہے. میڈم تم پر تم سے بھی زیادہ میرا حق ہے. اور تمہارے قریب آنے کی اجازت لوں گا وہ بھی میں اور تم سے. اچھا مذاق ہے ."

ہشام اُس کی بات کا مذاق بناتے شوخی سے بولا.

میری جان ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے. اور تمہاری برداشت ختم"
" . ہو گئی. جب میں نے اپنا حق وصول کرنا چاہا پھر کیا کرو گی تم

ہشام نے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے بے باکی سے اُسے اپنا حق سمجھانا چاہا تھا. اور ساتھ ہی جھک کر مِنہا کی ٹھوڑی پر موجود گڑھے پر ہونٹ رکھتے اُس کی جان مزید مشکل میں ڈال دی تھی .

مِنہا کے لیے کچھ بھی بولنا بہت دشوار ہو گیا تھا. ہشام کے الفاظ اور ہونٹوں کے لمس کے ساتھ ساتھ اُس کا ہاتھ نرمی سے اپنے بالوں میں رینگتے محسوس کر کے مِنہا کی جان حلق میں اٹک چکی تھی .

" آپ نے نکاح کرنے سے پہلے مجھے کہا تھا کہ ہم دونوں کا ایک دوسرے پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہو گا. اب آپ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے یہ غلط ہے".

.مِنہا کا کمزور سا احتجاج ایک بار پھر سامنے آیا تھا

" میں اپنے کہے سے پیچھے ہٹ نہیں رہا بلکہ ہٹ چکا ہوں میری جان. اور اپنے حلال رشتے کو نبھانا غلط بلکل بھی نہیں ہے. "

ہشام نے اپنے انگوٹھے سے اُس کے گال کی نرماہٹ محسوس کرتے خمار آلود لہجے میں کہا تھا.

مِنہا کو تو لگ رہا تھا کہ کل نکاح کی حقیقت سب کے سامنے آجانے پر شاید اپنی فیملی کے پریشر میں آکر اُسے چھوڑ دے مگر یہاں تو کایا ہی پلٹ ہوئی پڑی تھی. ہشام تو پہلے رکھا جانے والا لحاظ بھی ختم کر چکا تھا.

مِنہا ہشام سے کل کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی. لیکن ابھی ہشام کے تیور دیکھ اُسے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کوئی سیدھا جواب دے گا.

" مجھے نماز پڑھنی ہے پلیز جانے دیں. "

مِنہا نے آخر کار ہار مانتے اُس سے ملتجی لہجے میں کہا تھا.

"اوکے مائی کیوٹ وائف. لیکن میری ایک بات اپنے ذہن میں بیٹھالو. ایس پی ہشام گردیزی تم پر بُری طرح فدا ہو چکا ہے. جس کی قید سے اب تم زندگی بھر آزاد نہیں ہو سکتی. تم صرف میری ہو اور ہمیشہ میری ہی رہو گی".

ہشام جھک کر ایک استحقاق سے بھرپور لمس اُس کے گال پر چھوڑتا اُس کے پاس سے اُٹھتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

ہشام کو روم میں بند ہوتے دیکھ کر مِنہا نے بے جان ہوتے صوفے کی بیک سے سر ٹکا دیا تھا.

یہ شخص تو اپنے لیے دیے انداز سے پہلے ہی اُسے اپنا اسیر کر چکا تھا. مِنہا کے مسلسل مخالفت کرنے کے باوجود بھی اُس کا دل بغاوت کرتے ہشام

گردیزی کو اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ خود میں بسا چکا تھا. اب ہشام کا
. یہ نیا انداز اُس نازک جان پر الگ ہی قیامت ڈھا گیا تھا

ہشام کا یوں استحقاق جماتا انداز مِنہا کے دل کے ایک کونے میں خوشیوں کی
بہار لے آیا تھا. مگر دوسری طرف بہت سارے خدشات نے بھی سر اُٹھا لیا
. تھا. جو اُسے پوری طرح خوش نہیں ہونے دے رہے تھے

مِنہا کو لگ رہا تھا کہ ہشام کے خاندان والے اُسے کبھی قبول نہیں کریں گے.
اور ہشام بھی آخر کب تک لڑے کا اُس کی خاطر اپنے گھر والوں سے. ہشام کو
اپنی فیملی سے بہت پیار تھا. ایک دن اُن کے پریشر میں آکر وہ اُسے چھوڑ دے
. گا. اور مِنہا اُس مقام پر خود کو لانا ہی نہیں چاہتی تھی

مِنہا کے دماغ میں یہ بات بھی چل رہی تھی کہ فائقہ اور ہشام کی منگنی اتنے ٹائم سے رہی تھی. ہشام کے دل میں فائقہ کا کوئی مقام تو ضرور ہو گا. اور فائقہ کی آنکھوں میں تو خود اُس نے ہشام کے لیے والہانہ چاہت دیکھی تھی. یہ سب باتیں مل کر مِنہا کو عجیب سے احساسات کا شکار کر رہی تھیں. اور یہی سارے خدشات مل کر اُسے ہشام کا بڑھایا گیا محبت بھرا ہاتھ تھامنے سے روک رہے تھے. مِنہا اپنے پاپا جانی جو کبھی اُس کا فخر ہوا کرتے تھے. آج اُن کے حوالے کی وجہ سے ہی احساسِ کمتری کا شکار تھی. خود میں کوئی خامی نہ ہونے کے باوجود وہ خود کو ہشام جیسے عزت دار خاندان سے تعلق رکھنے والے شخص کے قابل نہیں سمجھ رہی تھی.

مِنہا کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہشام صرف وقتی جذبات کے تحت اُس کے قریب آ رہا ہے. جس کی بڑی وجہ رفیق نیازی ہے. ہشام جیسے انسان کی غیرت کبھی گوارہ نہیں کرے گی کہ وہ اپنے نکاح میں موجود لڑکی کو چھوڑ کر

کسی اور کے حوالے کر دے. منہا اپنی ہی سوچوں پر اچھی خاصی جھنجھلا چکی تھی.

ہشام اِس بات سے بلکل بے خبر تھا کہ جس لڑکی کی خاطر وہ اپنے پورے خاندان سے لڑ کر آ رہا ہے. وہ اُس کے حوالے سے کس قدر بد گمان ہے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بلال مجھے تمہارے اِن فالتو سوالوں کا کوئی جواب نہیں دینا. جو پوچھا ہے وہ بتاؤ. مجھے کل آئر پورٹ چھوڑنے آؤ گے یا میں خود ہی کچھ مینج کروں. "

عائلہ اپنے مخصوص انداز میں اُس کی باتوں پر غصے سے دانت پیستی تڑخ کر بولی. عائلہ نے اُس دن زیان سے ملنے کے بعد ہفتے کے بجائے تین دن بعد

کی ٹکٹس بک کروالی تھیں. کل اُس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاکستان چھوڑ کر
. چلا جانا تھا

" عائلہ وہ تو میں ضرور آؤں گا. مگر آخر ہوا کیا ہے. تم اِس طرح اچانک
" . کیوں جا رہی ہو. کیا بات ہے. اگر کوئی پرابلم ہے تو پلیز مجھ سے شیئر کرو

بلال کو عائلہ کی اِس طرح اچانک بنا کسی کو بتائے بغیر پاکستان چھوڑ کر جانے
. والی بات ہضم بلکل بھی نہیں ہو رہی تھی

" زیادہ میرے دادا ابا بننے کی ضرورت نہیں ہے. جتنا کہا ہے اُتنا کرو. اور
" . خبردار جو کسی کے آگے بھی اپنا منہ کھولا تو میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں

عائلہ بلال سے بات کرتی گاڑی میں آ بیٹھی تھی. اور کچھ دیر مزید اُس سے بات کرنے کے بعد عائلہ نے کال بند کر دی تھی. جب ایک بار پھر اُس کے موبائل پر زیان کا نام جگمگایا تھا. مگر اپنے دل پر پتھر رکھتے مِنہا نے موبائل ساتھ والی سیٹ پر اُچھال دیا تھا.

زیان صبح سے نجانے کتنی بار کال کر چکا تھا. مگر ہر بار عائلہ ایسے ہی جواب دے رہی تھی.

اُس نے بہت مشکل سے خود سے لڑ کے اتنی ساری ہمت جمع کی تھی. زیان سے بات کر کے اُسے دیکھ کے وہ ایک بار پھر کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی. اِس لیے اُس نے سوچ لیا تھا کچھ بھی ہو جائے وہ کسی صورت زیان کا سامنا نہیں کرے گی. اور جلد از جلد یہاں سے نکل جائے گی.

عائلہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب اچانک اُسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی گاڑی اُس کا پیچھا کر رہی ہے. عائلہ نے مرر سیٹ کرتے جیسے ہی غور سے پچھلی گاڑی میں بیٹھے نفوس کو دیکھا اُس کا دل زور سے دھڑک اُٹھا تھا. زیان غصے بھرے سخت تاثرات چہرے پر سجائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا. روڈ پر ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ قریب نہیں آ پا رہا تھا.

عائلہ نے ٹریفک والے ایریے سے نکلتے ہی گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے آگے بڑھا دی تھی. زیان نے مزید غصے سے بھڑکتے اپنی گاڑی کی سپیڈ اُس سے بھی ڈبل کر دی تھی.

اور کچھ ہی لمحوں میں اُسے کراس کرتے زیان نے ایک جھٹکے سے گاڑی عائلہ کا راستہ روکتے بلکل سامنے آ کھڑی کی تھی. جس پر عائلہ نے فوراً سپیڈ کنٹرول

کرتے بروقت بریک لگائی تھی. کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو اُس کی گاڑی زیان سے ٹکرا جاتی اور ایسا تو وہ مر کر بھی نہیں ہونے دے سکتی تھی.

زیان اپنے پورے غیض و غضب کے ساتھ طیش کے عالم میں عائلہ کی جانب بڑھا تھا. جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولتے زیان نے اُس کا بازو پکڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالا تھا. اور گاڑی کی بونٹ پر پٹختے زیان اُس کے ارد گرد بازوؤں ٹکاتے اُسے اپنے حصار میں لیا تھا.

عائلہ زیان کی جانب دیکھنے سے اجتناب کرتے بلکل نظریں جھکائے ہوئے تھی.

تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی کیا. میں نے کہا تھا نا. کہ مجھے تمہارا "
اگنور کیا جانا سخت ناپسند ہے. اور دو دن سے میں نجانے کتنی بار کال کر چکا
". ہوں. کیوں نہیں ریسیو کی تم نے میری کال

.عائلہ کو ابھی بھی نظریں نہ ملاتے دیکھ زیان کا دماغ خراب ہوا تھا

" . میں نے ضروری نہیں سمجھا اِس لیے "

.عائلہ کی نظریں پیروں پر ٹکی ہوئی تھیں

" . عائلہ اکرام یہ سب مت کرو. بہت بھاری پڑ سکتا ہے. یہ سب تم پر "

زیان کی نظریں اُس کے خوبصورت نقوش پر پھسل رہی تھیں. اُس کا حلیہ دیکھ زیان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی. عائلہ اُس کی دی جانے والی وارننگ کے زیرِ اثر آج اپنے بے باک لباس کے بجائے ڈھیلی ڈھالی لائٹ براؤن لانگ شرٹ اور پلازو میں ملبوس تھی. اور حیرت انگیز طور پر آج تو اُس نے دوپٹہ بھی لے رکھا تھا.

زیان کو اب احساس ہو رہا تھا. کہ یہ لڑکی واقعی پیار کی بھوکی تھی. جو پیار کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتی تھی.

"میر زیان حیدر جتنا بُرا میرے ساتھ ہو چکا ہے. اُس سے زیادہ بُرا اور کچھ نہیں ہو سکتا. اور تمہیں میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ تم میرے لیے بلکل بھی ضروری نہیں ہو. وہ صرف ایک ضد تھی جو کہ میں پوری کر چکی ہوں. اب مجھے تم سے اور اُس برائے نام محبت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے. اور تمہارے

الفاظ میں تمہیں ہی لوٹاتی ہوں. جیسے کچھ ٹائم پہلے تمہیں میرے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا. ویسے ہی میں بھی کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے بھی میر زیان حیدر کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ".

عائلہ اپنی مُٹھیاں بھینچ کر خود پر قابو پاتے زیان کی آنکھوں میں جھانک کر بولی تھی.

اُس کی بات پر بنا کچھ بولے زیان خاموشی سے اُسے دیکھی گیا تھا.

زیان دو دن سے یہ سوچ سوچ کر تھک گیا تھا. کہ آخر عائلہ ایسا کیوں کر رہی ہے. اتنا تو اُسے یقین تھا کہ عائلہ جو بھی بول رہی ہے وہ سب جھوٹ ہے. وہ آج بھی اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے وہ ہی والہانہ چاہت دیکھ سکتا تھا جو پہلے دن سے دیکھی تھی. جو دھوکہ اور فریب تو کسی قیمت پر نہیں ہو سکتی تھی.

وہاں کھڑے کھڑے اچانک عائلہ کو اپنے سر میں درد کی ٹیسیں اُٹھتی محسوس ہوئی تھیں.

لڑکھڑا کر گرنے سے بچنے کے لیے عائلہ نے زیان کا بازو تھام لیا تھا. مگر اُس کو اتنا شدید سر درد تھا کہ کچھ نہ سمجھتے عائلہ نے آگے بڑھ کر زیان کے چوڑے سینے پر اپنا سر رکھ دیا تھا.

اُس کے سینے سے لگ کر کھڑی دونوں ہاتھوں سے اس کی شرٹ سینے سے جکڑے وہ زیان کو کوئی معصوم سی چھوٹی بچی لگی تھی. جو اِسی طرح اُس کے سینے سے لگ کر رہنا چاہتی تھی. مگر کوئی چیز اُسے زیان سے دور جانے پر مجبور کر رہی تھی. زیان کو اُسی بات کا پتا لگوانا تھا. اُس نے عائلہ کے گرد اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار باندھتے اُسے اپنے ہونے کا احساس دلایا تھا.

" اپنے اندر کا ہر دکھ، درد اور تکلیف بیان کر سکتی ہو تم. آئی پرامس تمہیں
" .ایسے ہی ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھوں گا

زیان نے جھک کر اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی. عائلہ نے زیان کی
.قربت میں خود کو پگھلتا محسوس کیا تھا

" میں نفرت کرتی ہوں تم سے میر. تم بھی کرو نا مجھ سے ویسی ہی نفرت. "
میں بہت بُری لڑکی ہوں. جو صرف نفرت کے قابل ہے. محبت مجھے راس
" .نہیں آتی

زیان کو سینے سے اپنی شرٹ پر نمی سی محسوس ہوئی تھی. عائلہ کے الفاظ اور
.اس طرح رونا زیان کو گہری فکر میں مبتلا کر رہے تھے

میں غلط تھا. نہیں ہو تم نفرت کے قابل. تم سے زیادہ پیاری لڑکی اِس "
پوری دنیا میں نہیں ہے. جو سچے دل کی مالک منافقت سے پاک ہے.
تمہارے میر کو تم سے بے پناہ محبت ہو چکی ہے. جو کبھی نفرت میں نہیں بدل
".سکتی

زیان کو عائلہ کا وجود ہچکیوں کی وجہ سے ہولے ہولے لرزتا محسوس ہوا تھا.
عائلہ کی کی یہ حالت زیان کو تکلیف دے رہی تھی. اور ستم یہ تھا کہ وہ اصل
.بات سے ناواقف تھا اور یہ پاگل لڑکی اُسے کچھ بتانے کو بھی تیار نہیں تھی

زیان کی محبت پر عائلہ کا دل بے اختیار چاہا تھا کہ کاش وہ تلخ حقیقت اُن کے بیچ
نہ آتی تو وہ کبھی اپنے میر سے دور ہونے کا سوچتی بھی نہیں. مگر اب اُسے ایسا
.کرنا تھا. اِس کے علاوہ اُس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا

.عائلہ زیان کی بانہوں کا حصار توڑتی اُس سے دور ہوئی تھی

مجھے ایک دن کی اور مہلت چاہیئے. پھر میں ساری بات کلیئر کر دوں گی. "
" .صرف ایک دن کی مہلت

عائلہ اپنی بھیگی نم پلکیں اُٹھا کر زیان کے وجیہہ چہرے کو آخری بار اپنی
.آنکھوں میں بساتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے مگر اِس بار اگر تم نے کوئی اُلٹی سیدھی حرکت کی تو پھر میری سزا "
" .سے تمہیں کوئی نہیں بچا پائے گا

زیان نے نرم نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے محبت سے وارن کیا تھا. جس پر
.عائلہ اثبات میں سر ہلاتی جلدی سے اُس کی نگاہوں سے اوجھل ہوئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میں نے کہا تھا نا. کہ ہشام بھائی فائقہ سے شادی نہیں کریں گے. وہ اُنہیں
" .پسند نہیں ہے

.بسمہ اپنا کالر پکڑ کر سب کو اپنی بات یاد دلاتی فخر سے بولی

بات یہ نہیں ہے بسمہ. ہشام نے فائقہ سے منگنی کر لی تھی. تو اُس سے "
شادی بھی کر لیتا. اگر ہشام کی زندگی میں وہ دوسری لڑکی نہ آتی. جس سے
ہشام کا نکاح ہوا ہے. اور فائقہ سے بھی کئی گناہ مضبوط تعلق جُڑا ہے. نکاح کی

بہت طاقت ہوتی ہے. جو آرام سے دو بلکل اجنبی دلوں کو آپس میں جوڑ دیتی
ہے. منگنی تو اُس رشتے کے آگے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی "

.امبر بسمہ کی بات کاٹتے ہوئے بولی

اُس دن ہشام اور سلمان صاحب کی بحث کے بعد گردیزی ولا میں عجیب سی فضا پھیل گئی تھی. سائرہ بیگم نے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ اگر ہشام نے اُس لڑکی کو طلاق دے کر فائقہ سے شادی نہ کی تو وہ پورے خاندان سے تعلق توڑ دیں گی. سب نے اُنہیں منانے اور ٹھنڈا کرنے کی بہت کوشش کی تھی. مگر وہ کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھیں .

سلمان گردیزی بھی ہشام سے بہت سخت ناراض تھے. جس نے اُن کو پہلے اعتماد میں لینے کے بجائے ہوں سب کے سامنے شرمندہ کرتے ہوئے بلکل

سائیڈ پر کر دیا تھا. ہشام تو ایسے اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا. کہ اگر پوری دنیا بھی اُس
.کے خلاف ہو جائے تو وہ پھر بھی اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گا

حمدان گردیزی اور شائستہ بیگم اِس معاملے میں بلکل خاموش تھے. اُن کی
خاموشی اِس بات کا ثبوت دے رہی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے اِس فیصلے میں
اُس کے ساتھ کھڑے ہیں. اگر شائستہ بیگم نے مِنہا کو اُس رات پارٹی میں نہ
دیکھا ہوتا تو شاید وہ بھی باقی گھر والوں کی طرح ہشام کی بیوی کے متعلق
عجیب سے خدشات کا شکار ہوتی. مگر اُنہیں کہیں نہ کہیں مِنہا کی معصومیت
اٹریکٹ کر چکی تھی. اور اُنہیں وہ اپنے سخت مزاج اور ٹف پرسنیلٹی کے مالک
.بیٹے کے لیے پسند بھی آئی تھی

".جو بھی ہے مجھے اِس ساری سچویشن پر مزا بہت آ رہا ہے "

کب سے خاموش بیٹھی زویا نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا تھا. زویا کو اپنی بات کے جواب میں سب کی جانب سے زبردست قسم کی گھوری موصول ہوئی تھی.

آج وہ ساری کزنز اپنی فیورٹ جگہ ٹیرس پر بیٹھ کر گھر کے موجود حالات پر تبادلہ خیال کر رہی تھیں. کیونکہ سب ہی یہ جاننے کے لیے بے چین تھے. کہ آخر یہ اُونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا تھا. کون اپنی بات سے پیچھے ہٹے گا ہشام یا پھر سلمان گردیزی. دونوں ایک جیسے مزاج اور طبیعت کے مالک تھے.

" ویسے کیا لگتا ہے تم سب کو. تایا جان اور ہشام بھائی میں سے کون ہار مانے گا. اور پیچھے ہٹے گا اپنی بات سے "

.صبا نے سب کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھتے پوچھا تھا

" تایا جان کے ٹریک ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے تو یہی لگتا ہے کہ وہ کسی قیمت پر ہار نہیں مانیں گے. مگر دوسری طرف ہشام بھائی جس طرح اُس لڑکی کا مضبوط لہجے میں ذکر کرتے سب کے سامنے کسی بھی طرح کے انجام سے بے پرواہ ڈٹ کر کھڑے تھے. وہ یہی ثابت کر رہا تھا. کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اپنی بات سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے. اور اُس لڑکی کو پوری عزت کے ساتھ اِس گھر کی بہو بنا کر رہیں گے ".

رمشا کی بات پر سب نے اُس کی تائید کی تھی. کہ معاملہ ابھی ففٹی ففٹی تھا. مگر ہشام کے یہ مقدمہ جیتنے کے چانسز زیادہ تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ڈائیلاگ مارنے میں سب سے آگے ہے یہ سڑیل پولیس والا. اُس دن تو "
بڑی بڑی باتیں کر رہا تھا نا. اور اب دو دن ہو چکے ہیں. آنا تو دور کی بات ایک
". کال تک نہیں کی

مِنہا غصے سے یہاں وہاں ٹہلتی بھناتی پھر رہی تھی. اگر ایک دن بھی ہشام
اُس کے پاس نہ آتا اور کال نہیں کرتا تو منہا نجانے کتنے ہی وسوسوں میں گر کر
. نجانے کیا کیا سوچ کر اپنے سر میں درد کر دیتی تھی

اِن دو دنوں میں اُس نے نجانے کیا کیا سوچ لیا تھا. اُسے یہی لگ رہا تھا کہ ہشام
شاید اُسے بھول کر اپنی فیملی والوں کی بات مان چکا ہے. اب کبھی اُس کے
پاس واپس نہیں آئے گا. اِس سوچ کے آتے ہی ہشام کے سامنے بڑی بڑی
. باتیں کر جانے والی مِنہا کو اپنی سانسیں رُکتی محسوس ہو رہی تھیں

مِنہا ابھی نجانے اور بھی کیا کیا سوچتی جب اُس کا موبائل بج اُٹھا تھا. فاریہ کا نمبر دیکھ مِنہا مسکرائی تھی. اُس کی فاریہ سے بہت اچھی دوستی ہو چکی تھی. فاریہ اُس کی بوریت کے خیال سے دن میں تقریباً روز ہی اُسے کال کرتی تھی.

" میں بلکل ٹھیک ہوں. مگر بہت زیادہ بور ہو رہی ہوں. تنگ آگئی ہوں یہاں اکیلا بیٹھ بیٹھ کر. "

فاریہ کی آواز سنتے ہی مِنہا پھٹ پڑی تھی. اُس کی جھنجھلائی آواز سن کر فاریہ ہنس دی تھی.

تو چلو پھر شاپنگ پر چلتے ہیں. اپنے مجازی خدا سے اجازت لو. میں تو پوری "
طرح سے ریڈی ہوں تمہاری بوریت ختم کرنے کے لیے. مگر تمہارے اُس
پولیس والے کو تمہارے حوالے سے خود کے علاوہ کسی پر ٹرسٹ ہی نہیں. نہ
ہی کسی کو تمہارے پاس آنے دیتے ہیں. نہ ہی اپنے علاوہ کسی کے ساتھ باہر
". جانے کی اجازت. مگر پھر بھی تم ایک بار پوچھ لو

فاریہ نے فوراً اپنی خدمات پیش کی تھیں. مگر ساتھ ہی ہشام کی شان میں پورا
قصیدہ بھی سنا دیا تھا. فاریہ کے مطابق ہشام مِنہا سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا.
. تبھی اُس کے معاملے میں اتنا پوزیسو تھا

ہمہ اجازت دے ہی نہ دیں. رہنے دیں اُن سے پوچھنے سے بہتر میں یہاں "
". پر ہی ٹھیک ہوں

مِنہا جو شاپنگ کے نام پر ایکسائٹڈ ہوئی تھی. مگر پھر ہشام کے سیدھے دو ٹوک انکار کا سوچ اُداس ہوئی تھی.

"یار تم ایک بار پوچھو تو سہی. کیا پتا مان ہی جائے. اتنا کھڑوس بھی نہیں ہے میرا بھائی."

فاریہ نے اُسے اچھی طرح سے ہمت دلا کر ہشام سے بات کرنے پر راضی کرتے فون بند کر دیا تھا.

پہلے تو مِنہا کی انا اُسے بلکل بھی اجازت نہیں دے رہی تھی کہ اُس بندے کو کال کرے جس نے پچھلے دو دن سے اُس کی خبر بھی نہیں لی تھی. مگر پھر اِسی بہانے ہشام کی آواز سننے اور اُس سے بات کرنے کی خاطر مِنہا نے دل آگے ہار مانتے ہشام کو کال ملا دی تھی.

ہشام جو کسی میٹنگ میں بزی تھا. مِنہا کی کال دیکھتے فکر مند ہوتے کال ریسیو کی تھی. کیونکہ آج سے پہلے وہ ہی اُسے میسج اور کال کرتا تھا. منہا کی جانب سے تو کبھی پہل میں ایک میسج تک نہیں آیا تھا. اِس وقت کال دیکھ اُس کا پریشان ہونا بنتا تھا.

" مِنہا کیا ہوا تم ٹھیک ہو. سب ٹھیک ہے وہاں. "

ہشام نے مِنہا کے کچھ بولنے سے پہلے ہی بے چینی سے بولا تھا.

" میں بلکل ٹھیک ہوں. جتنی آپ کو میری فکر ہے سب پتا ہے مجھے. یہ سب ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے. میں نے صرف یہ کہنے کے لیے کال کی

ہے کہ مجھے فاریہ کے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے. اپنے باہر کھڑے کیے
"۔اِن مُشٹنڈوں کو بولیں مجھے جانے دیں

مِنہا کی نروٹھی آواز سنتے ہشام کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا. جس پر میٹنگ میں بیٹھے سب لوگ حیرت سے اُس کی جانب دیکھنے لگے تھے. ہشام اُن سب کو باہر جانے کا کہتے چیئر پر ریلیکس انداز میں بیٹھ گیا تھا.

دو دن سے وہ رفیق نیازی کے خلاف کیس پر کام کرتے اُس کے خلاف ثبوت اکٹھے کرتے اِس قدر بڑی تھا. کہ ایک منٹ سو بھی نہیں پایا تھا. اور اب تھکاوٹ سے اُس کا بُرا حال تھا. مگر اپنی لاڈلی بیوی کی آواز سنتے وہ ایک دم ریلیکس ہوا تھا. وہ اُس کی خود سے برتے جانے والی لاپرواہی کی طرف دھیان دلاتی اُسے اپنے اندرونی حالات سے کافی حد تک آگاہ کر گئی تھی.

" میری جان جتنی مجھے تمہاری فکر ہے اُتنی کسی کی بھی نہیں ہے. اور کاش تم
یہ بات میرے سامنے بولتی تو اِس کا یقین میں تمہیں عملی طور پر بھی کر کے
". دلاتا

ہشام کے جواب پر مِنہا نے اپنا سر پیٹ لیا تھا. کیا تھا یہ شخص ہر بات میں سے
.کیے اپنی مطلب کی بات ڈھونڈ لیتا تھا

" مجھے کسی بات کا ثبوت نہیں چاہئے. میں نے جو کہا ہے اُس کا جواب دیں
"

.مِنہا کے تپے تپے لہجے پر ہشام کو دور بیٹھے ہی اُس پر بہت پیار آ رہا تھا

"اوکے مادام آپ کا حکم سر آنکھوں پر. آپ جا سکتی ہیں شاپنگ پر. میرے
اُن باہر کھڑے مُشٹنڈوں کی بھلا اتنی جرأت کہاں کہ وہ آپ کو روک
سکیں."

مِنہا سے بات کرتے ہشام کے دو دن کی تھکن جیسے اُڑنچھو ہو چکی تھی. وہ خود
کو ایکدم فریش محسوس کر رہا تھا.

ہشام کی بات پر مِنہا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے موبائل کان سے ہٹا کر
نمبر دیکھا تھا کہ کیا یہ واقعی ہشام ہی ہے نا. وہ اُسے اتنی آسانی سے کیسے
اجازت دے سکتا ہے. مگر یقین آتے ہی مِنہا نے مزید ہشام کی کوئی بات
سنیں بغیر ہی کال کاٹ دی تھی. اور خوشی سے فاریہ کو میسج کرتی چینج کرنے
کے لیے روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

اگلے پندرہ منٹ میں مِنہا ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی. فاریہ نے اُسے شاپنگ مال میں ہی ملنے کا میسج کیا تھا.

گاڑی مال کے پارکنگ میں رکی تھی. جب اُسے فاریہ کا ایک اور میسج ملا تھا.

"ہیو آ نائس اور رومینٹک ڈے ودیورڈیشنگ ہبی."

فاریہ کے میسج پر مِنہا نے نا سمجھی سے سکرین کو گھورا تھا. اِس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی اُس کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہشام نے آگے کو جھکتے ہاتھ بڑھایا تھا. ہشام کو دیکھ مِنہا کے دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں. اُس نے آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے ہشام کی جانب دیکھا تھا. اُس کی خاطر وہ اپنا کام چھوڑ کر یہاں پہنچ گیا تھا.

"آپ.؟ "

.مِنہا نے اُس کا بڑھا ہاتھ اگنور کرتے حیرانی سے اُس کی جانب دیکھا تھا

" میری پیاری وائف کا اگر شاپنگ کا موڈ ہو گا تو میں کیسے اُسے نظر انداز کر
".سکتا ہوں

ہشام نے مِنہا کو مسکرا کر جواب دیتے اپنے بڑھے ہاتھ کو تھامنے کی جانب اشارہ کیا تھا. جس میں مِنہا کو جھجھک محسوس ہو رہی تھی. مگر پھر بہت دقتوں سے ہمت جمع کرتے مِنہا اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ چکی تھی. جس پر ہشام .نے بہت ہی نرمی سے اپنے لب رکھتے اُسے باہر نکالا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زیان اپنے ایک دوست کی عیادت کے لیے ہاسپٹل آیا ہوا تھا. وہ اُس سے مل کر جیسے ہی اُس کے روم سے نکلا اُسے عائلہ روتے ہوئے ڈاکٹر کے روم سے نکل کر باہر کی جانب تیز قدموں سے جاتی نظر آئی تھی.

زیان عائلہ کو وہاں دیکھ بہت حیران ہوا تھا. جہاں تک وہ جانتا تھا عائلہ کو ایکسیڈنٹ سے سر پہ معمولی سی چوٹ ہی آئی تو جو کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھی. ہاں خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے کمزوری اُسے کافی زیادہ ہو گئی تھی. مگر اُس کو بھی ٹریٹمنٹ ہو چکا تھا.

تو عائلہ اب ہاسپٹل میں کیا کر رہی تھی. اور رو کیوں رہی تھی. زیان کو لگ رہا تھا کوئی ایسی بات ہے جو وہ مِس کر رہا ہے. ہاسپٹل سے جانے کے بعد ہی تو

عائلہ کا رویہ چینج ہوا تھا. اُسی کو سوچتے زیان اُسی ڈاکٹر کے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا. جہاں سے عائلہ نکل کر گئی تھی .

" مے آئی کم اِن . "

زیان نے ڈورناک کرتے ڈاکٹر عدیلہ کو متوجہ کیا تھا. جو سر ہاتھوں میں گرائے کسی بہت گہری سوچ میں گم تھیں .

" یس پلیز . "

زیان کو دیکھ ڈاکٹر عدیلہ چونک کر سیدھی ہوئی تھیں .

" آئیں پلیز تشریف رکھیں . "

ڈاکٹر عدیلہ نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا. وہ
.اُسے پہچان چکی تھیں. یہ وہی شخص تھا جو اُس دن عائلہ کو ہاسپٹل لایا تھا

.جس پر زیان گہرا سانس بھرتے اُن کے سامنے آ بیٹھا تھا

ابھی ابھی جو لڑکی یہاں سے نکل کر گئی ہے. عائلہ اکرام مجھے اُس کے "
متعلق جاننا ہے. وہ کیوں آئی تھی یہاں اور یوں روتے ہوئے کیوں نکل کر
" .گئی ہے. کیا پرابلم ہے اُس کے ساتھ

زیان کی بات پر ڈاکٹر عدیلہ نے گہری نظروں سے اُس کا جائزہ لیا تھا. مگر
زیان کے چہرے پر عائلہ کے لیے واضح فکر اُنہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر
.گئی تھی

" کیا میں جان سکتی ہوں. آپ کیوں پوچھ رہے ہیں یہ. کیا لگتے ہیں آپ
عائلہ کے جس کی بنا پر میں آپ کو عائلہ کے پرسنلز میٹر کے متعلق کچھ بھی
بتاؤ. "

.ڈاکٹر کی بات پر زیان ہولے سے مسکرایا تھا

" ابھی تو کچھ نہیں لگتا لیکن بہت جلد اُس کے شوہر کے عہدے پر فائز ہونے
کا ارادہ رکھتا ہوں. بہت محبت کرتے ہیں ہم دونوں ایک دوسرے سے ."

.ڈاکٹر عدیلہ نے زیان کی بات پر جھٹکے سے سر اُٹھاتے اُس کی جانب دیکھا تھا

آئی تھنک میری اتنی بڑی بات سے آپ کو اتنا اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ وہ میری"
.لائف میں کیا مقام رکھتی ہے. اور اُس کی پرسنلز جاننے کا حق رکھتا ہوں میں
"

زیان کی بات پر ڈاکٹر عدیلہ کو اُس کی شکل میں ایک امید کی کرن نظر آئی تھی. وہ جو عائلہ کی ضد کے آگے ہمت ہار کر بیٹھ گئی تھیں. اور یہ شرمندگی کہ روز محشر وہ اپنی عزیز دوست کو کیا منہ دکھائیں گی اُن کو سکون نہیں لینے دے رہی تھی. زیان کا پر یقین انداز دیکھ اُنہیں اپنے سر سے ایک بہت بڑا
.بوجھ سرکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اگر آپ واقعی عائلہ سے سچی محبت کرتے ہیں تو میری یہ بات آپ کی محبت کا بہت بڑا امتحان لینے والی ہے. جس میں سرخرو ہونا شاید آپ کے لیے بہت مشکل ہو جائے. کیونکہ ڈوبتی کشتی پر سواری کرنا کوئی پسند نہیں کرتا ".

ڈاکٹر عدیلہ کی بات پر زیان کی پیشانی پر فکر مندی کی لکیریں مزید گہری ہوئی تھیں. اُس کے دل کو جیسے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا .

" آپ پلیز اگر پہیلیاں بجھوانے کے بجائے مجھے پوری بات بتائیں گی تو زیادہ بہتر ہو گا ". "

زیان کو اُن کا یہ سسپنس اِس وقت زہر لگا تھا .

" بتاؤں گی ساری بات بتاؤں گی مگر اُس سے پہلے کچھ اور بتانا چاہتی ہوں ".

ڈاکٹر عدیلہ زیان حیدر کو جانتی نہیں تھیں. اِس لیے وہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ ساری حقیقت جان کر یہ بے حد وجیہہ شخص عائلہ کی محبت سے دستبردار ہو جائے گا یا واقعی اُس سے سچی محبت کرتا ہے.

اِس لیے اُنہوں نے پہلے عائلہ کی گزری ساری زندگی اُس کے سامنے رکھ دی تھی. اُس کی ماں کو بدکردار کہہ کر گھر سے نکال دیا جانا. باپ کی دوسری شادی کر لینا اور پھر اُن دونوں کا ہمیشہ عائلہ کے ساتھ توہین اور نفرت آمیز رویہ رکھے جانا. عائلہ کا نشہ کرنا لیٹ نائٹ پارٹیز میں جانا. اُس کے اِس حد تک بگڑنے کی ساری وجہ. اُنہوں نے عائلہ کی زندگی کی ہر حقیقت زیان کے سامنے بیان کر دی تھی.

جسے سنتے زیان کو عائلہ کے دکھ سے اپنا دل پھٹتا محسوس ہو رہا تھا. اور اُس کی ہر ملاقات میں کہی جانے والی باتیں یاد آنے لگی تھیں. جس میں روتے ہوئے اُس نے زیان کو بتایا تھا کہ وہ بدکردار نہیں ہے. اور زیان سے محبت کی بھیک مانگتے کیسے اُس نے خود کو اُس کی خاطر پوری طرح سے بدلنے کا یقین دلایا تھا. وہ صرف محبت کی پیاسی تھی. پوری زندگی نفرت سہتے اور کرتے وہ اپنی اصل شخصیت سے نجانے کیا بن چکی تھی.

زیان کی آنکھوں کے گوشوں میں ہلکی سی نمی اٹک گئی تھی. اُس نے سوچ لیا تھا. اُس پیاری لڑکی کو ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھے گا. اب کوئی غم اُس کے قریب نہیں آنے دے گا. اُس پر محبتوں کی ایسی برسات کرے گا کہ وہ اپنی پچھلی زندگی کے سارے غم بھول جائے گی. مگر زیان یہ نہیں جانتا تھا کہ اُس پر اِس سے بھی کہیں زیادہ بڑی قیامت ٹوٹنے والی تھی.

" عائلہ بہت مضبوط لڑکی ہے. جس نے اپنی زندگی کا ہر مشکل پل مسکرا کر
کاٹا ہے. کبھی کسی کو اپنے اندرونی حالات کا اندازہ نہیں ہونے دیا. مگر ایک چیز
نے اُسے توڑ کر رکھ دیا ہے".

ڈاکٹر کی بات پر زیان نے اُن کی جانب ناسمجھی سے دیکھا. جس پر اُنہوں نے
دراز میں پڑی فائل نکال کر زیان کی جانب بڑھا دی تھی.

" یہ کیا ہے ".

زیان نے فائل تھامتے سوالیہ انداز میں اُن کی جانب دیکھا تھا.

" عائلہ کی رپورٹس ہیں یہ. اُسے تھرومبوسس ہے. اُس کے برین میں بلڈ
کلاٹ ہے. جو کہ شروع میں علاج نہ کروانے کی وجہ سے بہت زیادہ بڑھ چکا

ہے. اور اُس کے برین کو بہت کافی ڈیمیج کر چکا ہے. عائلہ کے پاس
". سروائیول کے صرف 20% چانسز موجود ہیں

ڈاکٹر کی بات سن کر زیان کے ہاتھ سے فائل چھوٹ کر نیچے گری تھی. اُسے لگ رہا تھا ڈاکٹر عدیلہ نے یہ بھیانک خبر نہیں سنائی تھی بلکہ کوئی نوکیلا تیز خنجر
.اُس کے سینے میں عین دل کے مقام پر کھونپ دیا تھا

" یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے. عائلہ تو بلکل ٹھیک ہے نا. "
" .اُسے کچھ نہیں ہوا

زیان نفی میں سر ہلاتے یہ تلخ حقیقت ماننے سے انکاری تھا. ضبط کے چکر میں
.اُس کی آنکھیں لال انگارہ ہو چکی تھیں

افسوس کہ ساتھ مگر یہ بلکل سچ ہے. لیکن اُس سے بھی زیادہ افسوس کی "
بات یہ ہے کہ عائلہ اپنے بچنے کے 20% چانسز کو لینا ہی نہیں چاہتی. اُس
نے اپنا علاج کروانے سے صاف صاف انکار کر دیا ہے. اور مجھے کسی کو بھی
". بتانے سے سختی سے منع کیا ہے

ڈاکٹر عدیلہ کی بات پر زیان نے غصے بھری نظروں سے اُن کی جانب دیکھا
. تھا

"وہ تو ہے ہی پاگل لڑکی مگر آپ بھی اُس کی باتوں میں آ گئیں. اینی ویز جو
آپ لوگوں نے کرنا تھا کر لیا. ٹائم ضائع کر کے. اب وہ ہو گا جو میں کروں گا.
". اور عائلہ اکرام کو کچھ نہیں ہونے دوں گا کچھ بھی نہیں

. زیان نیچے گری فائل اُٹھاتے ایک عزم کے ساتھ کہتے وہاں سے اُٹھ گیا تھا

زیان وہاں سے تو ہمت کر کے اُٹھ گیا تھا. مگر اتنا جان لیوا انکشاف سن اُس کا دل دھاڑیں مار مار کر رونے پر کر رہا تھا. اُس کا بس نہیں چل رہا تھا پوری دنیا کو تہس نہس کر ڈالے. خود کو باہر سے مضبوط ظاہر کرتے وہ عائلہ کی تکلیف پر اندر سے ٹوٹ رہا تھا. عائلہ کو بے عزت کیا جانے والا ہر لمحہ یاد کرتے زیان کو خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی. وہ اتنا بے حس اور بے رحم کیسے ہو سکتا تھا. وہ کیسے اُس لڑکی کی سچائی نہیں پہچان پایا تھا. اور ہر بار اُسے اپنے قریب آنے پر پہلے سے بھی زیادہ بُرے الزامات لگا کر خود سے دور جھٹک دیتا تھا.

" تو اِس کا مطلب عائلہ کا وہ سر میں شدید درد ہونا. وہ سب اِسی کی علامت تھا. اوہ میرے خدایا میں اُس سے اتنی بڑی لاپرواہی کیسے برت سکتا ہوں. آج صبح بھی تو وہی حالت ہوئی تھی اُس کی. وہ پہلے ہی اتنے بڑے درد سے گزر رہی تھی. اور میں اُسے مزید تڑپاتا رہا."

زیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنی کوتاہی اور بے رحمی پر خود کو بہت بُری سزا دے ڈالے. مگر اِس وقت اُس کو جوش سے نہیں بلکہ پورے ہوش سے کام لیتے عائلہ کے ساتھ یہ جنگ لڑنی تھی. اپنی عائلہ اپنی محبت کو ہر حال میں بچانا ہو گا. اُس کو کچھ نہیں ہونے دینا تھا.

زیان نے اپنی آنکھوں سے نجانے کب نکل آنے والے آنسو کو بے دردی سے جھٹکتے موبائل اُٹھاتے لندن میں مقیم اپنے دوست جو کہ ایک بہت ہی قابل نیورولوجسٹ سرجن تھا کو کال ملائی تھی. وہ عائلہ کو بچانے کی خاطر کسی بھی مشکل سے لڑنے کے لیے خود کو تیار کر چکا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام کو یہاں دیکھ مِنہا کو بہت خوشی ہو رہی تھی. مگر وہ بنا یہ خوشی ظاہر کیے چہرے پر ناراضگی کے تاثرات سجائے مال میں اُس کے ساتھ داخل ہوئی تھی.

اُس کا دل بہت خوش فہم ہوا تھا کہ ہشام گردیزی اپنے امپورٹینٹ کام چھوڑ کر صرف اور صرف اُس کی خاطر یہاں آیا تھا.

" جہاں تک میں جانتا ہوں تم یہاں شاپنگ کرنے آئی نا کہ اِن سب چیزوں کو گھورنے. اگر مجھ پر اتنا ہی غصہ آ رہا ہے تو ڈائریکٹ مجھ پر اُتارو نا اِن بچاری چیزوں کا کیا قصور ہے".

ہشام کب سے اُسے ایک سے دوسری چیز کو غصے سے گھورتے دیکھ آخر کار اُس کے سامنے آ کر راستہ روکتے بولا.

" مجھے آپ پر غصہ کیوں ہو گا بھلا. اور آپ پلیز تھوڑا فاصلہ پر ہو کر چلیں یہ
". آپ کا فلیٹ نہیں پبلک پلیس ہے

مِنہا اپنی خود ساختہ سوچوں سے اِس قدر گھبرائی اور جھنجھلائی ہوئی تھی کہ اُس کا بلاوجہ ہشام سے لڑنے کو دل کر رہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا اپنی ساری بھڑاس اِس شخص پر نکال دے. جو اپنی اِنہیں کج ادائیوں سے نہ چاہتے ہوئے بھی اُسے اپنا اسیر بنا چکا تھا.

" ہاہاہاہا تمہارے ساتھ آخر پرابلم کیا ہے. تمہاری جگہ اگر کوئی اور لڑکی ہوتی نا تو ہشام گردیزی کی اتنی اہمیت اور محبت دینے پر ہواؤں میں اُڑ رہی ہوتی. اور قریب کیوں نہ آؤں. میری ہو تم صرف. جو مرضی چاہے کر سکتا ہوں. کسی کی ہمت ہے کہ مجھے روک کر دکھائے".

.ہشام کو کچھ کچھ مِنہا کا رویہ سمجھ میں آ رہا تھا

ہشام نے سوچ لیا تھا کہ کیسے مِنہا کے اندر پلنے والی احساسِ کمتری کو کم کرنا ہے. اُسے بتانا ہے کہ مِنہا ہی وہ واحد لڑکی ہے جو ہشام گردیزی کے دل کو چھونے میں کامیاب ہوئی ہے. جو اُس کے لیے اُوپر والے کی طرف سے دیا گیا بہت ہی انمول تحفہ ہے.

ہشام نے مزید شوخ ہوتے اُسے مزید چڑھانے کے لیے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا تھا. ہشام کے اِس طرح بنا ارد گرد موجود لوگوں کی پرواہ کیے بغیر ہاتھ پکڑنے پر بوکھلا سی گئی تھی.

" بے شرم انسان کہیں پر بھی شروع ہو جاتا ہے. "

مِنہا ہشام کو بول کر اُس کی جانب سے کوئی اور پیشِ قدمی نہیں چاہتی تھی اِس لیے دل میں ہی بڑبڑا کر رہ گئی تھی.

"میڈم آپ کے تو کوئی ارادے نہیں لگ رہے شاپنگ کے. یہاں بھی مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا."

ہشام مِنہا کی مسلسل خاموشی پر اُس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گیا تھا. اور پھر اُس نے مِنہا کے لیے ڈھیروں چیزیں خرید ڈالی تھیں. منہا اُسے روکتی رہ گئی تھی. مگر ہشام نے پہلے کبھی اُس کی سنی تھی جو اب سنتا.

ہشام وہ شخص تھا جسے شاپنگ کے نام سے بھی چِڑ تھی. اُس ک شاپنگ زیان یا واسع میں سے ہی کوئی کر دیتے تھے. مگر آج صرف مِنہا کے مرجھائے

چہرے پر رونق لانے کے لیے وہ اپنا ناپسندیدہ ترین کام کر رہا تھا. اُن دونوں میں سے کوئی اگر ہشام کو اِس طرح شاپنگ کرتے دیکھ لیتا تو کچھ وقت کے لیے تو ضرور سکتے میں آجاتے.

" میرے ساتھ کینڈل لائٹ ڈنر کرنا پسند کرو گی سویٹ ہارٹ. "

گاڑی میں بیٹھ کر ہشام نے بہت ہی محبت سے اُسے مخاطب کیا تھا. مِنہا ہشام کے اتنے پیار بھرے رویے پر پوری طرح پگھل چکی تھی. اُس کی بات پر مِنہا خاموش نظروں سے اُس کی جانب دیکھنے لگی تھی.

" کیا ہوا مِنہا اِس طرح بی ہیو کیوں کر رہی ہو. کوئی پرابلم ہے. کوئی بات پریشان کر رہی ہے تو مجھ سے شیئر کرو نا. "

ہشام نے مِنہا کی جانب مڑتے اُس کے دونوں ہاتھ گرفت میں لیتے اُن آنسو
.بھری سیاہ جھیلوں میں جھانکا تھا

"کیا آپ ہمیشہ ایسے ہی مجھ سے پیار کریں گے. اپنی فیملی کے پریشر میں آکر
".مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے

کوشش کے باوجود بھی دو موٹے آنسو پلکوں کی باڑ پار کرتے گالوں پر
.لڑھک گئے تھے

.اُس کی بدگمانی پر ہشام نے گہرا سانس ہوا میں خارج کیا تھا

".تمہیں کیا لگتا ہے میں کیا کروں گا "

اُس کی آنسو نرمی سے اپنی پوروں پر چنتے ہشام نے اپنے متعلق اُس کے خیالات جاننے چاہے تھے.

"میں جانتی تھی. آپ مجھے چھوڑ دیں گے."

مِنہا اُس کے اُلٹا سوال کرنے پر اپنے ہاتھ چھڑواتی غصے سے بولی.

"واٹ ایسا کب کہا میں نے."

کب سے خود کو کالم اور کمپوزر رکھنے کی کوشش کرتے ہشام کا دماغ گھوما تھا. وہ مِنہا کو ڈانٹنا نہیں چاہتا تھا مگر اُس کی حرکتیں ہشام کو غصہ دلا رہی تھیں. اتنے نخرے اُس نے آج تک کبھی اپنے برداشت نہیں کیے تھے. اور اِس لڑکی کے

اتنے نخرے اُٹھانے کے بعد ایسے جواب پر ہشام کو بُرا لگا تھا. اُسے اب اپنا صبر ختم ہوتا محسوس ہوا تھا .

" تو آپ نے جواب بھی تو نہیں دیا نا. بات گول مول کرنے کا یہ ہی مطلب ہوا نا. کہ آپ نے ابھی ڈیسائیڈ ہی نہیں کیا. اگر ایسا ہی ہے تو یہ سب ناٹک کرنے کی کیا ضرورت تھی. میں جانتی ہوں آپ کی فیملی آپ کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے ."

مِنہا اتنے دنوں کی ذہنی اذیت کا شکار ہونے کی وجہ سے غصے میں وہ وہ الفاظ بھی بول رہی تھی. جو اُس کی طبیعت کا خاصہ بلکل بھی نہیں تھے .

" مسز مِنہا ہشام میں تمہیں اُس دن کلیئر ورڈز میں بتا چکا ہوں کہ تم ہی میری وائف ہو اور ہمیشہ کے لیے رہو گی بھی. چاہے اُس کے لیے مجھے دنیا کی

کسی بھی طاقت سے لڑنا پڑے. تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی تم میری زندگی میں کتنی امپورٹینٹ ہو. تم بلاوجہ کی فضول باتیں سوچ کر خود کو ہلکان کیوں کر رہی ہو."

ہشام اُسے دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے قریب کرتے بولا. منہا کو اُس کی آنکھوں میں اُس کے الفاظ کی سچائی واضح نظر آ رہی تھی.

"مگر آپ کی فیملی"

مِنہا کی سوئی وہی اٹکی دیکھ ہشام مسکرایا تھا.

"یار یہ بات سچ ہے کہ میرے لیے میری فیملی بہت زیادہ اہم ہے. مگر تم. تم تو میری جان ہو میری زندگی ہو. اور اگر اُن میں سے کوئی مجھ سے میری

زندگی چھیننے کی کوشش کرے گا. تو میں اُن سے بھی لڑنے سے پیچھے نہیں
ہٹوں گا".

ہشام کی بات پر پہلی بار منہا بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکرائی تھی. یہ حسین منظر ہشام کو مبہوت سا کر گیا تھا. اُس نے جھک کر اُس کی لال ہوتی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتے اُس کی سانسوں میں انتشار برپا کر دیا تھا. ہشام کا یقین دلاتا انداز مِنہا کے سر سے جیسے بھاری بوجھ سرکا گیا تھا.

وہ ہشام گردیزی کی بات پر دل سے ایمان لے آئی تھی.

"آپ دور رہیں مجھ سے. زرا سا مسکرا کیا دو آپ تو فری ہی ہو جاتے ہیں".

مِنہا ہشام کے کندھے پر دباؤ ڈال کر اُسے خود سے دور کرتی مصنوعی غصے سے بولی. جس کے جواب میں ہشام کے خونخوار تیور دیکھ وہ کھلکھلاتے ہوئے گاڑی کے دروازے سے جا لگی تھی.

مگر ہشام نے آرام سے اپنا بازو لمبا کرتے اُس کے بازو کو گرفت میں لیتے ایک جھٹکے سے اُس اپنی جانب کھینچا تھا. جس پر اگلے ہی لمحے مِنہا تقریباً ہشام کی گود میں سما چکی تھی.

" اچھا جی تو ایک پولیس والے کو دھمکانے کی کوشش کی جا رہی ہے. تم جانتی نہیں ہو. تمہاری یہ معصوم دھمکیاں کیسے میرے جذبات بھڑکا دیتی ہیں. اب آ رہا ہوں قریب روک کر دیکھاؤ. "

ہشام مِنہا کے چہرے کو بغور دیکھتے اُس کے ہونٹوں کو فوکس میں رکھتے اُن پر جھکا تھا. جس پر مِنہا کے چہرے کا رنگ اُڑ چکا تھا. اُس کی اتنی قربت اُس کے ہوش گم کرنے کے لیے کافی تھی. اُس نے جلدی سے ہشام کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے خود سے کچھ فاصلے پر روک دیا تھا.

" میں تو مذاق کر رہی تھی. پلیز اِس طرح مت کریں میری جان نکل جائے گی. "

مِنہا اپنی ہی بات میں اچھی خاصی پھنس چکی تھی. ہشام اُس کی نرم ہتھیلی کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتا آسودگی سے مسکرا دیا تھا. مِنہا کا یہ گھبرایا گھبرایا انداز اُسے گستاخی پر مجبور کر رہا تھا. مگر اُس کی غیر ہوتی حالت کو مدنظر رکھتے ہشام نے گہرا سانس لیتے اپنے جذبات پر قابو پایا تھا.

" آج تو بچت ہو گئی. مگر نیکسٹ ٹائم ایسی کسی نرمی کی توقع نہ رکھنا ڈیئر
وائف ." "

ہشام اُس کی ہتھیلی پر لب رکھتے اُس سے دور ہوتے وار فتگی سے اُس کا لال چہرا دیکھتا وارن کر گیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بیٹا ایک بار پھر کال کرو. کیوں نہیں آیا زیان ابھی تک. پہلے تو اُس نے ایسی لاپرواہی کبھی نہیں کی. اگر لیٹ ہو تو انفارم ضرور کرتا ہے ." "

حیدر صاحب پریشانی کے عالم میں صوفے پر بیٹھتے فاریہ سے مخاطب ہوئے تھے. جو خود اتنی رات ہو جانے کے باوجود زیان کے گھر نہ آنے اور موبائل بھی سوئچڈ آف ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھی .

" .ماموں جان میں بہت بار ٹرائے کر چکی ہوں. اُس کا نمبر آف جا رہا ہے "

فاریہ فکر مندی سے ٹہلتے بولی. ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے. جب زیان کی گاڑی کا ہارن سنتے اُن دونوں کو جیسے سکون کی سانس آئی تھی .

تھوڑی دیر بعد اُنہیں زیان اندر آتا دیکھائی دیا تھا. اُس کا اُلجھا بکھرا حلیہ دیکھ وہ لوگ پہلے سے بھی کہیں زیادہ پریشان ہوئے تھے .

ٹائی ڈھیلی ہو کر بلکل گلے میں لٹک چکی تھی. ہمیشہ سے سیٹ رہنے والے بال اِس وقت چوڑی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے. کوٹ ندارت تھا. دونوں کلائیوں کے کف کھول کر اُنہیں پیچھے کی جانب بازو پر فولڈ کیے وہ بہت ہی بے چین اور غمزدہ سا لگا تھا.

حیدر صاحب اور فاریہ کا دل اُس کی حالت دیکھ بُری طرح سے دھڑک اُٹھا تھا. اُن کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ زیان جیسا انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک انسان آخر کس وجہ سے اتنا بکھرا ہوا لگ رہا تھا.

"زیان میری جان کیا ہوا ہے تمہیں ".

حیدر صاحب زیان کے قریب آنے پر پریشانی کے عالم میں بولے. اُن کے دل میں اپنے لاڈلے بیٹے کی یہ حالت دیکھ ہول اُٹھ رہے تھے.

" . بابا میں نہیں رہ سکتا اُس کے بغیر بہت محبت کرنے لگا ہوں اُس سے "

زیان گھٹنوں کے بل اُن کے قدموں میں گرتا اذیت بھرے لہجے میں بولا تھا .

جس پر حیدر صاحب اور فاریہ نے اُلجھ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا. وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے زیان کس کی بات کر رہا ہے .

". زیان بیٹا آپ کس کی بات کر رہے ہو "

حیدر صاحب سے ایک پل بھی اُسکی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی. فاریہ بھی اُن کے پاس آ بیٹھی تھی. جو خود سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ زیان کس کی

بات کر رہا ہے. جہاں تک اُسے معلوم تھا. زیان تو عائلہ سے اپنی محبت کا اعتراف کر چکا تھا. اور عائلہ تو پہلے سے اُس کی دیوانی تھی. تو پھر آخر آج کیا ہوا تھا.

" عائلہ بابا میں عائلہ کے بغیر نہیں رہ سکتا. اُسے کچھ نہیں ہونا چاہئے بابا. ورنہ میں بھی خود کو ختم کر دوں گا. اِس سب کا ذمہ دار میں ہوں. میں نے اُسے کہا تھا کہ وہ مر بھی جائے تو مجھے فرق نہیں پڑتا. مگر جھوٹ تھا وہ سب. بکواس کی تھی میں نے. فرق پڑتا ہے بہت فرق پڑتا ہے. اتنا کہ اگر اُسے کچھ ہوا تو زندہ میں بھی نہیں رہوں گا. "

زیان کی حالت دیکھ حیدر صاحب کو اپنا کلیجہ پھٹتا محسوس ہوا تھا. اُنہوں نے زیان کو اِس طرح روتے اور ٹوٹتے پہلی اور آخری بار اُس کی ماں کی وفات پر دیکھا تھا. مگر آج پھر اُس کی ویسی حالت اُن کو بھی رُلا گئی تھی.

زیان نے زمین پر ہی بیٹھے حیدر صاحب کی گود میں سر رکھے ڈاکٹر عدیلہ سے ہوئی ساری بات اُن دونوں کو بتادی تھی. جسے سن کر جہاں حیدر صاحب ساکت ہوئے تھے. وہیں فاریہ کے آنسوؤں میں بھی مزید شدت آئی تھی. اُس کے لیے بھی یہ خبر کسی دھچکے سے کم نہیں تھی. کیونکہ اُس نے اپنی آنکھوں سے زیان کی اُس دیوانی کو زیان کی محبت کی خاطر روتے تڑپتے دیکھا تھا. اور آج جب اُسے اپنی سچی محبت کا پھل ملنے والا تھا. تو زندگی اُس سے دغا کر رہی تھی.

"بابا غلط تو میں نے کیا نا. اُس کی سچی محبت کو ٹھکرا کر. تو سزا بھی مجھے ہی ملنی چاہیئے نا. اُس معصوم کو کیوں اتنی تکلیف برداشت کرنی پڑ رہی ہے. وہ اِس سب کے قابل نہیں ہے. وہ تو صرف محبتوں اور چاہے جانے کے قابل ہے."

زیان کی تکلیف, اذیت اور گلٹ کسی صورت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا.

اُن دونوں کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے کہ کیا کہے زیان سے کیا تسلی دیں اُسے وہ تو خود شاک میں آ چکے تھے.

" زیان صبر کرو. دیکھو تم اتنا پیار کرتے ہو عائلہ سے اُسے تمہاری یہ محبت کچھ نہیں ہونے دے گی. تم اُس کا ٹریٹمنٹ کروانا. تمہارا کہا وہ کسی صورت نہیں ٹالے گئ. دیکھو انسان کو تو اپنی زندگی کے 1% چانس پر بھی لڑنا چاہیے. یہ تو پھر 20% چانسز ہیں. اُوپر والا بہت غفور ور حیم ہے وہ دیکھنا سب ٹھیک کر دے گا."

فاریہ زیان کے قریب نیچے بیٹھتے اُس کا کندھا سہلاتے ہوئے بولی. جس پر
.زیان نے بھی اثبات میں سر ہلایا تھا

" بیٹا تم ہمیشہ اپنی زندگی کے مشکل سے مشکل میٹر میں ڈٹ کر کھڑے
رہے ہو اور ہر بار سرخرو ہوئے ہو. اور مجھے پورا یقین ہے کہ اِس بار تو تم پہلے
سے کہیں زیادہ ایفرٹ کرو گے. میں تمہارے ہر فیصلے میں ہمیشہ تمہارے
ساتھ کھڑا ہوں "

حیدر صاحب سے اپنے اکلوتے بیٹے جو اُن کی زندگی کا کل اساسہ تھا اُسے اِس
.طرح دکھی نہیں دیکھ پا رہے تھے

" .میں عائلہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ بھی ایک ہفتے کہ اندر اندر "

زیان نے بہت دیر کی خاموشی کے بعد کافی حد تک خود کو نارمل کرتے اپنا فیصلہ اُن دونوں کو سنایا تھا. وہ اِن پچھلے چند گھنٹوں میں ڈیسائیڈ کر چکا تھا کہ اُسے اب کیا کرنا ہے. وہ عائلہ کو کچھ نہیں ہونے دے گا. اور اُسے اتنی محبت دے گا کہ اُس کے اندر ختم ہوئی جینے کی امنگ ایک بار پھر جاگ اُٹھے گی .

زیان کا فیصلہ سن کر حیدر صاحب اور فاریہ کے لب مسکرا دیے تھے. وہ ایسا ہی تھا. بڑے سے بڑا فیصلہ اتنے آرام سے کر جانے والا. زیان کی بات سن کر فاریہ کو اپنے بھائی پر فخر محسوس ہوا تھا. جو بولنے سے زیادہ کر دیکھانے کا قائل تھا. جو بات اُس کے فیصلے سے جھلک رہی تھی .

" ڈن تم اپنی ہونے والی بیوی کو مناؤ کیونکہ ضد کے معاملے میں وہ تم پر ہی گئی ہے. اور ہم دونوں جا کر کل تمہارے ہونے والے ساس سُسر سے رشتہ پکا کر کے آئیں گے ".

فاریہ کی بات پراِس دوران پہلی بار زیان کے ہونٹوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا. حیدر صاحب کے لیےاِس وقت یہی بہت تھی.

" . بلکل بھئی ہم تو کب سے تیار ہیں. اپنی بہو کو گھر لانے کے لیے "

حیدر صاحب اپنے بیٹے کے اُداس چہرے پر مسکراہٹ لانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھے.

زیان اُنہیں کچھ دنوں تک لندن سے بلائی گئی نیورولوجسٹ اور سرجنز کی ٹیم کے بارے انفارم کرتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا. اُس نے خود کو اِن دونوں کے سامنے تو نجانے کیسے سنبھال لیا تھا. لیکن اُس کا اپنا دل خون کے

آنسو رو رہا تھا. اُس لڑکی کے دکھ پر جو کچھ ہی دنوں میں اُسے اتنی عزیز ہو گئی
تھی.

زیان کی پوری رات ریوالونگ چیئر ہر جھولتے اذیت میں گزر گئی تھی. ایک
پل کے لیے بھی اُس نے اپنی آنکھیں نہیں ماندی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" واٹ عائلہ گھر پر بھی نہیں ہے تو کہاں ہے پھر. "

زیان عائلہ کے گھر کے گیٹ پر موجود تھا. جب گارڈ کے بتانے پر وہ فکر مند
ہوا تھا.

" .آپ کو کچھ آئیڈیا ہے عائلہ کہاں کے لیے نکلی ہے "

.زیان گاڑی کی جانب جاتے قدم ایک بار پھر گارڈ کی جانب موڑتے بولا

" صاحب جی مجھے سہی تو نہیں پتا کہ وہ کہاں گئی ہیں. مگر وہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ بہت سارا سامان بھی لے کر گئی ہیں. اور بلال صاحب ہی لینے آئے تھے اُنہیں. شاید کسی ائرپورٹ کا نام لے رہی تھیں وہ "

گارڈ کی بات سنتے زیان ایک منٹ کی بھی دیر کیے گاڑی کی جانب بھاگا تھا. .اگلے ہی لمحے اُس کی گاڑی ہوا سے باتیں کرتی ائرپورٹ کی جانب روانہ تھی

زیان کو اِس وقت شدید غصہ آرہا تھا عائلہ پر. وہ ایسا کیوں کر رہی تھی. کیا اُسے محبت پر اتنا بھی یقین نہیں تھا. کہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے

بجائے وہ اِس سب سے فرار حاصل کرتی خود کو موت کے منہ میں دھکیل رہی تھی. موسم صبح سے ابر آلود تھا. اب تو ہلکی ہلکی پھوار بھی شروع ہو چکی تھی. مگر کسی بھی چیز کی پرواہ کیے بنا زیان فل سپیڈ میں روڈ پر موجود تمام گاڑیوں کو کراس کرتا جلد از جلد عائلہ کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا.

آئرپورٹ پہنچ کر زیان دوڑتے قدموں سے بلڈنگ کے اندر داخل ہوا تھا. بہت سے ہال اور کوریڈور چھاننے کے بعد بھی زیان کو عائلہ کہیں نہیں ملی تھی. زیان اِس بات کو سوچتے اپنے دل میں اُمید جگاتے کہ کیا پتا گارڈ کو غلط فہمی ہوئی ہو. عائلہ یہاں آئی ہی نہ ہو واپس پلٹ رہا تھا. جب اُس کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑے بلال پر پڑی تھی. بلال کو اکیلا کھڑا دیکھ زیان کا دل زور سے دھڑکا تھا. اُسے لگا تھا وہ دیر کر چکا ہے.

" بلال عائلہ کہاں ہے. جلدی بتاؤ کہاں ہے عائلہ "

زیان نے بلال کے پاس آکر اُسے بُری طرح جھنجھورتے بوکھلا کر رکھ دیا تھا.
زیان کے تیز لہجے اور بے چین انداز پر بلال نے بنا کچھ بولے. دائیں جانب
.اشارہ کیا تھا. جہاں عائلہ بس چیک اِن کرنے ہی والی تھی

زیان تیر کی تیزی سے عائلہ کی طرف بھاگا تھا. اور عائلہ جو اپنے دھیان میں
کھڑی تھی. کسی کے ایک دم بازو سے پکڑ کر پیچھے کرنے کی وجہ سے گھبرا کر
.پلٹی تھی. مگر سامنے ہی زیان کو کھڑا دیکھ عائلہ کا رنگ زرد ہوا تھا

" .میر تم یہاں "

عائلہ بہت دقتوں سے اتنا ہی بول پائی تھی. اور فوراً نظریں جھکا گئی تھی.
کیونکہ اُس میں زیان کی شعلے برساتی نظروں میں دیکھنے کی ہمت بلکل بھی
نہیں تھی.

زیان اگلے ہی لمحے بنا کچھ بولے عائلہ کو کھینچتے ائرپورٹ کی عمارت سے باہر کی
جانب نکلنے لگا تھا.

" میر یہ کیا کر رہے ہو تم. چھوڑو مجھے. تم کوئی نہیں ہوتے مجھ سے اِس طرح
زبردستی کرنے والے ".

عائلہ زیان کے ساتھ کسی بے جان گڑیا کی طرح کھینچی چلی جا رہی تھی. اُس
کی بہت کوشش کے باوجود وہ زیان کو روکنے میں ناکام تھی. آئرپورٹ پر
موجود سب لوگ حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے. ایک گارڈ بھی یہ سب

دیکھتے زیان کو روکنے کے لیے اُس کے سامنے آیا تھا. مگر زیان نے اُسے یہ کہہ کر کہ عائلہ میری بیوی ہے سائیڈ پر کر دیا تھا.

" وہ کوئی ہی تو بننے کے لیے تمہیں اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں. "

زیان بنا رُکے بے نیازی سے بولا.

عائلہ نے بلال کے پاس سے گزرتے مدد طلب نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جو ساری سچویشن سمجھ کر بڑے ہی مزے سے کاندھے اُچکا گیا تھا. جیسے کہہ رہا ہو کہ میں جو کل سے منتیں کر رہا تھا. وہ غلط تھا کیا. مگر عائلہ اکرام تم ایسے ہی قابو آسکتی ہو.

عائلہ دانت پیس کر بلال سے تو بعد میں نبٹنے کا سوچتی زیان کی جانب متوجہ ہوئی تھی. جو کان بند کیے اُسے اپنے ساتھ کھینچتے ناک کی سیدھ میں چلتا بلڈنگ سے باہر نکل آیا تھا.

" میر زیان حیدر انف از انف. چھوڑو مجھے "

عائلہ زیان کو گاڑی کی جانب جاتا دیکھ پوری ہمت جمع کر کے اپنا بازو زیان سے چھڑواتی چلائی تھی. زیان عائلہ کو اپنے سامنے دیکھ پر سکون ہو چکا تھا. اِس لیے عائلہ کے چلانے پر بنا کچھ بولے خاموش نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا.

ہلکی ہلکی بوندا باندی اب آہستہ آہستہ زور پکڑ رہی تھی.

تم سمجھتے کیا ہو خود کو. جب تم چاہو کہ ٹھکرا دو گے. جب چاہو گے اپنا لو "
گے. کسی بھی بات میں میری مرضی کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے. میں نے کہا
نا نفرت کرنے لگی ہوں میں تم سے. تمہارا چہرا دیکھ مجھے تمہارے ہاتھوں
ہوئی اپنی توہین یاد آجاتی ہے. دور ہو جاؤ میری نظروں سے شکل بھی نہیں
" .دیکھنا چاہتی میں تمہاری. آئی ہیٹ یو میر زیان حیدر

عائلہ زیان کے خلاف اپنے دل سے بغاوت کرتی جو الفاظ بول سکتی تھی.
.اُسے خود سے بد ظن کرنے کے لیے بول گئی تھی

مگر آگے سے زیان کا وہی ری ایکشن دیکھ عائلہ کو بہت حیرت ہوئی تھی.
اُسے تو لگا تھا کہ زیان حیدر اُس کی بات سنتے ہی غصے سے وہاں سے واک
آؤٹ کر جائے گا. مگر اُس کی سوچ کہ بلکل بر عکس زیان آرام سے کھڑا مسکرا
.رہا تھا

لیکن عائلہ کے چہرے پر گرتے بارش کے قطروں میں چھپے آنسو فیل کرتے زیان کی مسکراہٹ سمٹی تھی.

"عائلہ اکرام پہلی بات زیان حیدر اب کی بار مر جائے گا. مگر تمہیں خود سے دھتکارنے کا خیال تک ذہن میں نہیں لائے گا. دوسری بات وعدہ کرتا ہوں تم جو کہو گی اب سے وہی کروں گا. تمہاری ہر بات مانوں گا مگر صرف اپنے معاملے میں تمہارے حوالے سے ایسی کوئی بات نہیں مانوں گا. جو تمہارے لیے نقصان یا تکلیف کا باعث ہو. اور تیسری بات مجھے اب تمہاری نفرت بھی منظور ہے. میں اپنی محبت سے تمہاری نفرت کو واپس محبت میں بدل دوں گا بلکل تمہاری طرح."

اپنی ہر بات کا نہایت ہی محبت سے جواب دیتے زیان حیدر کو عائلہ مبہوت سی دیکھے گئ تھی.

"ایسے مت دیکھو جاناں. کہیں تمہاری نفرت اتنی جلدی دوبارہ پیار میں نہ بدل جائے."

زیان نے آگے بڑھ کر عائلہ کے بھیگتے وجود کو اپنے کوٹ سے کور کرتے کان میں سرگوشی کی تھی. جس پر عائلہ ہوش میں آتے پیچھے ہٹی تھی.

"میر میں نہیں رہنا چاہتی تمہارے ساتھ پلیز جانے دو مجھے."

عائلہ بے چارگی سے زیان کی جانب دیکھتی منت بھرے لہجے میں بولی تھی.

مگر مجھے ہمیشہ تمہارے ساتھ ہی رہنا ہے. نہیں جانے دوں گا تمہیں کبھی "
". بھی کہیں بھی خود سے دور

زیان نے عائلہ سے بھی زیادہ جیسے اپنے دل سے عہد کیا تھا. اور عائلہ کو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اُس کے ٹھنڈ سے کپکپاتے وجود کو اپنے بازوؤں میں اُٹھاتے وہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا .

عائلہ کی ساری مزاحمت ہر احتجاج میر زیان حیدر کے مضبوط سینے میں دب گیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حیدر صاحب اور فاریہ عائلہ کے پیرنٹس سے رشتے کی بات کر آئے تھے.
اپنی بیٹی کی بیماری کا اُس کی تکلیف کا کسی اور کہ منہ سے سن کر اکرام صاحب کا
سر شرم سے جھک گیا تھا. وہ جو پہلے ہی عائلہ کے ساتھ کی گئی ہر زیادتی پر
شرمسار تھے. اِس اتنے بڑے صدمے نے اُنہیں ہلا کر رکھ دیا تھا. وہ عائلہ
کے پاس جانا چاہتے تھے. اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگنا چاہتے تھے. مگر وہ جس
قدر نفرت اپنی بیٹی کہ دل میں بھر چکے تھے. آج اُن کی اکلوتی بیٹی اُن کی شکل
دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی. وہ اُنہیں اتنا پرایا سمجھتی تھی کہ اتنا بڑا غم اپنے
اندر چھپا لیا تھا. سب کچھ اکیلے سہہ رہی تھی.

اکرام صاحب حیدر صاحب سے رشتے کی بات فائنل کر چکے تھے. وہ اب
اپنی بیٹی کو خوشیوں میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتے تھے.

زیان کی ضد کے مطابق آج رات کو ہی نکاح رکھا گیا تھا. اور اگلے دو دنوں میں شادی تھی. زیان ڈاکٹرز کے آنے سے پہلے عائلہ کے حوالے سے سارے حقوق اپنے نام کروانا چاہتا تھا. تاکہ آگے عائلہ کے علاج کے معاملے میں عائلہ سمیت کوئی اُس کے فیصلوں میں دخل اندازی نہ کر سکے.

زیان عائلہ کو گھر چھوڑ کر جا چکا تھا. اور اب زیان کے آرڈر پر عائلہ کو اپنے ہی گھر سے نکلنے کی پرمیشن نہیں تھی. جس پر عائلہ تلملا کر رہ گئی تھی.

عائلہ رشتہ طے ہو جانے اور نکاح والی بات سے بلکل بے خبر تھی. اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ عائلہ کبھی نہیں مانے گی نکاح کے لیے جس پر زیان کا کہنا تھا کہ عائلہ کو راضی کرنا میرا کام ہے.

اکرام صاحب اپنے روم میں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھے اپنی ہر ہر زیادتی یاد کرتے رو رہے تھے. جب فاخرہ بیگم اُن کے پاس آ بیٹھی تھیں. آج زندگی میں پہلی بار اُن کی آنکھیں بھی عائلہ کی تکلیف پر نم ہوئی تھیں.

" اکرام میں جانتی ہوں یہ موقع ایسا نہیں ہے. لیکن میرے دل پر بھی یہ بوجھ آپڑا ہے کہ آپ کو آپ کی بیٹی سے دور کرنے اور اُس کی زندگی اجیرن کرنے میں سب سے زیادہ ہاتھ تو میرا ہے. میں نے ہی سوتیلی ماں بنتے اُس معصوم پر پہلے دن سے ہی بہت ظلم ڈھائے. میں ہمیشہ یہ کہتی آئی ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے بُرا سمجھتی ہے مجھے. مگر ہر جگہ غلط میں ہی تو تھی. میں نے ایسا عمل ہی کب کیا کہ اُس کے دل میں اپنے لیے محبت پیدا کر سکوں. اُس کی ماں کو اُس سے چھین کر اُس کی چھوٹی اور ناکردہ غلطیوں کی سزا دے کر میں یہ چاہتی تھی. وہ مجھ سے پیار کریں مجھے اچھا سمجھے ماں کا درجہ دے. اور اُس کے ساتھ اِسی ضد میں. میں نے آپ کو بھی اُس سے دور کر دیا. آپ کے

دل میں بھی اُس کے لیے نفرت بھر دی. آپ کسی بات میں قصوروار نہیں
". ہیں. اصل گناہگار میں ہوں اُس کی

. فاخرہ بیگم اپنی غلطیوں کا اقرار کرتی رو پڑی تھیں

" تم تو تھی ہی اُس کی سوتیلی. مگر میں تو سگا تھا نا. میں نے بھی اپنی بیٹی کی
معصومیت کو اُس کی محرومیوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی. تمہاری ہر بات پر
آنکھ بند کر کے یقین کرتا گیا. یہاں تک کہ اُسے بدکردار تک کہہ ڈالا. میں
". کس منہ سے جاؤں معافی مانگنے اُس کے پاس

. اکرام صاحب کا چہرا بھی آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا

ایک انسان چاہے پوری زندگی اپنے ہونے کا. اپنی تکلیفوں کا احساس دلاتا رہے. مگر اُس کی قدر ہمیشہ تب ہی آتی ہے. جب وہ نہیں رہتا یا پھر دور جا رہا ہوتا ہے. شاہد اب پوری زندگی اُن دونوں کو بھی اِسی پچھتاوے کے ساتھ زندہ رہنا تھا کہ کاش وہ اُس پر یہ ظلم نہ کرتے یا اُن کی آنکھیں پہلے کھل جاتیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" واٹ دا ہیل کیا ہے یہ سب. میرا نکاح ہے اور مجھے ہی پتا نہیں. یہ میر زیان حیدر سمجھتا کیا ہے خود کو. جب جو مرضی چاہے کرے گا. یہاں تک تماشہ لگا دیا بہت اچھی بات ہے. اب میں دیکھتی ہوں مجھ سے نکاح پر سائن کیسے کرواتا ہے."

عائلہ سجی سنوری فاریہ اور مِنہا کو اپنے سامنے اتنے سارے جیولری باکس اور ڈریسز کے ساتھ دیکھ اور اُوپر سے اُن کے کیے جانے والے انکشاف پر عائلہ کا دماغ گھوم چکا تھا.

مِنہا کو بھی عائلہ کی بیماری کا پتا چل چکا تھا. جسے سننے کے بعد اُس کی آنکھوں کے کنارے خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے. ہشام نے بہت مشکل سے اُسے سنبھالا تھا.

اِس وقت بھی زیان کے کہنے پر وہ سب عائلہ کے سامنے یہ ہی ظاہر کر رہے تھے کہ وہ کچھ نہیں جانتے.

"عائلہ مجھے تمہاری بلکل سمجھ نہیں آتی پہلے تم زیان بھائی کے پیچھے مری کا رہی تھی. اور اب جب وہ خود پہل کر رہے ہیں. تو تم یہ ڈرامہ لگا رہی ہو."

مِنہا چہرے پر مصنوعی غصہ سجائے عائلہ کے پاس آ بیٹھی تھی. جس پر عائلہ فوراً اُس سے نگاہیں چُرا گئی تھی. کیونکہ مِنہا سے اپنا سچ چھپانا اُس کے لیے بہت مشکل تھا.

" محبت وحبت کچھ نہیں تھی. ایسے ہی اُس کی ظاہری شخصیت دیکھ وقتی طور پر پسند کرنے لگی تھی. جو کہ اب ختم ہو چکی ہے مجھے نہیں کرنی اُس سے شادی"

عائلہ اندر سے جھنجھلائی ہوئی تھی. زیان نے اُس کا ہر پلان چاپٹ کر دیا تھا. اب نجانے نکاح کے لیے وہ کیا کرنے والا تھا. عائلہ کسی صورت وہاں کسی کو بھی اپنی بیماری کا نہیں بتانا چاہتی تھی.

" .یہ کیا کرنے لگی ہو "

عائلہ کو الماری سے اپنی پینٹ شرٹ نکالتے دیکھ فاریہ نے حیران ہوتے پوچھا.

". تمہارے بھائی کی پسند کے مطابق تیار ہونے لگی ہوں "

عائلہ زیان کو غصہ دلانے کے لیے اپنی سی کوشش کرتی بقول زیان کے اپنا وہ بے ہودہ لباس پہنے چل دی تھی. جس پر مِنہا اور فاریہ مُسکرا کر رہ گئی تھیں. مسکراتے ہوئے بھی اُن دونوں کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے.

مِنہا جہاں ایک طرف عائلہ کو اُس کی محبت مل جانے پر خوش تھی. وہیں دوسری جانب عائلہ کی بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ دکھی تھی. اُس کا دل

شدت سے اپنی پیاری دوست کی ہر مشکل اور تکلیف کی آسانی کے لیے دعا گو تھا.

"زیان کا میسج آیا ہے کہ مولوی صاحب آ چکے ہیں تھوڑی دیر میں نکاح شروع ہو جائے گا."

فاریہ کی بات پر مِنہا نے پیچ کلر کی ٹائٹ پینٹ شرٹ میں ملبوس واش روم سے نکلتی عائلہ کی جانب دیکھا تھا.

"مگر یہ تو کسی صورت ماننے کو تیار نہیں ہے."

مِنہا کے پریشان ہونے پر فاریہ مسکرائی تھی.

" .اُسی لیے ہی تو زیان آریا ہے "

.فاریہ نے مسکراتے ہوئے مِنہا کو باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا

".کیا ہوا نکاح کا ڈرامہ ختم ہو گیا کیا "

.عائلہ اُنہیں باہر کی جانب بڑھتے دیکھ طنزیا مسکراہٹ کے ساتھ بولی

". نہیں میری جان نکاح کا ڈرامہ ابھی ہی تو شروع ہونے والا ہے "

مِنہا اُس کی جانب خوبصورت سی مسکراہٹ اُچھالتے فاریہ کے ساتھ باہر
.نکل گئی تھی

اُس کی بات پر عائلہ حیران ہوتے بند دروازے کو گھورنے لگی تھی. مگر اُس کی حیرت خوف اور پریشانی میں اُس وقت بدلی جب اُس نے دروازے سے میر زیان حیدر کو اندر داخل ہوتے دیکھا تھا.

" میر تم. تم میرے روم میں کیوں آئے ہو. جاؤ یہاں سے ".

عائلہ زیان کو اپنے حلیے کی وجہ سے کڑے تیوروں کے ساتھ وہاں کھڑا دیکھ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے بولی.

" میں بس اتنا کہنے آیا ہوں. کہ تم جو بھی لڑائی جھگڑا کرنا چاہتی ہو اُسے بعد کے لیے رکھ لو. ابھی خاموشی سے نکاح نامے پر سائن کر دو ".

.زیان پورے تحمل کے ساتھ عائلہ سے کافی فاصلے پر کھڑے بولا

"میں نے نہیں کرنا تم سے نکاح میں کتنی بار کہہ چکی ہوں میر. تم لوگوں کو
".میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی

عائلہ آخر کار تنگ آتے چلائی تھی. اُس کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو رہی
.تھی. مگر وہ ضبط کرتی وہاں بہت ہی نارمل حالت میں ہی کھڑی ہوئی تھی

"اور میں نے بھی کہا ہے کہ میں نکاح کروں گا تو تم سے اور وہ بھی ابھی اور
".اِسی وقت. اُس کے لیے مجھے جو کرنا پڑا میں کروں گا

.زیان چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے عائلہ کے قریب آتے بولا

میر زیان حیدر تم کیا سمجھتے ہو. تمہارے کسی بھی عمل سے مجھے فرق پڑتا "
ہے. اپنی یہ غلط فہمی دور کر دو. کیونکہ مجھے تمہارے کسی بھی عمل سے کوئی
" . فرق نہیں پڑتا. تم جو چاہے مرضی کر لو. میں یہ نکاح کبھی نہیں کروں گی

عائلہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرے کے زیان اُس سے بد گمان ہو کر
.اِس نکاح سے پیچھے ہٹ جائے

" . ریئلی تمہیں فرق نہیں پڑتا "

زیان نے عائلہ سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے ہوتے چیلنجنگ انداز
.میں پوچھا

اُس کی بات کے جواب میں عائلہ نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا. لیکن زیان کے کیے جانے والے اگلے عمل پر عائلہ کی آنکھیں حیرت اور بے یقینی کے مارے ناقابلِ یقین حد تک کھل گئی تھیں.

زیان کو پاکٹ سے پسٹل نکالتے دیکھ عائلہ شاک ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے یہ سوچ کر کہ زیان یہ اُسے اِس سے مارنے کی دھمکی دے کر شادی کے لیے راضی کرنا چاہتا ہے. عائلہ کے چہرے پر پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی تھی. اِس طرح تو زیان اُس کی مشکل مزید آسان کر دے گا.

"ہاہاہاہا میر تمہیں کیا لگتا ہے میں اِس سے ڈر کر نکاح کے لیے مان جاؤں گی. کبھی نہیں میر تم بے شک اِسے مجھ پر چلا دو. میں تم سے نکاح کے لیے پھر بھی نہیں مانوں گی."

عائلہ سینے پر ہاتھ باندھی مسکراتے ہوئے بولی. لیکن اُس کی مسکراہٹ اُس وقت سمٹی جب زیان نے پسٹل کا رُخ اُس کی جانب موڑنے کے بجائے اپنی کنپٹی پر رکھ دیا. عائلہ کو اُس کے عمل سے ایک بار پھر شدید جھٹکا لگا تھا .

" . میر کیا ہے یہ سب. ہٹاؤ اِسے یہاں سے گولی چل جائے گی "

زیان کو عین اپنی کنپٹی پر پستول رکھا دیکھ عائلہ اندر تک کانپ اُٹھی تھی .

زیان کے پاس زیادہ ٹائم نہیں تھا. اِس ضدی لڑکی کو ساری باتیں کلیئر کر کے منانے کا. کیونکہ سب بتانے کے باوجود اُس کے مان جانے کے چانسز بہت کم تھے. اِس لیے زیان نے اپنی اِس پاگل دیوانی کو منانے کی خاطر اپنا سوچا حربہ آزمایا تھا. جس پر عائلہ کے ایکسپریشن دیکھ زیان کو لگ رہا تھا کہ وہ کامیاب ہو سکتا ہے .

" تم نے ہی تو کہا کہ تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا. تو پھر ٹھیک ہے تم نکاح سے
انکار کر دو. میں یہ گولی چلا دوں گا. مگر میری موت کی ذمہ دار تم ہو گی ."

زیان نے اتنے ریلیکس انداز میں پسٹل اپنی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا کہ جیسے وہ اصل
نہ ہو کوئی کھلونا ہو. مگر وہیں عائلہ کی جان نکلی جا رہی تھی. زیان کی جان
خطرے میں دیکھ.

" میر یہ کیا حرکت ہوئی. مجھے تم سے ایسے بچپنے کی اُمید نہیں تھی. ہٹاؤ اِسے
اپنے سر سے. یہ کونسا پاگل پن ہوا بھلا ."

عائلہ کا باس نہیں چل رہا تھا کیسے زیان کو سمجھائے جو ایک ہی ضد پر اڑا ہوا تھا. وہ ڈر کے مارے آگے ہو کر زیان سے پسٹل چھین بھی نہیں سکتی تھی کہ کہیں غلطی سے زیان پر گولی نہ چل جائے.

" نکاح کے لیے مان جاؤ میں یہ ہٹا دوں گا. ورنہ تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں. اگر تم نے ہاں نہ کی تو انجام کی ذمہ دار تم ہو گی. "

زیان کی گرفت پسٹل پر مضبوط تھی.

" میر پلیز مت کرو ایسا. پلیز میں تم سے نکاح نہیں کر سکتی میں مجبور ہوں. "

عائلہ بھیگی آنکھوں سے زیان کی جانب دیکھتے بے بسی اور بے چارگی سے بولی. جو کسی صورت اپنی ضد سے پیچھے ہٹنے کو تیار ہی نہیں تھا.

" میں بھی مجبور ہوں عائلہ بہت پیار کرنے لگا ہوں تم سے. اب نہیں رہ سکتا
تمہارے بغیر اگر تم اِس نکاح کے لیے راضی نہ ہوئی تو میں خود کو شوٹ
". کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا

زیان کی دھمکی کے ساتھ ساتھ اتنے خوبصورت اظہار پر عائلہ کی آنکھوں
.سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے

" .....میر میں تمہارے قابل نہیں ہوں پلیز ایسا مت کرو. مجھے ایک بیمار
"....

". عائلہ تمہارے پاس صرف ایک منٹ ہے ہاں یا نہ میں جواب دو "

.زیان عائلہ کی بات وہی کاٹتا جلدی سے بولا

" ....میر میری بات تو سن لو "

" .مجھے کچھ نہیں سننا ہاں یا نہ میں جواب دو ورنہ میں گولی چلادوں گا "

زیان جیسے اِس وقت عائلہ سے کوئی بھی کنفیشن سننے کے موڈ میں نہیں تھا.
.اِس لیے ایک بار پھر اُس کی بات کاٹتے اُسے چپ کروا گیا تھا

جس پر عائلہ نے بے بسی سے زیان کی جانب دیکھتے اُس کی ضد کے آگے ہار
.مانتے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

" .پلیز اِسے ہٹا دو. میں تیار ہوں نکاح کے لیے "

عائلہ روتے ہوئے چہرا ہاتھوں میں چھپائے صوفے پر جا بیٹھی تھی. کیونکہ یہ اُس سے بھی کہیں زیادہ ضدی شخص ہمیشہ اپنی کرنے والا اُس کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا.

زیان بنا ایک لفظ بولے آگے بڑھا تھا. ٹیبل پر رکھے بہت سے ڈریسز میں سے اُس نے ایک ڈریس کا لال دوپٹہ اُٹھاتے عائلہ پر اوڑھا دیا تھا. جس کی وجہ سے وہ بلکل اُس میں چھپ گئی تھی.

" جاناں ایک بار میری ہو جاؤ. پھر تمہاری ایک بار پھر کی جانے والی اِس گستاخی کا بدلہ ضرور لوں گا. "

زیان عائلہ کے کان کے قریب سرگوشی کرتے اُسے اُس کے اپنی ضد میں
. پہنے گئے لباس کے بارے میں وارن کرتا وہاں سے نکل گیا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ایس پی ہشام گردیزی تم نے پورے خاندان کے سامنے مجھ سے رشتہ توڑ
کر مجھے ٹھکرا کر بہت بُرا کیا ہے. کبھی معاف نہیں کروں گی میں تمہیں. بہت
محبت پیدا ہو گئی ہے نا تمہیں اپنی بیوی سے. دیکھتی ہوں کیسے تم اُس کے
ساتھ اپنی خوشحال زندگی گزارو گے. تم اگر میرے نہیں ہو سکے تو میں بھی
". اُس لڑکی کو تمہارا نہیں ہونے دوں گی

فائقہ کو جس دن سے ہشام کے نکاح اور منگنی توڑنے والی بات پتا چلی تھی.
اُس دن سے اُس کا سکون و چین برباد ہو چکا تھا. محبت چھن جانے کے ساتھ

ساتھ پورے خاندان میں اپنی ہونے والی بے عزتی اور آہانت وہ کسی صورت بھولنے کو تیار نہیں تھی. مگر اُس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب ہشام گردیزی کو بھی سکون سے نہیں رہنے دے گی .

اتنے دنوں سے اپنی یہی پلاننگ کرتے اُس نے خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا. اِسی وجہ سے آج وہ زیان کے نکاح میں بھی نہیں گئی تھی. کیونکہ اُس کے مطابق وہاں ہشام گردیزی کو دیکھ اُس کے زخم پھر سے تازہ ہو جانے تھے .

فائقہ نے کچھ سوچتے صبا کو کال ملائی تھی .

"ہاں صبا بولو. جو کام دیا تھا میں نے وہ ہوا ". "

فائقہ اور صبا بہت اچھی دوستیں تھیں. جس وجہ سے فائقہ نے اُسے اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی پر ایموشنل بلیک میل کرتے اپنی تھوڑی سی مدد کرنے کے لیے راضی کر لیا تھا. اور اِس وقت کسی طرح بھی اُسے ہشام کے موبائل سے اُس کی بیوی کا نمبر لینے کو کہا تھا.

" فائقہ میں پوری کوشش کر رہی ہوں. مگر ہشام بھائی کے موبائل تک پہنچنا ناممکن ہے. اور اگر میں پکڑی گئی تو میری خیر بلکل بھی نہیں ہو گی ".

صبا فائقہ کی وجہ سے عجیب کشمکش کا شکار تھی. جو اُسے نجانے کون کون سے واسطے دے کر اور پچھلی باتوں پر بلیک میل کر کے اِس کام کے لیے راضی کر چکی تھی.

صبا آج زیان کا نکاح ہے. جس میں ہشام سب سے زیادہ انوالو ہو گا. وہ کسی "
". ٹائم تو اپنے موبائل سے توجہ ہٹائے گا ہی سہی. تم نکال لینا نمبر اُس ٹائم

. فائقہ اُسے اور بھی بہت سارے آئیڈیاز دیتی فون بند کر چکی تھی

صبا نے فون بند کرتے نظر پورے ڈرائنگ روم میں گھمائی تھیں جب اُسے ایک سائیڈ پر ہشام اور زیان باتیں کرتے نظر آئے تھے. ہشام کے ہاتھ میں موبائل تھا. جس کے ساتھ زیان سے باتوں کے درمیان وہ کھیلنے میں . مصروف تھا. کبھی پاس پڑے ٹیبل پر رکھتا تھا کبھی پھر اُٹھا لیتا تھا

آخر کار بہت دیر کے بعد ہشام موبائل وہیں رکھتا زیان کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا. صبا جو کب سے اِسی لمحے کے انتظار میں تھی. اُن دونوں کو ڈرائنگ . روم سے باہر نکلتے دیکھ موقع ملتے ہی ہشام کے موبائل کے پاس پہنچی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی زیان اور عائلہ کا نکاح ہو چکا تھا. اُس کے بعد سے مِنہا اُس کو سنبھالنے کے لیے اُس کے پاس ہی تھی. لیکن ابھی زیان کے کہنے پر کہ اُسے اپنی نئی نویلی بیوی سے ملنا ہے وہ نیچے آ گئی تھی.

جہاں سامنے ہی اُس نے ہشام کو ارد گرد موجود لوگوں کی پرواہ کیے بغیر اپنی جانب پر شوق نظروں سے دیکھتا پایا تھا. مِنہا نے وہاں سے ہٹنا چاہا تھا. مگر فاریہ مِنہا کا ارادہ بھانپ کر اُس کا ہاتھ پکڑ کر پاس بیٹھا چکی تھی.

وہاں ہشام کی تقریباً ساری فیملی ہی موجود تھی. اِس لیے مِنہا کچھ زیادہ ہی گھبرا رہی تھی. مگر ہشام بنا کسی کی پرواہ کیے پورے حق سے اپنی حسین بیوی

کے دلفریب رُوپ کو آنکھوں کے راستے دل میں بسانے میں مصروف تھا.
.اور مِنہا اِس سب سے مسلسل پزل ہو رہی تھی

وہ اِس وقت ٹی پنک اور گرے کنڑانس کے لانگ فراک کے نیچے پلازو زیب تن کیے. اپنے کھلے سیاہ لمبے بالوں کو نیچے سے کرل کر کے آگے کی جانب کیے کوئی حسین پری لگ رہی تھی. سیاہ زلفوں کی حسین آبشاروں سے جھانکتے اُس کے چہرے کی معصومیت اور الوہی مُسکان اُسے باقی سب سے منفرد اور نمایاں بنا رہی تھی. میک کے نام پر آج بھی اُس نے پنک لپسٹک, مسکارا, بلش آن اور ہلکی پھلکی میچنگ جیولری نے اُس کے حُسن کو مزید نکھار دیا تھا. ڈریس کا ہم رنگ دوپٹہ گلے میں ڈالے ٹھنڈ کی وجہ سے کندھوں پر ڈارک پنک کلر کی ویلوٹ کی شال اوڑھے وہ بہت ہی پُر وقار سی لگ رہی تھی. اُوپر سے ہشام کی نظروں سے کنفیوز ہو کر مزید سُرخ ہوتی وہ سیدھی .ہشام کے دل میں اُتر رہی تھی

وہ نجانے اور کتنی دیر ایسے ہی بے خود سا مِہنا کو گھورتا رہتا جب تیمور اُس کے پاس آ بیٹھا تھا.

"ہشام بھائی بچاری ہماری بھابھی کو اور کتنا پزل کریں گے. بچاری کیوٹ سی میری بھابھی پہلے ہی اچھی خاصی گھبرا چکی ہیں."

تیمور کو لگا تھا ہشام اُس کی بھابھی والی بات کی نفی کرے گا مگر اپنی بات کے جواب میں ہشام کو قہقہ لگاتے دیکھ تیمور حیران ہوا تھا.

"یار کیا کروں دل کے ہاتھوں مجبور اور بے بس ہوں"

ہشام کے مسکرا کر دیئے جانے والے جواب پر تیمور نے آنکھیں پھاڑے
.ایک نظر مِنہا پر ڈال کر پھر ہشام کی جانب دیکھا تھا

".اِس کا مطلب یہ فاریہ آپی کی دوست ہی ہماری وہ والی بھابھی ہیں "

تیمور کا حیرت سے کھلا منہ بند ہی نہیں ہو رہا تھا. اُسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا.
کہ جس لڑکی کی وجہ سے اُن کے گھر میں ایک سرد جنگ چھڑی ہوئی ہے. وہ
لڑکی یہ ہے. جسے دیکھ کر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کبھی اِس نے اُونچی آواز
.میں بات بھی کی ہو

ہشام بھائی یہ تو اِتنی معصوم اور کیوٹ سی ہیں. آپ ابھی اِن کو گھر والوں "
" .سے ملوا دیں دیکھ لیجئے گا سب مان جائیں گے

. تیمور ایک دم خوش ہوتے ایکسائٹڈ ہوا تھا

ہمہ بہت جلد ملوانے کا ارادہ رکھتا ہوں. مگر آج نہیں. میں کسی بھی "
ناخوشگوار واقعے کی وجہ سے زیان کی شادی کا فنکشن خراب نہیں کرنا چاہتا.
" . یہ شادی ختم ہوتے ہی میں اپنی وائف کو سب سے ملوادوں گا

ہشام پر عزم لہجے میں کہتا مسکرایا تھا. اُس کی نظریں ابھی بھی مِنہا پر ٹکی ہوئی
. تھیں

. ہشام نے اُس کی جانب دیکھتے میسج ٹائپ کیا تھا

" مائی بیوٹیفل لیڈی اِس وقت تم جتنی خوبصورت لگ رہی ہو نا. میرا بے ایمان ہو تا دل یہ چاہ رہا ہے کہ ابھی سب کو ساری حقیقت بتا کر تمہیں آج اپنے ساتھ پورے حق سے اپنے گھر لے جاؤں ".

ہشام کو میسج پڑھ کر مِنہا کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا. اُس نے نفی میں سر ہلاتے جواب لکھا تھا .

" نہیں ہشام پلیز آپ ایسا کبھی نہیں کریں گے . "

مِنہا کے چہرے کے ایکسپریشن ملاحظہ کرنے کے ساتھ ساتھ میسج پڑھ کر ہشام کو بہت مزا آیا تھا.

" تو ٹھیک ہے ابھی مجھے ملنا ہے تم سے. جہاں میں بلاؤں گا وہاں آجاؤ . "

.ہشام میسج ٹائپ کرتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا

نہیں میں نہیں آؤں گی. آپ کو زیادہ پھیلنے اور فری ہونے کی ضرورت "
" . بلکل بھی نہیں ہے

.مِنہا ہشام کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی نڈر ہوئی تھی

لیکن اُس کے بعد ہشام کا کوئی ریپلائی نہیں آیا تھا. جس پر مِنہا ہشام کی ناراضگی کا سوچ کر بے چین ہوئی تھی. مگر دوبارہ میسج کرنے کی ہمت بھی نہیں ہوئی تھی. اُسے ویسے ہی ہشام سے ایک جھجک سی محسوس ہوتی تھی. اور اب تو اُس کے سرعام اظہار کے بعد تو ہشام اور اُس کی شوخ نظروں کا مقابلہ .کرنا مِنہا کے لیے کچھ زیادہ ہی مشکل ہو گیا تھا

.ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب فاریہ مِنہا کی جانب متوجہ ہوئی تھی

مِنہا تم تو اِس گھر کے ہر ایریے سے واقف ہو. فاخرہ آنٹی کہہ رہی تھیں "
کہ اُوپر سٹور روم کے ساتھ والے روم میں عائلہ کے کچھ ڈریسز رکھے ہیں وہ
". تو پلیز لے آؤ

.فاریہ کی بات پر مِنہا خاموشی سے سر ہلاتی اُٹھ گئی تھی

.جسے جاتا دیکھ فاریہ ہشام کو ڈن کا میسج کرتی مسکرا دی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میر زیان حیدر نے سرشاری کے عالم میں عائلہ کے روم میں قدم رکھا تھا. وہ بہت خوش تھا کیونکہ محبت کے پہلے میدان میں بہت اچھے سے کامیاب ہو چکا تھا. عائلہ کے تمام حقوق وہ اپنے نام لکھوا چکا تھا .

زیان کے اندر داخل ہوتے ہی سامنے سے اُس پر تکیوں جیولری کے باکسز اور جو جو چیز عائلہ کے ہاتھ میں آ رہی تھیں. وہ اُسے زیان پر برسات کیے جا رہی تھی .

" ظالم لڑکی کون اپنے نئے نویلے دلہے کا اِس طرح استقبال کرتا ہے ؟ "

زیان دونوں ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرتے اُس تک پہنچا تھا. جو اُسے کسی صورت بخشنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی .

زیان نے اُس کے دونوں ہاتھ پکڑنے چاہے تھے. جنہیں عائلہ فوراً جھٹکتے پیچھے ہوئی تھی.

"میر تمہیں زرا شرم نہیں آئی مجھے اتنی گھٹیا دھمکی دیتے ہوئے. اگر خدانخواستہ غلطی سے بھی گولی چل جاتی تو. تم سوچ بھی کیسے سکتے ہو. خود کو نقصان پہنچانے کے بارے میں."

عائلہ سُرخ ہوتی آنکھوں میں آنسو لیے اُسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولی. جو محبت پاش نظروں سے اپنی دیوانی کو دیکھ رہا تھا. جو صرف اِس بات اتنا رو کر خود کو ہلکان کر رہی تھی کہ اُس نے اپنی کنپٹی پر پستول کیوں رکھا.

زیان نے اُسے دونوں کندھوں سے تھام کر قریب کرتے اپنے حصار میں لیا تھا.

"جب اتنا پیار کرتی ہو تو دور جانے کی کوشش کیوں کر رہی ہو. اور میری زندگی! میرا اتنی جلدی مرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے. ابھی تو مجھے تمہارے ساتھ مل کر اپنی خوبصورت لائف جینی ہے. بہت سارا انجوائے کرنا ہے. تم سے بے پناہ محبت کرنی ہے. جو گن میں نے اپنی کنپٹی پر رکھی تھی اُس میں بلٹس تھی ہی نہیں وہ خالی تھی. میں نے وہ سب صرف تمہیں منانے کے لیے کیا کیونکہ میں جانتا تھا. تم میرے پسٹل رکھنے پر ہی مان جاؤ گی. گولی چلانے کی نوبت ہی نہ آتی.

تم سیدھی طرح تو ماننے والی تھی ہی نہیں. اِس لیے تمہیں تمہارے طریقے سے منانے کے لیے مجھے یہ سارا ڈرامہ کرنا پڑا."

زیان کی پوری بات سنتے عائلہ نے اپنے بے وقوف بنائے جانے پر اُسے غصے سے گھورتے اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا. جبکہ زیان قہقہ لگاتے اُس کی کوشش ناکام بنا چکا تھا.

"میر زیان حیدر تمہیں جتنا سیدھا انسان میں نے سمجھا تھا تم اُتنے ہو نہیں. مجھے نہ ہی تم سے پیار ہے، نہ تم سے بات کرنی ہے اور نہ ہی تمہارے ساتھ رہنا ہے."

عائلہ عجیب سی بے چینی کا شکار تھی کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ زیان اُس کی بیماری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا. جب اُسے پتا چلے گا تو اُس پر کیا بیتے گی. وہ زیان کے سامنے آنے والے رد عمل سے بہت زیادہ خوفزدہ تھی.

مگر میں نے جتنا پاگل تمہیں سمجھا تھا تم اُتنی ہی پاگل ہو. لیکن جتنی بھی "
کوشش کر لو اب پوری زندگی میری محبت کے مضبوط حصار سے نکل نہیں پاؤ
". گی

زیان اُسے اپنی بانہوں میں بھینچتے محبت سے بولا. جس پر عائلہ کی آنکھوں
.کے کٹورے آنسو سے بھر گئے تھے

". اور اگر میں کہوں میری زندگی ہے ہی بہت کم ہے تو "

ایک بار پھر عائلہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے. جنہیں اِس بار بے
.مول ہونے سے پہلے ہی زیان نے اپنے ہونٹوں سے چن لیے تھے

زیان کی بے اختیار حرکت پر عائلہ اِس سچویشن میں بھی شرم سے سُرخ ہوئی تھی.

" ....میر مجھے "

عائلہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زیان نے اُس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اُسے خاموش کروادیا تھا.

" .میں سب جانتا ہوں. ڈاکٹر عدیلہ مجھے سب بتا چکی ہیں "

عائلہ نے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے زیان کی جانب دیکھا تھا. جس پر زیان نے اثبات میں سر ہلاتے اُس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنے قریب کیا تھا.

"تمہیں مجھ پر اور میری محبت پر زرا سا بھروسہ بھی نہیں تھا. تم ایک بار مجھ سے بات کر کے تو دیکھتی. تم نے کیسے مجھ سے دور جانے کا فیصلہ کر لیا. اور تمہیں کیا لگا تھا میں تمہیں خود سے دور جانے دوں گا ".

عائلہ بنا کچھ بولے خاموشی سے اپنے میر کی جانب دیکھ رہی تھی. جو اُس سے بھی کئی گنا زیادہ پیار پیار عائلہ سے کرنے لگا تھا. جتنا وہ اُس سے چاہتی تھی .

"پرسوں لندن سے تمہارے ٹریٹمنٹ کے لیے ڈاکٹرز کی ٹیم یہاں پہنچ جائے گی. اور تمہارا اپریشن ٹریٹمنٹ سٹارٹ ہو جائے گا. میری اُن سے تفصیل سے بات ہو چکی ہے. اُن کے مطابق 70% لوگ آرام سے اِس بیماری سے سروائیو کر چکے ہیں. اور مجھے پورا یقین ہے میرا دل کہتا ہے تم کچھ دنوں تک بلکل سہی سلامت میرے سامنے کھڑی ہو گی ".

.زیان کی بات پر پہلی بار عائلہ کی مایوس آنکھوں میں اُمید کی کرن جاگی تھی

" .کیا تم میری خاطر میرے ہر فیصلے میں میرا ساتھ دو گی "

زیان نے عائلہ کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلاتے پر یقین لہجے میں پوچھا تھا.
جس کے جواب میں عائلہ نے سر اثبات میں ہلاتے اپنا نازک ہاتھ اُس کے
.مضبوط ہاتھ میں دے دیا تھا

وہ تو پہلے ہی اِس شخص کی اسیر تھی. اب تو وہ اُس کا محرم بھی بن چکا تھا. اور
جس طرح اپنے کہے کے مطابق وہ واقعی اُس کی زندگی کے دکھ ختم کرنے
.کے لیے پہلا قدم اُٹھا چکا تھا. عائلہ تو مزید اُس کی دیوانی بن چکی تھی

" مگر مجھے ہاسپٹل پر اُن مشینوں اور دوائیوں میں جکڑا رہ کر اپنی لائف کے یہ حسین ترین دن نہیں گزارنے. وہ کڑوی دوائیاں اور انجکشن نہیں لگوانے مجھے. مجھے بہت ڈر لگتا ہے اِن سب چیزوں سے. پلیز کیا اِن سب کے علاوہ کوئی ٹریٹمنٹ نہیں ہو سکتا ."

عائلہ بچوں کی طرح منہ بسورتے بولتی زیان کو اتنی پیاری لگی تھی کہ کب سے اپنے جذبات پر قابو کیے کھڑے زیان کا خود پر کنٹرول ختم ہوا تھا.

زیان عائلہ کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے اپنے بے انتہا قریب کرتے اُس کے چہرے پر جھکا تھا.

" کڑوی دوائیاں نہیں مگر یہ محبت بھرا لمس تو چلے گا نا ."

زیان نے باری باری اُس کی دونوں گالوں پر محبت بھرا لمس چھوڑتے پوچھا
. تھا. جس پر عائلہ نے گھبرا کر اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا

کیا ہوا یار پہلے تو تم بڑی شیرنی بنی رہتی تھی. میرے منع کرنے کے باوجود "
خود ہی میرے قریب آنے کی کوشش کرتی تھی. بس اتنی سی ہی ہمت تھی.
". اب میرے میدان میں آتے ہی سب ختم

. زیان اِس بار عائلہ کے ہونٹوں کو فوکس کرتے ایک بار پھر اُس پر جھکا تھا

" . میر پلیز میں بیمار ہوں "

عائلہ نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے روکنا چاہا تھا. جب کہ اور کچھ سمجھ نہ آتے وہ جو دماغ میں آیا تھا زیان کو روکنے کے لیے بول گئی تھی. جسے سن کر زیان نے اُس کا ہاتھ ہٹاتے ایک جاندار قہقہ لگایا تھا.

" میں بھی بیمار ہوں تمہارا. اور ٹرسٹ می میری بیماری زیادہ خطرناک ہے "

زیان بنا کوئی لحاظ کرتے عائلہ کی سانسوں میں اپنی سانسیں اتارنے لگا تھا.

اپنی محبت کا ایک مہکتا احساس اُس کی رگ وپے میں اُتارتے زیان کافی دیر بعد عائلہ سے جدا ہوا تھا. جس پر عائلہ پھولی سانسوں اور بے ترتیب دھڑکنوں کے ساتھ بُری طرح شرم سے چور زیان سے نظریں چراتے اُس کے مضبوط سینے میں سر ٹکا گئی تھی.

.زیان نے بھی جواب میں اُسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا

میر میں تمہیں عشق کی حد تک چاہنے لگی ہوں. اپنی بہت ساری زندگی "
" .تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں

زیان کے اتنے یقین دلانے پر بھی عائلہ کے اندر کا ڈر کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا. زیان اُسے جتنا اِس ذہنی ٹینشن سے نکالنا چاہتا تھا وہ اُتنا ہی اُس .سب کے بارے میں سوچ کر خود کو پریشان کر رہی تھی

تو میری جان میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں نا. ہم اب ہمیشہ ساتھ رہیں گے. "
تم کیوں فضول باتیں سوچ کر خود کو پریشان کر رہی ہو. میرے بارے میں سوچو کل سے ہماری شادی ہے اُس کے بارے میں سوچو. تم اپنی اِن

خوبصورت آنکھوں میں حسین خواب سجاؤ میں وعدہ کرتا ہوں اُن سب کو
پورا میں کروں گا ."

زیان بہت ہی صبر و تحمل سے عائلہ کی ہر پریشانی دور کر رہا تھا. جب اُس کی
نظریں عائلہ کی ڈریسنگ پر گئی تھیں .

ریڈ دوپٹے کے نیچے ٹائٹ پینٹ اور شرٹ میں اُس کا متناسب سراپا مزید
نمایاں ہو رہا تھا. جوڑے میں مقید بالوں کی بہت سی لٹیں چہرے کے گرد
پھیلی بادلوں سے جھانکتے چاند کا سا دلفریب نظارہ پیش کر رہی تھیں. زیان تو
اِس دلکش منظر میں کھو سا گیا تھا. اُس نے بنا کچھ بولے عائلہ کا دوپٹہ اُتار دیا
تھا .

"میر یہ کیا کر رہے ہو ."

عائلہ زیان کی نظروں اور حرکت پر ایک دم بوکھلا گئی تھی. اُسے آج زیان کی شوخ نظریں بنا دوپٹے کے اپنے سراپے پر محسوس ہوتے پہلی بار دوپٹے اور مناسب کپڑوں کی اہمیت کا احساس ہوا تھا.

" میر کیا ہے پلیز ایسے مت دیکھو. "

ہر جگہ اپنی بولڈ نس اور کانفیڈ نس کی وجہ سے جانے جانی والی عائلہ اکرام اِس وقت میر زیان حیدر کے سامنے شرم وحیا کا مکمل پیکر لگ رہی تھی. جس سے زیان کی نگاہیں برداشت کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا.

" یہ ہی کہ واقعی تم اِن کپڑوں میں لگتی تو بہت ہاٹ ہو. اگر تمہیں یہ اتنے ہی پسند ہیں تو تم اِنہیں پہن سکتی ہو. "

زیان کی بات پر عائلہ نے کچھ بے یقین اور کچھ مشکوک نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جس کا اگلا جملہ عائلہ کو واپس نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا تھا.

" لیکن باہر نہیں. صرف بیڈ روم میں رات کو میرے سامنے ".

زیان کی آنکھوں میں چھپی شرارت پر عائلہ نے ایک مکہ سیدھا اُس کے سینے پر رسید کیا تھا.

" میر تم تو بہت زیادہ بے شرم ہو. میں تو تمہیں اچھا بھلا شریف انسان سمجھتی تھی. میں آج سے پکی توبہ کرتی ہوں ایسے کپڑے کبھی نہیں پہنوں گی. اور نہ ہی کچھ لوگوں کو بلاوجہ خود ہر لائن مارنے کا موقع دوں گی ".

عائلہ اُس کے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ لیتے بیڈ پر رکھے کپڑے اُٹھاتی اُسے کو جتاتی نظروں سے دیکھتی واش روم کی جانب بڑھی تھی .

مگر اُس سے پہلے ہی زیان کی گرفت میں ایک بار پھر عائلہ کے دوپٹے کا پلو آ چکا تھا. جس پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے زیان نے عائلہ کو ایک بار پھر اپنے قریب کھینچ لیا تھا .

" میری جان ایک بار مکمل طور پر میری دسترس میں آؤ تو سہی پھر بتاؤں گا تمہیں کہ کس حد تک اور کتنا شریف ہوں میں ". "

زیان عائلہ کی سرخ ہوتی کان کی لوح کو چامتا نرمی سے اپنے حصار سے آزاد کرواتا باہر نکل گیا تھا. جبکہ پیچھے کھڑی عائلہ دل پر ہاتھ رکھے اپنی احتجاج کرتی دھڑکنیں کنڑول کرنے لگی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا اُوپر جانے کے لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھ ہی رہی تھی. جب اچانک دوسری طرف سے سامنے آتی شائستہ بیگم سے ٹکرا گئی تھی. جس کے نتیجے میں اُن کے ہاتھ میں پکڑی جیولری باکس اور ڈریسز سے بھری ٹوکری نیچے جا گری تھی.

" .آئم ریلی سوری آنٹی آئم ویری سوری. میں نے دیکھا ہی نہیں آپ کو "

مِنہا بنا اُن کی جانب غور کیے نیچے گری ٹوکری میں چیزیں واپس سے رکھ کر سیٹ کرتی سیدھی ہوئی تھی. مگر سامنے کھڑی ہشام کی ماما کو دیکھ وہ اُن کی نظروں سے تھوڑی نروس ہو گئی تھی .

اُن کی نظروں سے اُسے لگ رہا تھا کہ وہ اُس کے بارے میں سارا سچ جانتی ہیں.

" اٹس اوکے بیٹا. آپ فاریہ کی دوست ہو نا. اُس دن پارٹی میں دیکھا تھا آپ کو. "

.شائستہ بیگم کی بات پر کہ یہ اُس کا وہم تھا. وہ ریلیکس ہوئی تھی

" .جی آنٹی میں فاریہ اور عائلہ دونوں کی فرینڈ ہوں "

.منہا نے اپنی مخصوص نرم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا

.شائستہ بیگم کو مِنہا تو پہلے دن ہی بہت پسند آئی تھی

مجھے آپ سے مل کر بہت اچھا لگا بیٹا. ایسے ہی ہنستی مسکراتی سدا سہاگن " رہو. اور میرے بیٹے کو ہمیشہ خوش رکھنا. جب سے آپ اُس کی زندگی میں آئی ہو. میرے بیٹے کے چہرے کی خوشی اور آنکھوں کی چمک بڑھ گئی ہے. اُسے کبھی خود سے کسی بھی صورت دور مت ہونے دینا. ہمیشہ اُس کے ہر فیصلے میں قدم ملا کر اُس کے ساتھ کھڑی رہنا. بہت محبت کرتا ہے وہ تم سے ".

شائستہ بیگم اُس کا ماتھا چوم کر اُسے بلکل ماؤں کی طرح سمجھاتیں آگے بڑھ گئی تھیں. مِنہا نجانے کتنے ہی لمحے وہاں کھڑی اُن کے لہجے اور الفاظ کی خوبصورتی محسوس کرتی رہی تھی.

سیڑھیاں چڑھتے بھی اُس کے مائنڈ میں شائستہ بیگم کے الفاظ گردش کر رہے تھے. اُسے وہ بہت اچھی لگی تھیں. اُس نے آج تک ماں کا لمس محسوس نہیں کیا تھا. شائستہ بیگم کے لمس نے آج اُسے ایک ممتا کے لمس سے روشناس کروایا تھا.

مِنہا اپنی ہی سوچوں میں گم فاریہ کے بتائے گئے روم میں داخل ہوئی تھی. جیسے ہی وہ ڈریسز اُٹھانے کے لیے آگے بڑھی اُسے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی. مِنہا ایک دم خوفزدہ ہوتی واپس مڑی تھی. مگر

دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہشام کو دیکھ مِنہا کے چہرے سے
.خوف کے آثار کچھ کم ہوئے تھے. اور ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی

" آپ راستے سے ہٹیں مجھے نیچے لے کر جانا ہے یہ سب. دیر ہو گئی تو سب
".کیا سوچیں گے

.مِنہا ہشام کی جانب دیکھنے سے گریز کرتی اِدھر اُدھر دیکھتے بولی

" یار یہ تمہیں پوری دنیا کی پرواہ ہے. مگر اپنے اِس بچارے شوہر کی زرا بھی
" .پرواہ نہیں

ہشام مِنہا کے قریب آتے لوح دیتی والہانہ نظروں سے اُس کے چہرے پر
.بکھرے رنگوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

" .بچارہ شوہر آپ بچارے کہاں سے لگتے ہیں "

مِنہا اُس کی بات کا مذاق اُڑاتے اُسے قریب آتا دیکھ پیچھے کی جانب قدم
.بڑھاتے بولی

" جس شوہر کو اُس کی بیوی منہ نہ لگائے وہ بچارا ہی ہوا نا. جتنا تم مجھے اگنور
". کر رہی ہو. ایک ایک چیز سود سمیت لوٹاؤں گا

ہشام کے کافی زیادہ قریب آجانے پر اپنے پیچھے دیوار دیکھ منہا نے سائیڈ سے
نکلنا چاہا تھا. مگر اُس سے پہلے ہی ہشام ہاتھ بڑھا کر اُسے اپنی قید میں لے چکا
.تھا

.مِنہا کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے ہشام نے اُسے اپنے قریب کیا تھا

" اب مجھ سے کسی قسم کا فرار ممکن نہیں ہے سویٹ ہارٹ. تمہارا ہر راستہ
".اب مجھ پر ہی آکر ختم ہوتا ہے

ہشام کی نظریں مِنہا کی ٹھوڑی پر موجود گڑھے پر ٹکی ہوئی تھیں. جس پر
نظریں جمائے آخر کار خود پر کنٹرول نہ رکھ پاتے ہشام نے اُس پر اپنے ہونٹوں
.کا شدت سے بھرپور لمس چھوڑا تھا

مِنہا نے کسمسا کر خود میں سمٹتے ہشام کی شدتوں سے بچنے کے لیے اُسی کے
.سینے میں سر چھپا لیا تھا

"آپ کی ماما مجھے ملی تھیں ابھی. آپ نے اُنہیں بتا دیا میرے بارے میں. بہت پیاری ہیں وہ. مجھے بہت اچھی لگیں. بلکل سگی ماں کی طرح پیار کیا اُنہوں نے مجھے."

مِنہا نے ہشام کے سینے سے لگے اپنی فیلنگز بیان کی تھیں. اُسے حقیقت میں اُن سے مل کر بہت خوشی ہو رہی تھی.

"اچھا جی. اُن کے تھوڑی دیر پیار کرنے پر وہ اتنی پیاری لگیں. اور اُن کا بیٹا جو اتنے دنوں سے پیار کر رہا ہے. اُس پر زرا پیار نہیں آتا کیا تمہیں."

ہشام کے مصنوعی غصہ دلانے پر مِنہا اُس کے سینے سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھتی نفی میں سر ہلاتی کھلکھلا کر ہنسی تھی.

ہشام مبہوت سا اُس کی جانب دیکھا گیا تھا. جو اُس کے سامنے پہلی بار اِس طرح خوش اور ہنس رہی تھی. مِنہا کا یہ حسین روپ ہشام کے دل کی دنیا تہس نہس کر گیا تھا.

ہشام نے ایک جھٹکے سے مِنہا کو اپنے قریب تر کیا تھا. اتنا کے دونوں کے چہرے ایک دوسرے سے ایک انچ کی دوری پر تھے.

" آئی لو یو سو مچ. میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں. تم بہت ضروری ہو چکی ہو میرے لیے. کبھی کسی قیمت پر بھی تمہیں خود سے دور نہیں ہونے دوں گا. وعدہ کرو کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی".

ہشام نے مِنہا کی آنکھوں میں جھانکتے محبت سے چور لہجے میں کہا تھا. جس پر اب کی بار مِنہا اتنی محبت پر پیار بھری نظروں سے ہشام کی جانب دیکھے گئ تھی .

" اگر آپ کو اپنی بات کا جواب چاہیئے تو کچھ دیر کے لیے آپ کو سٹیچو بننا پڑے گا."

مِنہا کی معصوم سی خواہش پر مسکراتے ہشام فوراً مان اُس کی بات مان گیا تھا.

مِنہا نے شرارتی نظروں سے ہشام کی جانب دیکھتے ہاتھ بڑھا کر اُس کی آنکھوں پر رکھ دیا تھا. تاکہ اُس کی نگاہوں سے بچ سکے. اور پھر ہشام کے پیروں پر اپنے پیر رکھتے پنجوں کے بل اُوپر ہوتے وہ ہشام کے کان کے قریب ہوئی تھی.

" آئی لو یو ٹو ڈیئر ہز بینڈ. آپ میرے لیے میری سانسوں سے بھی زیادہ ضروری ہو چکے ہیں. اور میں جانتی ہوں. آپ ہمیشہ ہر مشکل وقت میں ایسے ہی میرے ساتھ کھڑے رہیں گے. میں بھی وعدہ کرتی ہوں کبھی بھی آپ سے دور جانے کا خیال دل میں نہیں لاؤں گا ".

مِنہا بلکل ہشام کے کان میں گھسی سرگوشیانہ لہجے میں بولتی ہشام کو اپنے مسحور کن انداز سے ہپنوٹائز کر گئی تھی .

" آپ ایسے ہی یہاں آنکھیں بند کر کے کھڑے رہیں. مجھے آپ کو کچھ دیکھانا ہے. جب تک میں نہ کہوں آپ آنکھیں نہیں کھولیں گے ".

مِنہا ہشام سے دور ہوتی آنکھوں میں شرارت بھرے دبے قدموں سے دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی. وہ جانتی تھی کہ ہشام کے آنکھیں کھولنے کے بعد اُس کے کیے گئے اظہار کا انعام سہنے کی ہمت نہیں تھی اُس میں. اِس لیے وہ اپنی چالاکی سے پہلے ہی فرار ہونا چاہتی تھی.

" اب کھول دیں آنکھیں. "

مِنہا آرام سے دروازے کا لاک کھول کر دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی ہوتی مسکرا کر بولی. بند آنکھوں سے ہی اُس کی آواز کی سمت کا تعین کرتے مِنہا کی چالاکی پر ہشام کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" مِنہا شرافت سے واپس آجاؤ. ورنہ اچھا نہیں ہوگا. "

.ہشام وارن کرتا اُس کی جانب بڑھا تھا

". نہیں اگر میں واپس آگئی تو میرے ساتھ اچھا تب نہیں ہو گا "

.مِنہا کھلکھلا کر ہنستی اُسے ٹھینگا دیکھاتی باہر کی جانب بھاگ گئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا نے ہشام سے اجازت لے لی تھی کہ وہ دو دن تک عائلہ کی رخصتی تک
.اُس کے پاس ہی رہے گی. جس پر کچھ دیر کی بحث کے بعد ہشام مان گیا تھا

مِنہا عائلہ کے پاس ہی بیٹھی تھی جب اچانک اُس کی نظر بار بار روشن ہوتی
.موبائل سکرین پر پڑی تھی. اُسے لگا تھا کہ شاید ہشام کے میسجز ہوں

منہا نے مسکراتے ہوئے جیسے ہی نوٹیفیکیشن اوپن کیے انجان نمبر سے آئے میسج دیکھ وہ حیران ہوئی تھی. مگر میسج پڑھ کر اُس کے چہرے کا رنگ اُڑ چکا تھا.

"اگر اپنے شوہر ایس پی ہشام گردیزی کی سلامتی چاہتی ہو تو اُس کی زندگی سے نکل جاؤ. ورنہ اُس کی موت کی ذمہ دار تم ہو گی. اور خبردار جو اِس بارے میں اُسے کچھ بھی بتانے کی کوشش کی تو. اگر اُس کی اتنی سیکیورٹی کے باوجود ہم تم تک پہنچ سکتے ہیں تو سوچ لو کہ تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے بھی ہوں گے. اگر زرا بھی ہوشیاری دیکھانے کی کوشش کی تو ہشام گردیزی کے نقصان کی ذمہ دار تم ہو گی".

مِنہا جلدی سے عائلہ کے پاس سے اُٹھتی ٹیرس پر آگئی تھی. اُسے یہ اور اِس طرح کے تین چار مزید دھمکیوں بھرے میسج پڑھ کر اپنی سانس اٹکتی محسوس ہو رہی تھی.

مِنہا کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے تھے. اُسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے. ہشام کو بتانے کا رسک لے یا نہ لے. اور اگر اُس کے بتانے سے سچ میں اُن لوگوں نے ہشام یا اُس کی فیملی میں سے کسی کا نقصان پہنچا دیا تو.

مِنہا کو یہ سب سوچتے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا. ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ کتنی خوش تھی. کیا اُس کی خوشیوں کی مدت اتنی کم تھی. کیا ہشام کا ساتھ واقعی اُس کو نہیں ملنا تھا. مِنہا کو لگ رہا تھا کہ اُس کے دل کے تمام خدشات سچ ہو رہے ہیں. منہا نے ہشام کو بتانا چاہا تھا. مگر پھر وہ دھمکی یاد آتے ہی اُس

نے سختی سے خود کواِس سب سے باز رکھا تھا. وہ کسی قیمت پر ہشام کو کچھ نہیں
.ہونے دے سکتی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

فائقہ نے صبا کے نمبر بھیجنے کے فوراً بعد ہی بہت سوچ سوچ کر میسج لکھ کر مِنہا
کو سینڈ کر دیئے تھے. لیکن وہ یہ سب نہیں اِس سے بھی بہت بڑا کرنا چاہتی
تھی. وہ جانتی تھی کہ زیادہ دیر تک وہ مِنہا کو اِن خالی خولی دھمکیوں سے
روک کر ڈرا کر نہیں رکھ سکتی تھی. فائقہ کا بس ایک ہی مقصد تھا ہشام
گردیزی سے بدلہ لینا. اُسے برباد کرنا تاکہ وہ بھی کبھی خوش نہ رہ سکے. اُسے
. بھی پتا چلے کہ کسی سے اُس کی محبت کو چھیننا کیسا ہوتا ہے

فائقہ اِس وقت انتقام میں اِس قدر اندھی ہو چکی تھی کہ وہ یہ بھول گئی تھی کہ ہشام گردیزی کوئی اور نہیں بلکہ اُس کے سگے ماموں کا اکلوتا بیٹا ہے. اور کبھی اُس کے دل کے بہت قریب رہ چکا ہے. وہ تو بس ہشام گردیزی کو ویسے ہی روتا دیکھنا چاہتی تھی. جیسے ہشام نے اُس کے جذبات کا خون کرتے اُسے رُلایا تھا.

اُس کا دھیان بار بار رفیق نیازی کی جانب جا رہا تھا. جو اِس سب میں اُس کی بہت زیادہ مدد کر سکتا تھا. فائقہ کل رات سے کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی. کہ جس سے وہ رفیق نیازی سے رابطہ کر سکے. اور رفیق نیازی بقول فائقہ کے اپنی بھیجی گئی آفت کو خود ہی آکر لے جائے.

فائقہ اِنہیں سوچوں میں گم تھی جب اُس کے موبائل پر ایک انجان نمبر سے فون آنے لگا تھا.

" .جی آپ کون بول رہے ہیں "

ایک اجنبی شخص سے اپنا بلکل ٹھیک نام سن کر فائقہ کافی حیران ہوئی تھی.
.جب اُس کے سوال پر دوسری جانب سے ایک بے ہنگم قہقہہ گونجا تھا

" دیکھیں چاہے اِس وقت میں آپ کے لیے انجان سہی مگر آپ کا بہت بڑا خیر خواہ ثابت ہو سکتا ہوں. اِس وقت ہم دونوں کا دکھ سانجھا ہے. اور دشمن بھی ایک ہی. تو کیوں نہ کچھ ٹائم کے لیے ایک دوسرے کی مدد لے لی جائے . "

رفیق نیازی نے ہمیشہ کی طرح ہشام کو سامنے سے وار کرنے کے بجائے پیٹھ پیچھے سے گھٹیا چال چلنے کی پلیننگ کی تھی. جس میں اُسے ہشام کے ہی کسی

گھر کے فرد کی ضرورت تھی. اور اُس کی معلوم اور مخبر کے مطابق اِس وقت
.اِس لڑکی سے زیادہ بہتر آپشن کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا

میں سمجھی نہیں تم کون بات کر رہے ہو. اور مجھے فون کیوں کیا. کیا چاہتے "
".ہو مجھ سے

.فائقہ کچھ کچھ سمجھ چکی تھی. مگر پوری تسلی کیے بغیر کچھ نہیں بول سکتی تھی

رفیق نیازی بات کر رہا ہوں میں. ایس پی ہشام گردیزی اور اُس کی بیوی کا "
سب سے بڑا دشمن. اور تمہارے مشکل وقت میں سب سے بڑا مددگار. جس
وقت میں تمہارے ماں باپ اور بھائی نے بھی تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر
دیا ہے. اور مجھ سے کوئی بھی بات چھپانے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے.
" .میں تمہارے بارے میں ساری معلومات حاصل کر چکا ہوں

رفیق نیازی نے تفصیل بتاتے ساری بات کلیئر کر دی تھی. جس پر فائقہ خوش ہوتے مسکرائی تھی. اُس کی ابھی مانگی جانے والی دعا اتنی جلدی قبول ہو جائے گی اُس نے سوچا ہی نہیں تھا. فائقہ کو یقین ہو چکا تھا کہ اب اُس کی چال کسی صورت ناکام ہونے والی نہیں تھی.

" مگر تمہارا ساتھ دینے میں میرا کیا فائدہ ہو گا . "

فائقہ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد اُس کا ساتھ دینے کی حامی بھرنا چاہتی تھی.

وہ لڑکی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہشام گردیزی کی زندگی سے نکل جائے گی. "
اور ہشام گردیزی پہلے کی طرح تمہارا ہو جائے گا. تمہیں بس وہی کرنا ہو گا جو
". میں کہوں گا. اِسی میں ہی ہم دونوں کا فائدہ ہے

رفیق نیازی اِس لڑکی کے اتنی جلدی مان جانے پر خوش ہوتا جلدی جلدی
بولا.

" . ٹھیک ہے میں تمہاری بات ماننے کو تیار ہوں. مجھے کیا کرنا ہو گا "

فائقہ بھی جلد از جلد ہشام کی بیوی کو اُس کی زندگی سے نکالنا چاہتی تھی. رفیق
نیازی نے اُسے اِس بات پر یقین دلایا تھا. کہ مِنہا سے اُس کا سچ میں پہلے سے
نکاح ہو چکا ہے. وہ ہشام کی نہیں اُس کی بیوی ہے. اور ہشام نے صرف ضد

میں اُس سے نکاح پر نکاح کیا ہے. جسے سن کر فائقہ آرام سے اُس کے بتائے گئے پلان پر ایگری ہوتی پوری طرح سے حامی بھر چکی تھی.

"لیکن میں تو جانتی ہی نہیں ہوں اُس کی بیوی کو. میں کیسے اُس تک پہنچوں گی."

فائقہ نے اپنی ایک اور پریشانی کا اظہار کیا تھا.

"تم جانتی بھی ہو اور مل بھی چکی ہو اُس سے. مِنہا شہباز نام ہے اُس کا. ہشام گردیزی کی سخت سیکیورٹی کی وجہ سے میں اور میرے آدمی کسی صورت اُس تک نہیں پہنچ سکتے. اِس لیے مجھے تمہاری مدد درکار ہے. اِن دو دنوں میں تمہارے خاندان میں ہونے والی شادی میں وہ لڑکی موجود رہے گی. اِس دوران تم میرے بتائے گئے پلان پر آرام سے عمل کر سکتی ہو. مگر بہت

ہوشیاری کے ساتھ. کیونکہ اگر ہشام گردیزی کی نظروں میں تم آگئی. تو اُس
" .سے میں بھی تمہیں نہیں بچا پاؤں گا

.رفیق نیازی کی بات پر فائقہ کی آنکھوں میں نفرت چمکی تھی

جتنی آگ میرے اندر لگی ہوئی ہے نا. میں کسی صورت بھی یہ پلان فیل "
" .نہیں ہونے دوں گی. اور نہ ہی اُس کی نظروں میں آؤں گی

.فائقہ نے اُس سے مزید کچھ باتیں کلیئر کرتے فون بند کر دیا تھا

مِنہا شہباز یہی نام ہے نا تمہارا. چہرے سے کتنی معصوم لگتی ہو. اور اندر "
سے اُتنی ہی مکار ہو تم. اب میں تمہیں بتاؤں گی کہ کسی سے اُس کا پیار چھیننا
".کیسا ہوتا ہے

فائقہ وہ پارٹی والی رات یاد آئی تھی. جس رات فاریہ نے ہشام کی بیوی کو اپنی دوست کہہ کر مخاطب کیا تھا.

فائقہ نفرت سے مِنہا کے بارے میں سوچتی آج کے فنکشن کے لیے تیار ہونے اُٹھ گئی تھی. جس میں وہ آج دلوں جان سے شرکت کرنے کے لیے تیار تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ کی طبیعت صبح سے کچھ گڑبڑ تھی. اُسے صبح سے تین بار خون کی اُلٹیا آچکی تھیں. عائلہ کو ایسا فیل ہو رہا تھا کہ جیسے اُسے دیکھنے میں پرابلم ہو رہی ہے. کبھی کبھی اُسے دھندلا سا نظر آنے لگتا تھا. مگر اِس سب کو اپنا وہم سمجھتے

اُس نے کسی پر ظاہر نہ کرتے یہ بات چھپا رکھی تھی. وہ کسی صورت اپنی مہندی کا فنکشن خراب کر کے ہاسپٹل کے بیڈ پر نہیں پڑنا چاہتی تھی. اِس لیے ہر آدھے گھنٹے بعد آنے والے زیان کے فون پر وہ بہت ہی نارمل انداز میں مُسکرا کر اُسے بول دیتی تھی کہ وہ بلکل ٹھیک ہے.

عائلہ کا ٹریٹمنٹ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق شروع ہو چکا تھا. جو کہ فلحال میڈیکیشن تک ہی محدود تھا.

اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم عائلہ کہ پاس آئے تھے. تاکہ اپنے کیے کی معافی مانگ سکیں. جس پر عائلہ نے ہمیشہ کی طرح بنا منافق بنے معاف تو کر دیا تھا مگر ساتھ یہ

بھی کہا تھا کہ اُس کی پوری زندگی میں جو کچھ بھی اُس کے ساتھ ہوا ہے. وہ اُسے معاف تو کر سکتی ہے مگر بھول کبھی نہیں سکتی. بار بار اپنی باکردار مری ہوئی ماں کے کردار پر کیچڑ اچھالنا وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی.

اُس کی باتیں سن کر اکرام صاحب اپنی بیٹی کو گلے لگانے کی خواہش دل میں ہی لیے واپس آ گئے تھے.

" عائلہ یہ میڈیسن لے لو. "

عائلہ بیوٹیشن کے پاس تیار ہو رہی تھی جب مِنہا ہاتھ میں میڈیسن لیے اُس کے پاس آئی تھی.

" مِنہا یہ بہت کڑوی ہیں مجھے نہیں لینی یہ. "

.عائلہ بقول اُس کے اتنی ساری کڑوی دوائیاں کھا کھا کر تنگ آچکی تھی

اوکے تو میں کال کر دیتی ہوں. زیان بھائی کو وہ خود ہی آکر یہ کڑوی "
" .دوائیاں تمہیں کھلائیں گے

مِنہا سہولت سے جواب دیتی موبائل کی جانب بڑھی تھی. مگر موبائل پر انجان نمبرز سے آئے اتنے سارے میسجز اور کالز دیکھ مِنہا کو ایک بار پھر .خوفزدہ کر گئی تھیں

یہ جو تم صبح سے مجھے ایک ہی دھمکی دے کر سارے کام کروائے جا رہی ہو "
" .نا. اِس کا بدلہ لوں گی میں تم سے کبھی ہشام بھائی کے نام پر

عائلہ نے زیان کا نام لیے جانے پر شرافت سے بات مانتے مِنہا کو جواب میں مصنوعی دھمکی بھی دے ڈالی تھی.

جس کا مِنہا مسکرا کر جواب دیتی باہر نکل آئی تھی.

اُس کا موبائل ایک بار پھر بج رہا تھا. مِنہا کسی قسم کی کوئی کال اٹینڈ نہیں کرنا چاہتی تھی. مگر نا چاہتے ہوئے بھی میسج پر دی جانے والی دھمکیوں کے زیرِ اثر اُسے کال اُٹھانی پڑی تھی.

"رفیق نیازی بات کر رہا ہوں. کیسی ہیں آپ مسسز ہشام گردیزی. بہت عزت اور محبت مل رہی ہے آپ کو اپنے شوہر سے. میری مانیں تو میرے پاس آجاؤ اِس سے بھی کہیں زیادہ دوں گا."

رفیق نیازی نے فائقہ سے نمبر لے کر اُسے اپنے طریقے سے بلیک میل
.کرنے کا سوچا تھا

" گھٹیا شخص تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب حرکتیں کرتے ہوئے. کسی کی
بیوی کو اِس طرح فون کر کے حراسہ کر کے کونسی مردانگی دیکھانا چاہتے ہو
". تم. اگر ہمت ہے تو میرے شوہر کا مقابلہ کرو

.مِنہا کا دل چاہا تھا کہ اِس گھٹیا شخص کا منہ توڑ دے

" ہاہاہاہا یار میں نے تو سنا تھا تم تو بہت معصوم سی ہو. لیکن لگتا ہے اپنے اُس
". جلاد شوہر کے ساتھ رہ رہ کر اُس جیسی ہو گئی ہو

رفیق نیازی مِنہا کے چلانے پر ہنسا تھا. مِنہا کا دل چاہا تھا کہ فون بند کر دے
. مگر اُس کی میسج پر دی گئی دھمکیوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پا رہی تھی

". تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے "

مِنہا کو اُس کی فضول بکواس میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا. اِس لیے وہ جلد از جلد
. فون بند کرنا چاہتی تھی

" میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ تمہیں ہشام گردیزی کے
خلاف میڈیا کے آگے بیان دینا ہو گا. جو میں کہوں گا وہ. اُس کے بعد جو تم
مرضی چاہو ہشام گردیزی کے ساتھ رہو یا جہاں مرضی تمہیں فُل آزادی
". ہو گی

.رفیق نیازی کی بات پر مِنہا چونکی تھی

رفیق نیازی اچھے سے جانتا تھا کہ اپنی بیوی کے اُٹھائے گئے اتنے بڑے قدم
.کے بعد وہ اُس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا

".کیا بولنا ہو گا مجھے ہشام کے خلاف "

مِنہا کے جواب پر رفیق نیازی کے چہرے پر مکروہ ہنسی پھیل گئی تھی. کیونکہ
بیان دے دینے کے بعد وہ مِنہا کے ساتھ کیا کرنے والا تھا. یہ بات وہ سوچ
.بھی نہیں سکتی تھی

تمہیں وہاں یہ کہنا ہو گا. کہ ہشام گردیزی نے تم سے زبردستی نکاح کیا "
ہے. تم اب مزید اُس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی. تمہیں اُس سے آزادی
" .چاہیئے

رفیق نیازی نے اُسے اور بھی مزید باتیں کہتے آرام سے دھمکی دے ڈالی. کہ
اگر اُس نے یہ بات نہ مانی تو وہ ہشام سمیت اُس کے خاندان والوں کو بھی
.نہیں چھوڑے گا

" .کیا مطلب ہے تمہارا اگر میں یہ سب نہیں کروں گی تو تم کیا کرو گے "

مِنہا کا دل چاہا تھا ابھی ہشام کو یہ ساری باتیں بتا کر اِس شخص کی اچھی خاصی
.چھترول کروادے

اگر تم نے یہ سب نہ کیا اور اُس ایس پی کو بتانے کی کوشش کی تو اُس کی موت کی ذمہ دار تم ہو گی. تمہارے لیے ہی اُس نے سیکیورٹی کا انتظام کیا ہوا ہے نا. خود تو ہر وقت اِس ملک کا محافظ بنا جان ہتھیلی پر رکھ کر ہیرو بنا اکیلا پھر رہا ہوتا ہے. اُس کے سینے میں پیوست کی گئی میری ایک گولی اُس کا کام تمام کر دے گی. آج رات کا ٹائم ہے تمہارے پاس اگر ہاں میں جواب دیا تو ٹھیک اور اگر نہ میں جواب دیا یا ہشام گردیزی کو بتانے کی کوشش کی تو پھر دیکھ لینا کیا انجام ہو گا تمہارا اور تمہارے شوہر کا".

رفیق نیازی نے سفاکی سے کہتے فون بند کر دیا تھا.

مِنہا ہاتھوں میں سر گراتی وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی. اُس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے ہشام کو بتا کر اُس کی جان کا رسک لے لے. یا میڈیا کے سامنے جھوٹ بول کر اُس پر الزام لگا دے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مہندی کا شانداز فنکشن شروع ہو چکا تھا. زیان اپنی پوری فیملی کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا. اور شدت سے عائلہ کا منتظر تھا. جب ایک طرف سے اُسے عائلہ باقی لڑکی کے درمیان پھولوں کے جھرمٹ میں چلتی اپنی جانب آتی دیکھائی دی تھی.

ییلو اور وائٹ کنڑاس کے شرارے فراک میں بہت ہی خوبصورتی سے موتیوں کے پھولوں کے زیورات سے سجی وہ زیان حیدر کو مبہوت کر گئی تھی. مگر زیان کو وہ پہلے سے بہت کمزور لگی رہی تھی. اور یہی بات اُسے پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی.

بلیک کرتے شلوار میں ملبوس عائلہ کا ڈیشنگ سا میر اُس کے قریب آتے ہی آگے بڑھا تھا. زیان کو فیل ہو رہا تھا کہ جیسے عائلہ بہت مشکل سے چل رہی ہو. اِس لیے زیان اُس کے گرد اپنا مضبوط ہاتھ پھیلاتے اُسے سہارا دیتے سٹیج پر لے آیا تھا. جسے دیکھ وہاں موجود ینگ پارٹی نے پورے جوش سے ہوٹنگ کی تھی.

" .میر میں بلکل ٹھیک ہوں "

.زیان کو فکر مندی سے اپنی جانب دیکھتا پا کر عائلہ مُسکرا کر بولی تھی

" پر مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی. پلیز بتاؤں اگر زرا بھی طبیعت خراب ہے تو میں بنا یہ فنکشن ضائع کیے ڈاکٹر کو یہیں بلوالوں گا. "

زیان اُس کا ہاتھ گرفت میں لیے پریشانی سے بولا. جس پر عائلہ اُسے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر رہ گئی تھی.

وہ اِس وقت خود کو بہت ہی خوش قسمت محسوس کر رہی تھی. کہ اُسے زیان حیدر جیسا پیارا اور اتنا کیئر نگ شخص ملا تھا.

" پلیز میر پریشان مت ہو. میں بلکل ٹھیک ہوں "

عائلہ کے کافی دیر یقین دلانے کے بعد کہیں جا کر زیان کی تسلی ہوئی تھی. اور تبھی زیان کے کہنے پر مہندی کی رسم شروع کی جا چکی تھی.

مِنہا جو دل میں پکا ارادہ کر چکی تھی کہ ہشام سے کچھ نہ چھپاتے آج کے فنکشن میں اُسے سب بتا دے گی. مگر ابھی سب لوگوں کے ساتھ ہشام کو نہ

دیکھ اچھی خاصی پریشان ہو چکی تھی. وہ کتنی بار ہشام کا فون بھی ٹرائے کر چکی تھی. لیکن کوئی جواب نہیں آیا تھا. یہ بات مِنہا کو بہت زیادہ ٹینشن میں مبتلا کر رہی تھیں.

" اسلام و علیکم! بھابھی جان کیسی ہیں آپ. لگتا ہے آپ کافی شدت سے ہشام بھائی کا انتظار کر رہی ہیں."

تیمور کب سے اکیلی اُداس کھڑی اپنی کیوٹ سی بھابھی کے پاس آنے سے خود کو روک نہیں پایا تھا.

" جی. "

منہا نے بنا جھوٹ بولے مسکرا کر جواب دیا تھا.

"اُنہیں اچانک کوئی ضروری کام آگیا تھا اِس لیے وہ لیٹ ہو گئے. مگر بہت جلد ہی وہ پہنچ جائیں گے یہاں. آپ فکر مت کریں. وہ زیان بھائی کی مہندی اور آپ سے ملنا بلکل بھی مِس نہیں کریں گے".

تیمور کے شرارتی انداز پر مِنہا مسکرائے بنا نہیں رہ سکی تھی .

تیمور اِسی طرح ہلکی پھلکی گفتگو کرتا مِنہا کی اُداسی کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا. جب اچانک فون آجانے کی وجہ سے تیمور کچھ سائیڈ پر ہوا تھا .

"واٹ ہشام بھائی کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی ہے. وہ کہاں ہیں اِس وقت. ٹھیک تو ہیں نا. اُنہیں گولی تو نہیں لگی" .

تیمور آواز آہستہ رکھنے کی کوشش کے بعد بھی پریشانی کے عالم میں اُونچا بول گیا تھا. اُس کی بات باآسانی مِنہا کے کانوں تک پہنچتی اُس کے حواس سلب کر چکی تھی. مِنہا فوراً تیمور کی جانب بڑھی تھی.

" تیمور بھائی کیا ہوا ہے ہشام کو. پلیز مجھے بتائیں ہشام ٹھیک ہیں نا. کس نے فائرنگ کی اُن کی گاڑی پر. وہ خود کہاں ہیں. مجھے اُن کے پاس جانا ہے ".

مِنہا منت بھرے لہجے میں تیمور سے بولتے اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی.

" بھابھی پلیز کام ڈاؤن. کچھ نہیں ہوا ہشام بھائی کو. اُن کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی ہے. مگر اُنہوں نے اپنی بہادری سے منہ توڑ جوابی فائرنگ کرتے حملہ آوروں کو ہی دھول چٹادی. وہ بلکل ٹھیک ہیں. اور کچھ ہی دیر میں یہاں پہنچ

جائیں گے. اور آپ پلیز روئیں مت. اگر اُنہوں نے آپ کو روتے دیکھ لیا تو
". میری مفت میں ہی سب کے سامنے چھترول ہو جائے گی

کسی حد تک پر سکون ہوتے تیمور کی شرارت میں کہی بات پر مِنہا مسکرائے بنا نہ رہ سکی تھی. مگر جلدی سے مِنہا وہاں سے ہٹتی کچن کی جانب آگئی تھی. جو
.اِس وقت بلکل خالی تھا

پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے مِنہا کے کانوں میں رفیق نیازی کی دھمکیاں گونج رہی تھیں. ابھی تو اُس نے کسی کو بتایا ہی نہیں تھا پھر بھی وہ یہ حرکتیں
. کر رہا تھا اگر مِنہا نے ہشام کو بتا دیا تو تب نجانے وہ گھٹیا غنڈہ کیا کرے گا

یہ ساری سوچیں بار بار مِنہا کے دماغ میں گردش کرتیں اُسے ہشام کو کچھ
. بھی بتانے سے روک رہی تھیں

مِنہا اپنی ہی سوچوں میں گم تھی. جب اپنے پیچھے ہونے والی آہٹ پر مِنہا ڈر کر پلٹی تھی. جہاں فائقہ سجی سنوری نفرت کا زہر آنکھوں میں بھرے اُسی کی جانب دیکھ رہی تھی.

" ...آپ "

مِنہا نے کچھ بولنا چاہا تھا. جب فائقہ اُس کی بات بیچ میں ہی کاٹتے چلائی تھی.

" ہاں میں وہی ہوں جس کی ساری خوشیاں چھین لی ہیں تم نے. ہشام گردیزی کی فیانسی جس سے تم جیسی آوارہ عورت نے اُس کی محبت چھین کر اپنے نام لکھوالی. اِس سے پہلے اور کتنی عورتوں سے اُن کے مرد چھین چکی ہو. یا یہ شروعات مجھ سے کی ...."

فائقہ اور بھی نجانے کیا کیا بولتی مگر مِنہا اُس کی زہر اُگلتی زبان وہیں روک گئی تھی.

"بس بہت ہو گیا. اگر میں خاموش کھڑی ہوں تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تم کچھ بھی بولو گی. ہوں گی تم ہشام کی فیانسی مگر میں اب بیوی ہوں ہشام کی. ہمارے دین میں اگر کوئی رشتہ معنی رکھتا ہے تو وہ ہے نکاح کا رشتہ. یہ منگنی وگنی اور فیانسی یہ سب تو انسان کے خود ساختہ بنائی گئے رشتے ہیں. اگر تم نکاح میں ہوتی ہشام کے تو میں یا تو ہشام سے شادی ہی نہ کرتی یا کسی بھی طرح اب تک ان سے طلاق لے چکی ہوتی. مجھے تمہارا سن کر بہت بُرا لگا تھا. مگر میں تب بے بس تھی. چاہ کر بھی تمہارے لیے کچھ نہیں کر پائی. مگر تمہیں مجھ پر اِس طرح کے فضول الزامات لگانے کا کوئی حق نہیں ہے. سو پلیز مائنڈ یور لینگویج."

مِنہا پہلے کبھی کسی کے سامنے اتنی اونچی آواز میں نہیں چیخی تھی. لیکن آج
.اِس لڑکی کی اول فول بکواس وہ برداشت نہیں کر پائی تھی

اور شاید یہ بات سچ تھی کہ ہشام گردیزی کی صحبت نے اُسے غصہ کرنا تو سیکھا
.ہی دیا تھا

فائقہ مِنہا کے اتنے آرام سے آئینہ دیکھائے جانے پر اندر تک جل گئی تھی.
اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہشام کے نام پر اچھلنے والی اِس لڑکی کا ابھی گلا دبا
.دے

" میں یہاں تمہاری یہ ساری بکواس سننے نہیں آئی. مجھے رفیق نیازی نے
بھیجا ہے تمہارا فیصلہ جاننے کے لیے. کیونکہ تم اُس کا فون تو اُٹھا نہیں رہی. اور

ابھی تیمور کے منہ سے ہشام پر ہونے والی فائرنگ کا سن کر اتنا تو اندازہ ہو گیا ہو گا تمہیں کہ رفیق نیازی اگر ہشام پر فائرنگ کروا سکتا ہے تو اُسے مروا بھی سکتا ہے. سو پلیز سوچ سمجھ کر جواب دینا."

فائقہ کی بات سن کر مِنہا نے بے یقینی سے اُسکی جانب دیکھا تھا. ایک طرف وہ ہشام سے محبت کا دعویٰ کر رہی تھی. اور دوسری طرف صرف اُس سے اِس بات کا بدلہ لینے کے لیے مروانے کی دھمکی دے رہی تھی.

تم رفیق نیازی جیسے شخص کے ساتھ مل کر اپنے ہی ماموں کے بیٹے کو مروانے کی پلاننگ کر رہی ہو. تم اتنے عزت دار خاندان کی بیٹی اتنی گھناؤنی اور گھٹیا حرکت کیسے کر سکتی ہو. تمہیں شرم نہیں آ رہی یہ سب کرتے اور کہتے ہوئے."

.مِنہا کا دل چاہا تھا ابھی باہر جا کر چیخ چیخ کر اِس لڑکی کی حقیقت سب کو بتا دے

"جب تم جیسی گھٹیا لڑکی اِس عزت دار خاندان کی بہو بن سکتی ہے تو میں کیوں یہ سب نہیں کر سکتی. اور مجھے تم سے مزید کوئی بحث نہیں کرنی. ہاں یا نہیں میں جواب دو. ہشام کو بچانے والی ڈیل منظور ہے یا نہیں. اور اِس پر عمل تمہیں کل ہی کرنا ہو گا".

فائقہ نے کھردرے سفاک لہجے میں کہتے مِنہا کو جیسے زندگی اور موت کے امتحان میں ڈال دیا تھا. دونوں صورتوں میں ہی ہشام نے اُس سے دور ہو جانا تھا. مگر دوسری صورت میں وہ زندہ تو رہتا نا. اُسے کوئی نقصان تو نہ پہنچتا. یہی بات سوچتے مِنہا نے آنکھیں بند کرتے اثبات میں سر ہلا دیا تھا.

میں تم لوگوں کی بات ماننے کو تیار ہوں. کل جس ٹائم بھی تم لوگ کہو گے "
". میں وہاں پہنچ جاؤں گی

.مِنہا نے بہت ہی دقت سے یہ جملے ادا کیے تھے

.فائقہ اُس کے آنسوؤں پر نخوت سے سر جھٹکتی وہاں سے نکل گئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مہندی کا فنکشن اپنے پورے عروج پر تھا. زیان اور عائلہ سٹیج پر بیٹھے اپنی لائف کے سب سے خوبصورت لمحے انجوائے کر رہے تھے. دونوں کے چہروں سے خوشیاں چھلک رہی تھیں.

مِنہا کافی حد تک خود کو کمپوز کرتی ایک بار پھر وہاں آگئی تھی. جہاں آکر اُس کی نظروں نے بے اختیار ہشام کو ڈھونڈا تھا. مگر وہ ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا.

فاریہ مِنہا کو وہاں کھڑا دیکھ اُس کا ہاتھ پکڑ کر سٹیج کی جانب بڑھ گئی تھی.

"بھئی ہمیں پتا ہے کہ بہت پیار ہے آپ دونوں. مگر اب اتنا بھی کیا کہ سب کے سامنے ہاتھ ہی پکڑ کر بیٹھ جائیں".

فاریہ نے ہمیشہ کی طرح بنا کوئی لحاظ رکھتے اُن دونوں کو تنگ کرنا چاہا تھا. مگر مقابل بھی زیان اور عائلہ تھے. زیان نے فاریہ کے طنز پر عائلہ کا ہاتھ اور مضبوطی سے تھام لیا تھا. جس پر عائلہ کی ہنسی نکل گئی تھی.

فاریہ زیان بھائی تو لندن سے آئیں ہیں نا. اِنہیں یہاں کی رسموں کا نہیں پتا "
لیکن ہم تو جانتے ہیں نا. کہ مہندی والے دن دلہا دلہن یوں جڑ کر نہیں
سیپریٹ بیٹھتے ہیں. نیچے بہت سی آنٹیاں اِس بات پر اعتراض بھی کر رہی
". ہیں

مِنہا نے آنکھوں میں شرارت لیے فاریہ کو بھی اشارے سے اپنے ساتھ
ملاتے اپنی طرف سے ایک نئی رسم نکالی تھی. کیونکہ وہ جانتی تھی عائلہ کو اِن
.سب باتوں کا کچھ علم نہیں ہے. اور زیان تو ویسے بھی زیادہ تر لندن میں ہی رہا تھا

مِنہا کی بات پر دونوں نے سوالیہ انداز میں فاریہ کی جانب دیکھا تھا. جس کا
جواب اثبات میں پا کر بھی زیان ویسے ہی ریلیکس انداز میں بیٹھا رہا تھا. جیسے
.اُسے کسی رسم سے کوئی پرواہ ہی نہ ہو

" . یہ کیسی عجیب و غریب رسم ہے. میں نہیں مانتا اِسے "

" . کیا ہوا بھئی کونسی رسم نہیں مانتے تم "

سٹیج کے اُوپر قدم رکھتے ہشام نے زیان کی بات سن کر جواب دیا تھا. زیان اور عائلہ کو مبارک باد دیتے مِنہا پر ایک بھرپور نظر ڈالتے ہشام زیان کے ساتھ رکھے صوفے پر جا بیٹھا تھا .

مِنہا اِس وقت اورینج کلر کے لانگ فراک میں جس پر سلور کلر سے خوبصورت سی ایمبرائیڈری کی گئی تھی. لائٹ سے میک اپ میں موتیوں کے پھولوں کی ماتھا پٹی لگائے وہ ہشام کو ہمیشہ سے کہیں زیادہ پیاری لگی تھی.

مِنہا کو اپنی گرم نگاہوں کے تسلسل سے سُرخ ہوتے دیکھ ہشام نے بہت مشکل سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا.

مِنہا ہشام کو سہی سلامت اپنے سامنے دیکھ بہت خوش ہوئی تھی. مگر اب ہشام کی موجودگی میں زیان اور عائلہ کو تنگ کرنے کے لیے فاریہ کا ساتھ اُس سے کسی صورت نہیں دیا جانا تھا.

ہشام کے پوچھنے پر زیان نے اُسے مِنہا کی بنائی گئی رسم کے بارے میں بتایا تھا. جسے سن کر ہشام اپنا بے ساختہ اُبھر آنے والا قہقہہ نہیں روک پایا تھا.

"مجھے سچ میں نہیں معلوم تھا کہ میری معصوم سی بیوی اتنی ظالم بھی ہو سکتی ہے."

ہشام کے انداز پر مِنہا جو اچھی خاصی پزل ہو رہی تھی. اور کچھ نہ سوجھتے
.خاموشی سے وہاں سے واک آوٹ کر گئی تھی

" .آپ دونوں نے میری فرینڈ کو ناراض کر دیا ہے "

عائلہ نے اُن دونوں کے قہقہ لگانے پر اُنہیں گھورتے ہوئے کہا تھا. جس پر
.مسکراتے ہشام بھی مِنہا کے پیچھے سٹیج سے اُتر آیا تھا

" .مِنہا کیا ہوا ہے یار میں صرف مذاق کر رہا تھا "

.روم کی جانب بڑھتی مِنہا کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہشام نرمی سے بولا تھا

" .آپ مجھ پر ہنسے کیوں "

مِنہا اپنے اندر کی پریشانی اور بے چینی چھپانے کی کوشش کرتی فضول بات پر ہشام سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی.

" مِنہا میری طرف دیکھو تم رو کیوں رہی ہو. یہ صرف ایک مذاق تھا. آئم ریلی سوری میری جان اگر تم اتنا پرٹ ہوئی تو ."

ہشام مِنہا کی آنکھوں سے اُمڈ آنے والے آنسوؤں کو اپنے پوروں پر چنتے محبت سے بولا. جس پر مِنہا بنا اُس سے کچھ کہے اُس کے سینے میں اپنا چہرا چھپا گئی تھی. وہ اپنے اندر حال ہشام کے آگے بیان نہیں کر سکتی تھی.

" آپ اتنا لیٹ کیوں آئے. میں کتنی دیر سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی ."

مِنہا ہشام کے سینے پر سر رکھے اُس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتی شکوہ کرتے بولی

"مجھے ٹائم پر ہی آنا تھا. مگر ایک بہت ضروری کام آگیا اِس لیے تھوڑا لیٹ ہو گیا."

ہشام نے مِنہا کا ماتھا چومتے اُس سے اُٹھتی مہندی اور موتیے کی رچی بسی خوشبو اپنی سانسوں میں اُتارتی اُنہیں معطر کیا تھا.

"مِنہا."

کافی دیر خاموشی سے کھڑے ایک دوسرے کو محسوس کرتے ہشام کی گھمبیر سرگوشی میں لیا گیا نام مِنہا کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا.

.مِنہا اُس کی پکار پر دل و جان سے متوجہ ہوئی تھی

کیا تمہارے رونے کی وجہ یہی تھی. اگر کوئی اور بات تمہیں پریشان "
" .کر رہی ہے تو مجھے بتاؤ. مگر خود کو کسی بات کے لیے بھی پریشان مت کرنا

ہشام کی بات پر مِنہا کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھیں. کتنا پیار کرتا تھا وہ اُس سے. بن کہیں اُس کی پریشانی سمجھ گیا تھا. اور وہ اِس اتنے پیارے انسان کو اتنا بڑا دھوکہ دینے جا رہی تھی. مگر اُس کے پاس بھی تو اِس کے علاوہ اور کوئی .آپشن ہی نہیں بچا تھا. وہ کیا کرتی

نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے. وہ تو میں تب مجھے بُرا لگا تھا اِسی وجہ سے "
".آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے

مِنہا نے مسکرا کر ہشام کی جانب دیکھتے اُسے اپنی طرف سے بلکل مطمئن کرنا چاہا تھا.

جبکہ کچھ فاصلے پر کھڑی فائقہ نفرت اور حسد سے اُن دونوں کے محبت سے جگمگاتے چہرے دیکھ اُن کی زندگی میں آنے والے طوفان پر مسکرا کر رہ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہشام سلمان صاحب کے روم میں اُن کے سامنے صوفے پر براجمان تھا.

"ہشام تم نے مجھے اِس بار بہت مایوس کیا ہے. میں اِس بات کی امید اِس خاندان کے ہر بچے سے کر سکتا ہوں مگر مجھے تم سے اِس بات کی اُمید بلکل بھی نہیں تھی ."

سلمان صاحب کی ایک بار پھر یہی بات دوہرانے پر ہشام مُٹھیاں بھینچ کر اپنا غصہ ضبط کرنے لگا تھا.

"تایا جان اِس کا مطلب ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ بات بلکل ٹھیک ہے. اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میں صرف اور صرف آپ بڑوں کے سرسری سے طے کئے گئے اُس رشتے کی بنیاد پر اپنی بیوی کو طلاق دے کر اِس خاندان کی لڑکی سے شادی کروں."

ہشام ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا.

جس پر سلمان صاحب اپنے لاڈلے اور غصے کے تیز بھتیجے کو گھور کر رہ گئے تھے.

"یہی تو افسوس ہے کہ تم مجھے بھی سمجھ نہیں پائے. اور اُس دن میری غصے میں کہی بات پر بجائے میرے پاس آکر سب کچھ کلیئر کرنے کے اتنا وقت ناراض رہے. شاید یہ سب کرتے تم بھول گئے کہ آج تک ہمیشہ تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے کے لیے پورے خاندان کی مخالفت مول لینے والا تمہارا تایا تم سے تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کیسے چھین سکتا ہے."

سلمان صاحب کی بات پر ہشام نے جھٹکے سے سر اُٹھاتے اُن کی جانب دیکھا تھا. جو اُس کے رویے سے بہت زیادہ ہرٹ لگ رہے تھے.

میں نے تمہیں طلاق دینے کی بات صرف غصے میں کہی تھی. اُس وقت "
سچویشن ہی ایسی تھی. جس طرح اچانک تم نے سب کے سامنے آکر میری
بات کی نفی کرتے مجھے سب کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کر دیا. اُس بات
نے مجھے بہت دکھ پہنچایا. کیونکہ میں تمہارے آنے سے پہلے ہی پورے یقین
سے سب کو تمہارا معاملہ کلیئر کر رہا تھا. اگر تم ایک بار اپنے بدلے جانے
والے فیصلے کے بارے میں مجھے بتاتے تو سب سے پہلے اپنے حق میں مجھے ہی
پاتے ". .

سلمان صاحب کی پوری بات سن کر ہشام کو شدت سے ندامت کا احساس ہوا
تھا. واقعی وہ سچ ہی تو کہہ رہے تھے. آج تک ہمیشہ اُنہوں نے اُس کے ہر کام
میں ساتھ دیا تھا. جتنا پیار اُنہوں نے اُس سے کیا تھا اُتنا پیار شاید اُنہوں نے
اپنی سگی اولاد سے بھی نہیں کیا تھا .

.ہشام اپنی جگہ سے اُٹھتا اُن کے قدموں میں جا بیٹھا تھا

" مجھے معاف کرتے دیں تایا جان. میں نے بہت غلط کیا. فضول کے غصے میں آکر میں نے اپنے سب سے پیاری دوست کو خفا کر دیا. اُس وقت رفیق نیازی کی کہی باتوں کا اتنا غصہ تھا مجھے. کہ آپ کی بات سمجھ ہی نہیں پایا. پلیز معاف کر دیں مجھے. آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا".

.ہشام کان پکڑ کر کہتا اپنی ندامت کا اظہار کرتے معافی مانگنے لگا تھا

سلمان صاحب کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اُس کی سمجھ میں اصل بات آچکی تھی. اور اب اُن دونوں کے درمیان کوئی غلط فہمی نہیں تھی .

سلمان صاحب نے مُسکراتے ہشام کو اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا.

میں نے دیکھا کل رات اپنی بہو کو بہت پیاری ہے. تیمور نے دیکھا یا مجھے. "
تم جیسے اُلٹی کھوپڑی کے بندے کے لیے بلکل پرفیکٹ ہے. کیونکہ اُس بچی کی معصوم صورت دیکھ تم چاہنے کے باوجود اُس پر غصہ نہیں کر پاؤ گے ".

سلمان صاحب کی بات پر ہشام کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

اتنی بھی معصوم نہیں ہے آپ کی بہو. کچھ ہی دنوں میں آپ کے بھتیجے کو "
اچھا خاصہ نچا کر رکھ دیا ہے ".

ہشام نے مِنہا کی لڑائیاں یاد کرتے قہقہ لگایا تھا. جس میں سلمان صاحب نے بھی اُس کا ساتھ دیا تھا .

" بہت رہ لی ہماری بہو اپنے اصل گھر سے دور. آج ہی زیان کی شادی ختم ہوتے ہی اُسے اپنے ساتھ یہاں لے کر آنا ہے. ہماری بہو کا بہت ہی شاندار طریقے سے استقبال کیا جائے گا. اور میں اچھے سے جانتا ہوں یہ جو سب گھر والے اُس سے ملنے کے لیے اُتاولے ہو رہے ہیں. صرف میرے ڈر اور لحاظ کی وجہ سے کچھ بول ہی نہیں رہے ."

ہشام اُن کی بات سن کر مسکرایا تھا. جو بظاہر تو بہت ہی سٹریکٹ بنے ہوئے تھے. مگر اندر سے سب کے دلوں کا حال جانتے تھے. اور ہمیشہ اُن کی اِنہیں باتوں اور سمجھداری نے پورے گھر کو جوڑ کر رکھا ہوا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج زیان اور عائلہ کی برات تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں پھیلی ہوئی تھیں.

زیان اور عائلہ دونوں اِس وقت سٹیج پر بیٹھے اپنی محبت مل جانے پر اپنے پروردگار کے بہت زیادہ شکر گزار تھے. جس نے اتنی آزمائشوں اور کھٹنائیوں کے بعد آخر کار اُن کی محبت کو امر کر دیا تھا. اب وہ دونوں پوری ہمت اور حوصلے کے ساتھ اپنے سامنے موجود سب سے بڑی آزمائش سے لڑنے کے لیے دلوں جان سے تیار تھے.

ایک بہت ہی خوشیوں اور محبت بھرے فنکشن کے اختتام کے بعد عائلہ کو زیان اپنے وعدے کے مطابق عزت اور محبت کے ساتھ اپنے گھر لے آیا تھا.

اور چند ایک رسموں کے بعد زیان پوری احتیاط اور نرمی کے ساتھ اُٹھائے
.اپنے روم میں داخل ہوا تھا

عائلہ کو زیان بلکل گلاب کی کلی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا. کہ زرا سی بے
.احتیاطی کی وجہ سے کہیں یہ بکھر نہ جائے

عائلہ کو بیڈ پر بیٹھاتے زیان نے سب سے پہلے اپنی پاکٹ سے کچھ میڈیسن
. نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پانی کے گلاس کے ساتھ اُس کی جانب بڑھایا تھا

. جنہیں دیکھتے عائلہ زیان کو گھورنے لگی تھی

دنیا میں پہلا دلہا ہو گا جو اپنی دلہن کو منہ دیکھائی میں یہ اتنی کڑوی دوائیاں "
" .پیش کر رہا ہے

.عائلہ کے منہ بسور کر کہنے پر زیان اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا

"مائی لو اِس وقت اِن کی میرے نزدیک کیا قیمت ہے میں بتا نہیں سکتا. "
کیونکہ اِن کی وجہ سے ہی ہم آگے کی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک
".دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں

.زیان نے اُس کا ماتھا چومتے محبت سے چور لہجے میں کہا تھا

.جو سُرخ عروسی لباس میں اُس کے لیے پور پور سجی اُس کا ضبط آزما رہی تھی

ہمیشہ کی طرح زیان کی بات نہ ٹال سکتے عائلہ کو بہت مشکل سے وہ کڑوی
.دوائیاں نگلنی پڑی تھیں

اُس کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر سائیڈ پر رکھتے زیان نے عقیدت سے اُس کا نازک ہاتھ تھامتے اُس کی پشت پر لب رکھ دیئے تھے.

"عائلہ زیان حیدر تم سے زیادہ خوبصورت اور خوب سیرت لڑکی اِس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے. اور تمہاری اہمیت میر زیان حیدر کے دل میں کیا ہے اِس بات کا اندازہ تمہیں میرے ساتھ رہتے بہت اچھے سے ہو جائے گا. میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی خود سے جدا نہیں ہونے دوں گا."

زیان کی بے پناہ محبت پر عائلہ کا دل اپنی قسمت پر نازاں ہو اُٹھا تھا.

اُس نے اثبات میں سر ہلاتے آگے کو ہوتے زیان کے کندھے پر سر ٹکا دیا تھا.
جواب اُس کی کل کائنات تھا. جس کے بغیر اب عائلہ کے لیے ایک پل بھی
سانس لینا مشکل تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا دل میں ہزاروں خدشات لیے مگر چہرے پر وہاں موجود ہر نفوس اور
خاص طور پر ہشام گردیزی کی خاطر ہونٹوں پر بہت ہی پیاری مُسکان سجائے
اُس کا ہاتھ تھامے گردیزی پیلس کے اندر داخل ہوئی تھی.

جس کے مکینوں نے آخر کار آج اُسے پورے دل سے قبول کر لیا تھا. مِنہا
وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ رہی تھی. سوائے
چند ایک افراد کے جن میں فائقہ نمایاں تھی. جس طرح پھولوں اور محبتوں

کے سائے میں مِنہا ہشام کے مضبوط حصار میں اُس کی بیوی کی حیثیت سے
.اُس گھر میں داخل ہوئی تھی. یہ منظر فائقہ کے دل پر چھڑیاں چلا گیا تھا

اُس نے ہمیشہ اِس سب کے خواب دیکھے تھے. مگر صرف اور صرف مِنہا کی
وجہ سے وہ چکنا چور ہو چکے تھے. مِنہا کے لیے اتنی محبتیں دیکھ فائقہ پاگل ہو
اُٹھی تھی. اگر رفیق نیازی بیچ میں نہ پڑتا تو اُس کا دل چاہ رہا تھا. اپنے ہاتھوں
.سے اِس لڑکی کا گلا گھونٹ دے

" .فائقہ بیٹا تم ٹھیک ہو "

سائرہ بیگم فائقہ کے پاس آتیں اُس کے چہرے پر موجود پتھریلے تاثرات
.دیکھتیں فکر مندی سے بولیں

سائرہ بیگم ہشام کے انکار پر اُسی دن اپنے میکے والوں سے سب تعلق توڑ کر جا چکی تھیں. جس کے بعد ہشام کے علاوہ گھر کا تقریباً ہر فرد اُنہیں منانے گیا تھا. مگر وہ کسی سے بات کرنے کو تیار نہیں تھیں. واسع نے بھی اُنہیں اصل بات سمجھاتے ہشام کی پوزیشن کلیئر کرنا چاہی تھی. مگر اُنہوں نے اُس کی بھی ایک نہیں سنی تھی.

فائقہ کو سائرہ بیگم کی ناراضگی اپنے بنائے گئے پلان کے آڑے آتے دیکھائی دے رہی تھی. اِس لیے ناچاہتے ہوئے بھی اُسے سائرہ بیگم کو ہشام کی سائیڈ لیتے اپنے طریقے سے منانے کی کوشش کی تھی. اور اِس سب کو اپنی قسمت کا لکھا جان کر بھول جانے کو کہا تھا. جسے سمجھتے سائرہ بیگم کافی حد تک نرم پڑ چکی تھیں. مگر پوری طرح ناراضگی اُن کی آج صبح ہشام کے اُن کے پاس جا کر منانے پر ختم ہوئی تھی. اور اِس وقت وہ ہر بات بھلائے محبت کے ساتھ ہشام کی بیوی کو ویلکم کرنے کے لیے وہاں موجود تھی.

".جی مما میں بلکل ٹھیک ہوں. اور بہت خوش بھی ہوں "

فائقہ نے مُسکرا کر اُنہیں تسلی دی تھی. جس پر وہ پر سکون ہوتی مسکرا دی
.تھیں. اُنہیں اپنی بیٹی کی سمجھداری پر بہت خوشی ہوئی تھی

" بھابھی میں نے سنا ہے. آپ نے ہمارے اِس بگڑے بھائی کو کافی حد تک
".سیدھا کر لیا ہے

ڈرائنگ روم میں کافی دیر کی گیڈرنگ کے بعد اب وہ ساری ینگ پارٹی ہشام
.کے بیڈروم میں موجود تھی

" کیااِس بات کا ثبوت یہ نہیں ہے کہ تم سب لوگ اِس وقت میرے روم
میں موجود ہو ."

ہشام جس کو زیادہ لوگوں کا اپنے روم میں آنا بلکل بھی پسند نہیں تھا. اِس لیے
شائستہ بیگم ہمیشہ اِس بات کا خیال رکھتی تھیں. مگر آج مِنہا کی بدولت وہ
سب بڑے ہی شہانہ انداز میں اُس کے بیڈ روم میں موجود تھے .

بسمہ کی بات کے جواب میں ہشام کے کیے جانے والے گہری طنز پر سب
لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی. جن میں مِنہا بھی شامل تھی .

" ویسے یار تم لوگ ہمارے سر پر سوار ہو کر کس بات کی دشمنی نکال رہے
ہو. آج تو تم سب کو زیان کے گھر پر موجود رہ کر اُس کے ناک میں ایسے ہی
دم کرنا تھا. شادی تو آج اُس کی ہوئی ہے. ہم تو اب پرانا کپل بن چکے ہیں ."

ہشام آج کے دن اُن سب کو ڈانٹنا نہیں چاہتا تھا. اِس لیے بہت ہی پیار سے پچکارتے دبے لفظوں میں وہاں سے نکل جانے کی طرف اشارہ کیا تھا.

" اُن کو بھی دیکھ لیں گے. مگر اِس وقت جو یہاں بیٹھنے کا مزا ہے وہ وہاں نہیں ہے. "

ہشام کی اِس بات کا جواب تیمور کی جانب سے ہی آیا تھا. جس پر ہشام اُسے صرف گھور ہی سکا تھا. کیونکہ اِس وقت سب لوگوں کے درمیان بیٹھے وہ کچھ زیادہ ہی شیر ہو رہا تھا.

مِنہا ہشام کا اپنے کزنز کے ساتھ ایک الگ روپ دیکھ کر مُسکرا دی تھی. جس کے جواب نے ہشام نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اُسے یہاں سے فرار

ہو جانے کا اشارہ کیا تھا. جس پر مِنہا اُسے چڑھاتے نفی میں جواب دے رمشا لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی تھی. ہشام سسرالیوں کے بیچ آتے ہءا اتنی جلدی اپنی بیوی کے بدلتے تیور دیکھ مسکرا دیا تھا.

مِنہا جو ہشام کی فیملی والوں کے رویے سے اتنا ڈر رہی تھی. مگر اُن سب سے مل کر اُن کا اتنا پیار پا کر مِنہا کو لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ لوگ اُس کے لیے انجان تھے. اُس گھر کے بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک ہر ایک ساری بے تکلفی سائیڈ پر رکھتے اجنبیت کی دیوار بلکل ختم کر چکے تھے.

مِنہا کو ہمیشہ ایسی ہی محبت بھری بڑی فیملی کی خواہش تھی. جو ہشام نے اُس کی باقی بہت سی خواہشوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی پوری کر دی تھی. اتنا سب کچھ مل جانے کے بعد مِنہا اِس وقت خود کو بہت خوش نصیب لڑکی تصور کرتی اگر اُس کے سر پر وہ خطرے بھری تلوار نہ لٹک رہی ہوتی. جس سے وہ

کچھ وقت بعد اِن خوشی بھرے چہروں کی ہنسی چھیننے والی تھی. خاص کر ہشام گردیزی جو اُس کا محسن تھا. اُس کی زندگی بن چکا تھا. اُسے ایک شرمناک اور اذیت بھری زندگی گزارنے سے بچا کر اتنی عزت اور محبت بخش رہا تھا. اُسے تکلیف دینے کے بارے میں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی. مگر ابھی کچھ پلوں میں وہ اُسے بہت بڑی تکلیف دینے جا رہی تھی. جسے سوچتے مِنہا کا اپنا دل درد سے پھٹ رہا تھا.

وہاں موجود ہشام کے سب کزنز کی مستیاں عروج پر تھیں. ہشام کوئی امپورٹینٹ کال آجانے کی وجہ سے باہر نکل گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"میرا اب تک کتنی گرل فرینڈز رہ چکی ہیں تمہاری ".

عائلہ زیان کے بازو پر سر رکھ کر اُس کے قریب لیٹی پر سوچ انداز میں بولی تھی.

جبکہ اُس کے سُندر مکھڑے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے زیان ایسے سوال پر بدمزا سا ہوا تھا.

" آج کی رات تمہیں یہ اُلٹی سیدھی باتیں ہی پوچھنی ہیں کیا. میری کبھی کوئی گرل فرینڈ نہیں رہی ".

زیان عائلہ کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹیں نرمی سے پیچھے کرتا بولا.

یہ فضول نہیں بہت امپورٹینٹ سوال ہے اور میر پلیز جھوٹ بول کر "
میرے سامنے زیادہ شریف بننے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے. تم اتنے
ہینڈسم, گڈلکنگ ہو وہاں کی لڑکیاں پاگل تو ہوں گی تمہارے پیچھے. جن میں
". سے کوئی ایک تمہیں بھی پسند آئی ہو گی

زیان نے خاموش نظروں سے اپنی کی جانب دیکھا تھا. جو کسی بھی حالت میں
.اُس کی گرل فرینڈ چاہتی تھی. جسے دیکھتے زیان کو شرارت سوجھی

ہمہ مطلب تم سچ جانے بغیر جان نہیں چھوڑو گی. اور جس طرح تم بلکل "
ٹھیک اندازے لگا رہی ہو. لگتا ہے فاریہ تمہیں میرے اور جیسما کے بارے
". میں سب کچھ بتا چکی ہے

زیان کی سوچ کے عین مطابق اُس کی بات سنتے عائلہ کو جھٹکا لگا تھا. اُس کی آنکھوں میں صاف نظر آتی جیلسی اور غصہ دیکھ زیان نے بہت مشکل سے اپنے اُمڈ آنے والی ہنسی پر قابو پایا تھا.

جیسما. کون ہے یہ چڑیل. دیکھا مجھے لگا تھا میر ضرور تمہاری کوئی گرل "
". فرینڈ ہو گی. کیا بہت پیاری تھی وہ

عائلہ زیان کے بازو سے سر ہٹاتی دور ہوئی تھی. زیان کے ساتھ اُسے کسی اور لڑکی کا نام بھی برداشت نہیں تھا. زیان نے جذبے لُٹاتی نظروں سے عائلہ کے چہرے پر اُبھر آنے والے خفگی بھرے تاثرات کی جانب مُسکراتی نظروں سے دیکھتے اُسے واپس اپنے قریب کیا تھا.

مذاق کر رہا ہوں زندگی. میری لائف میں آنے والی تم پہلی اور آخری لڑکی "
ہو. "

زیان عائلہ کا اُداس چہرا نہیں دیکھ سکتا تھا. اِس لیے اُسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے فوراً سچ بول دیا تھا. جس کے جواب میں عائلہ نے اُسے مشکوک نظروں سے گھورا تھا .

" سچ بول رہا ہوں میری جان. "

زیان نے عائلہ کا ماتھا چومتے اُسے یقین دلایا تھا.

" میرا ایک اور بات پوچھوں. ناراض تو نہیں ہوگے. "

زیان کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی اُنگلیاں پھنساتے عائلہ نے اُس کے مغرور دلکش نقوش سے سجے چہرے کو آنکھوں کے راستے دل میں بساتے پوچھا تھا.

جس پر زیان نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتاف کیا تھا.

آج کی رات وہ دونوں جاگ کر باتیں کرتے اپنی لائف کی سب سے خوبصورت اور یادگار رات بنانا چاہتے تھے. لیکن کچھ خدشات عائلہ کو اِس حسین رات کی دلفریبی کو دل سے محسوس کرنے میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے.

"کل سے میرا ٹریٹمنٹ شروع ہو جائے گا. جس میں میری ریکوری کے چانسز میں جانتی ہوں بہت کم ہے. اِس لیے میں چاہنے کے باوجود دل میں کوئی خوش فہمی نہیں لا پا رہی. تو میر پلیز میری اِس بات کا جواب دینا. اگر میں

نہ رہی تو کیا تب بھی تم مجھ سے ایسے ہی پیار کرو گے. میں تمہارے لیے ایسے ہی اہم رہوں گی. مجھے کبھی بھولو گے تو نہیں ."

بات کرتے دوران عائلہ کا پورا چہرا آنسو سے تر ہو چکا تھا. عائلہ کی بات سن کر زیان کو ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اُس کا دل چیر دیا ہو.

زیان جو بات سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا. عائلہ نے وہ بات اتنے آرام سے اُس کے سامنے کر کے اُسے اچھا خاصہ غصہ دلانے کے ساتھ ساتھ ڈسٹرب بھی کر دیا تھا. اُس کا دل بے چین ہو اُٹھا تھا.

"میں اِن فضول سوالوں کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا ."

زیان نے مختصر سا جواب دیتے ناراضگی کے اظہار کے طور پر اپنا ہاتھ عائلہ کی گرفت سے نکالتے رُخ موڑ لیا تھا.

میر میں نے اِسی لیے پہلے تم سے پوچھا تھا کہ تم مجھ سے ناراض نہیں "
ہو گے. اب تم ایسے رُخ نہیں موڑ سکتے".

عائلہ نے زیان کا کندھا ہلاتے اُس کا رُخ واپس اپنی جانب موڑنا چاہا تھا. مگر وہ اُس کے پہاڑ جیسے وجود کو ہلا بھی نہیں پائی تھی.

" میر میری بات تو سنو نا پلیز ."

عائلہ نے اُٹھ کر بیٹھتے زیان کی جانب جھکتے اُس کا چہرا اپنی طرف موڑا تھا.
مگر زیان کی ضبط سے سُرخ ہوتی نم آلود آنکھیں دیکھ وہ ساکت ہوئی تھی.
.اُسے زیان کا چہرا دیکھ کر ہی اپنی بات کا جواب مل چکا تھا

" تم اتنا غلط سوچ بھی کیسے سکتی ہو. اگر اِس کے بعد تم نے ایسی کوئی بھی
فضول بکواس کی تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا. تمہیں کچھ نہیں ہو گا. یہ
".ایک چھوٹی سی بیماری ہے. جو بہت جلد ختم ہو جائے گی

زیان اُٹھ کر عائلہ کے سامنے بیٹھتے اُسے شعلہ بار نظروں سے گھورتے بولا.
.جس پر عائلہ اپنے لیے اُس کی شدت پسندی دیکھ مسکائی تھی

" میرِ آئندہ ایسی کوئی فضول بکواس نہیں کروں گی. پلیز اِس طرح غصہ مت
"..... ہو. ویسے بھی مجھے اِس وقت

عائلہ نے کان پکڑ کر معافی مانگتے زیان کی جانب ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اُچھالتے بات ادھوری چھوڑ دی تھی .

" . کیا تمہیں اِس وقت "

زیان نے بھنویں سکیڑتے عائلہ کے مسکراتے چہرے کو گھورا تھا .

" . ویسے ہی مجھے اِس وقت تم پر بہت پیار آرہا ہے "

عائلہ زیان کو اُسی طرح غصے سے بیٹھا دیکھ آگے ہوئی تھی . اور بہت ہی عقیدت اور محبت سے زیان کی آنکھوں کو چومتی فوراً پیچھے ہٹی تھی . عائلہ کی

یہ معصوم سی حرکت زیان کا سارا غصہ ختم کرتی اُس کے ہونٹوں پر
.مسکراہٹ بکھیر گئی تھی

.زیان کی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھ عائلہ فوراً پیچھے کی جانب کھسکی تھی

" .اب کدھر بھاگ رہی ہو. زرا ٹھیک سے پیار تو کرو "

زیان عائلہ کے بیڈ سے اُٹھنے کی کوشش ناکام بناتا. اُس کا بازو پکڑ کر اپنے اُوپر
.گرا چکا تھا

زیان کے جھپٹنے کے انداز پر عائلہ کی کھلکھلاتی ہنسی پورے کمرے میں پھیل
.گئی تھی جس میں زیان کے قہقے نے بھی اُس کا بھرپور ساتھ دیا تھا

وہ دونوں ہی اِس وقت آنے والے تکلف دہ لمحوں کو بھول کر اِن حسین پلوں کو ایک دوسرے کے سنگ بیتانا چاہتے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شائستہ اور عالیہ بیگم کی جھاڑ پر ہی آخر کار ہشام اور مِنہا کی جان بخشی کرتے وہ سب ایک ایک کرتے اُن کے بیڈ روم سے نکل آئے تھے.

اُن سب کے جاتے ہی مِنہا روم میں اکیلی رہ گئی تھی. ہشام ابھی تک واپس روم میں نہیں آیا تھا. سب کے سامنے ہنستی مُسکراتی وہ اب ایک بار پھر آنے والے لمحوں کا سوچتے ذہنی اذیت کا شکار ہو رہی تھی.

مِنہا ہشام کے نفاست سے سجے پورے روم کا جائزہ لیتے اُداسی سے مسکرائی تھی. جو اُس کا ہوتے ہوئے بھی اُس کا نہیں تھا. جس میں شاید وہ بہت ہی محدود مدت کے لیے آئی تھی. کیونکہ جو حرکت ابھی کچھ گھنٹوں میں وہ کرنے والی تھی. اُس کے بعد ہشام شاید اُس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرتا. یہی بات مِنہا کو بار بار رلائے جا رہی تھی کہ ہشام اب اُس سے صرف اور صرف نفرت کرے گا.

اُس کی آنکھوں میں موجود والہانہ محبت شاید اب وہ کبھی نہ دیکھ پائے. مِنہا ہشام کے روم کی ایک ایک چیز ہاتھ سے چھو کر محسوس کرتی آخر میں سامنے کی وال پر موجود زیان کی لارج سائز فوٹو کے آگے جا کھڑی ہوئی تھی.

"میں اِس بات کو ہی اپنی خوش قسمتی مان کر پوری زندگی گزار سکتی ہوں کہ آپ جیسا دل کا پیارا اور شاندار مرد میری زندگی میں آیا. آپ کے ساتھ

گزارے اپنی زندگی کے یہ گنے چنے کچھ لمحے ہی میرے لیے آگے کی پوری
" .زندگی کاٹنے کے لیے کافی ہیں

مِنہا ہشام کی تصویر کو دیوانہ وار نظروں سے دیکھتی دل ہی دل میں اپنی
چاہت کا اقرار کرنے میں اِس قدر گم تھی کہ دبے قدموں اپنے پیچھے
.آ کھڑے ہونے والے ہشام کی موجودگی بھی نوٹ نہیں کر پائی تھی

ہشام نے اُسے اپنی تصویر میں اِس قدر کھو یا دیکھ ہنستے ہوئے پیچھے سے اپنے
بازوؤں کے حصار میں لیا تھا. مِنہا کی ہمیشہ کی طرح اِس طرح اچانک ہشام کو
.دیکھ چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی

یار یہ پورے کا پورا جیتا جاگتا چلتا پھرتا بندہ تمہارے سامنے موجود ہے. تو "
" .اُس کی بے جان تصویر میں اِس قدر کھونے کی کیا ضرورت ہے

ہشام نے مِنہا کی نازک کلائی اپنے ہاتھ میں لیتے ایک بہت ہی بیش قیمت نفیس سا بریسلٹ اُسے پہنا دیا تھا.

" تھینکس. بہت خوبصورت ہے یہ. "

مِنہا کو بریسلٹ بہت پسند آیا تھا. جس کا اظہار کرتے وہ بھیگی آنکھوں سے مُسکرا دی تھی.

" خالی خولی تھینکس سے کام نہیں چلے گا. مجھے بھی اِس کے بدلے پیارا سا گفٹ چاہیئے. "

ہشام کی معنی خیزی سے کہی بات پر مِنہا کا دل زور سے دھڑک اُٹھا تھا. ہشام کی اتنی قربت پر تو اُس کی سانسیں پہلے ہی تیز ہو چکی تھیں.

ہشام اپنا چہرہ مِنہا کے چہرے کے ساتھ مَس کرتا وارفتگی سے بولا. مگر مِنہا کے چہرے کی نمی محسوس کرتے ہشام ٹھٹھکا تھا.

ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر ہشام نے پریشانی کے عالم میں مِنہا کا رُخ اپنی جانب موڑا تھا.

"کیا ہوا ہے مِنہا تم رو کیوں رہی ہو. کیا ہوا ہے تمہیں. گھر والوں میں سے کسی نے کچھ کہا ہے کیا. مجھے بتاؤ شاباش اگر کسی نے کچھ بھی بولا ہے تو".

مِنہا کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہشام فکر مندی سے بولا.

ہشام کی اتنی فکر پر مِنہا کا دل چاہا تھا اپنی ساری اذیت ہشام کو بتا دے مگر رفیق نیازی کی دی گئی ایک ایک دھمکی یاد آتے ہی مِنہا خود کو ایک بار پھر روک گئی تھی. کبھی جھوٹ نہ بولنے والی لڑکی آج اپنے پیار کی خاطر ایک بات چھپانے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہی تھی.

"نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے. یہاں تو سب اتنے اچھے اتنے پیارے ہیں. یہ تو خوشی کے آنسو ہیں. اتنا سب کچھ پا کر سب لوگوں کی اپنے لیے محبت دیکھ کر آنکھیں نم ہو گئیں".

مِنہا نے ہونٹوں پر مُسکان سجاتے ہشام کو مطمئن کرنا چاہا تھا. مگر پہلے کی طرح اِس بار وہ شاید ہشام کی تسلی کرنے میں ناکام رہی تھی. ہشام کی چھٹی حس کچھ گڑبڑ ہونے کا الارم دے رہی تھی. مِنہا کی بے چینی کچھ دنوں سے

تو وہ نوٹ کر ہی رہا تھا. مگر اِس طرح آنکھوں میں ہلکورے لیتا خوف اور بار آنکھیں نم ہو جانا یہ سب چیزیں ہشام کو کسی اور جانب ہی اشارہ کر رہی تھیں. لیکن اِس بارے میں مِنہا سے پوچھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا. کیونکہ اگر اُس نے اتنے اعتماد سے جھوٹ بول دیا تھا تو اِس کا مطلب تھا کہ وہ اُسے کچھ نہ بتانے کا ارادہ کر چکی تھی.

" لیکن مجھے کسی بھی کنڈیشن میں اِن آنکھوں میں آنسو منظور نہیں ہیں. چاہے خوشی کے ہوں یا غم کے. "

ہشام نے اُس کے آنسو صاف کرتے نرمی سے تنبیہ کی تھی. اور مِنہا کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

" آپ کہیں جا رہے ہیں کیا. "

ہشام کو وردی پہنے کہیں جانے کے لیے بلکل تیار دیکھ مِنہا حیرانی سے اُس کے قریب آئی تھی. اُس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ چہرے پر بھی اُداسی چھا گئی تھی. یہی تو کچھ لمحے تھے اُس کے پاس ہشام کے ساتھ گزارنے کے. مگر اُس کو یوں کہیں جاتا دیکھ مِنہا کا دل بوجھل ہوا تھا.

" میں آج اتنے خوشیوں بھرے وقت میں بلکل بھی نہ جاتا لیکن ایک بہت امپورٹینٹ کام آگیا جسے پورا کرنا میرے لیے بہت زیادہ ضروری ہے. مگر بس آج کے لیے اپنے اِس پیارے سے چہرے پر اپنی میٹھی سی مسکان سجا کر مجھے رخصت کرو. وعدہ کرتا ہوں میں تم سے. بہت جلد اپنا کام نبٹا کر تمہارے پاس موجود ہوں گا. "

ہشام جھک کر مِنہا کی ٹھوڑی پر اپنا لمس چھوڑتا باہر نکل گیا تھا.

مِنہا نے آنکھوں میں ویرانی بھرے ہشام کو خود سے دور جاتے دیکھا تھا.
.شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

مِنہا اپنے ارد گرد پھیلی ہشام کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں بساتی اپنے دل کی
.طرح اِس کمرے کے خالی پن پر پھیکا سا مُسکرا دی تھی

اُس کی پوری رات آنکھوں میں کٹی تھی. ہشام کے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح اُس کی آنکھوں کے سامنے چلتا رہا تھا. جنہیں یاد کر کے کبھی
.وہ رو دیتی کبھی ہنس دیتی

مِنہا مزید نجانے کتنی دیر ایسے ہی ہشام کے خیالوں میں کھوئی رہتی جب
اذان کی آواز پر ہوش کی دنیا میں لوٹتے وہ سیدھی ہوئی تھی. اور وضو کرنے

واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی. اِس بات پر ایمان رکھتے کہ اُوپر بیٹھا اُس کا رب بہت ہی غفور ور حیم ہے. وہ اُس کی مدد ضرور کرے گا. اور اِس مشکل گھڑی میں اُسے تنہا بلکل نہیں چھوڑے گا.

مِنہا اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی. اور کسی ضدی بچے کی طرح اپنے آگے کی زندگی کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہشام کا ساتھ مانگنے لگی تھی. جیسے جانتی ہو کہ اُس کا مہربان رب اُس کی دعا آج بلکل بھی رد نہیں کرے گا.

"چلو ہمیں ابھی اِسی وقت نکلنا ہے".

مِنہا جو نماز پڑھ کر جائے نماز فولڈ کر رہی تھی. فائقہ عجلت میں اُس کے روم میں داخل ہوتی اُس سے مخاطب ہوئی تھی.

"۔ مگر ابھی اِس وقت۔ اتنی جلدی "

۔مِنہا گھڑی کی جانب دیکھتے بولی۔ جہاں ابھی صرف پانچ ہی بجے تھے

ہاں اُس رفیق نیازی کا فون آیا ہے۔ وہ ابھی بلا رہا ہے۔ اور اگر گھر والوں " میں سے کوئی بھی اُٹھ گیا تو ہمارا یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اب "۔ اگر تم زیادہ باتیں بنانے کے بجائے یہاں سے نکلو گی تو زیادہ بہتر ہو گا

فائقہ مِنہا کو مزید کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر اُس کا ہاتھ پکڑتی وہاں سے ۔نکل آئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

فائقہ رفیق نیازی کی بتائی گئی لوکیشن پر مِنہا کو لے آئی تھی. جہاں رفیق تو نہیں مگر اُس کے آدمی اور کسی نیوز چینل کے لوگ موجود تھے. جنہوں نے مِنہا کا بیان ریکارڈ کرنا تھا.

مِنہا اپنے دل کا خون کرتی اُن لوگوں کی بتائی گئی باتیں جو کہ ہشام کے بلکل خلاف تھیں کیمرے کے سامنے بولنا شروع ہو چکی تھیں.

جن کے مطابق ہشام نے اُسے اتنے وقت سے اپنے طاقت کے زور پر زبردستی اپنے پاس رکھا ہوا تھا. اور نکاح بھی اُس کے بہت انکار پر ڈرا دھمکا کر کیا تھا. اِسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں اُن لوگوں کی ہدایت پر وہ کیمرے کے آگے کہتی گئی تھی. مگر بریک اُسے اُس وقت لگی جب اُس سے یہ کہنے کو

کہا گیا کہ اُس کا نکاح پہلے ہی رفیق نیازی سے ہو چکا ہے. ہشام گردیزی نے اُس سے نکاح پر نکاح کیا ہے.

" نہیں میں یہ نہیں بولوں گی. میرا رفیق نیازی سے نکاح نہیں ہوا. میں تو اُس سے آج تک ایک بار بھی نہیں ملی. یہ سب بہت غلط ہے ".

مِنہا نفی میں سر ہلاتے کیمرے کے آگے سے ہٹ گئی تھی.

" جھوٹ مت بولو. میں سب جانتی ہوں تمہارا نکاح ہو چکا ہے رفیق نیازی سے. تمہارا ہشام سے کیا گیا نکاح ناجائز ہے. اب سیدھی طرح جو کہا جا رہا ہے وہ بولو. ورنہ اِن کو دیکھ رہی ہو. کچھ ہی دیر میں یہ خود ہی تم سے سارا سچ اُگلوا لیں گے ".

فائقہ ہتھیاروں سے لیس رفیق نیازی کے آدمیوں کی جانب اشارہ کرتے بولی.

"بکواس بند کرو تم اپنی. ہشام کے ساتھ میرا نکاح میرا ہر رشتہ جائز ہے. ایس پی ہشام گردیزی ہی میرا شوہر ہے. میں نہیں جانتی کسی رفیق نیازی کو."

مِنہا اپنے اور ہشام کے رشتے کے بارے میں کچھ غلط نہیں سن اور بول پائی تھی. اِس لیے فائقہ کو شہر باد نگاہوں سے گھورتے چلائی تھی.

"نہیں جانا تو اب جان لو. جاننے میں کتنا ٹائم لگتا ہے مسز ہشام گردیزی. کیا ہوا جو پہلے میرا تم سے نکاح نہیں ہوا اب کر لیتے ہیں ہم نکاح. اِس سب میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات ہے."

رفیق نیازی کی آواز پر سب کی نظریں ہال کے دروازے کی جانب اُٹھی تھیں. جہاں سے وہ کمینگی بھری مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اندر داخل ہو رہا تھا.

مِنہا نے نفرت بھری نظر اُس ادھیڑ عمر شخص پر ڈالی تھی. وہ اُس کے باپ سے بھی کافی بڑی عمر کا تھا.

" کچھ خدا کا خوف کرو گھٹیا انسان. تم جیسا بزدل اور بے ضمیر انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا. زرا سی بھی غیرت اور شرم نہیں ہے تم میں. اگر تھوڑی سی بھی مردانگی ہوتی نا تم میں تو یوں پیٹھ پیچھے وار کر کے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے بجائے سامنے سے آکر میرے شوہر کے ساتھ مقابلہ کرتے. مگر اتنی ہمت تم میں ہے کہاں. "

مِنہا میں اتنی ہمت نجانے کہاں سے آئی تھی کے بناڈرے بے خوفی سے وہ رفیق نیازی کو آئینہ دیکھا گئی تھی.

مِنہا کی بات سن کر رفیق کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا. مگر اگلے ہی لمحے خود کو نارمل کرتے مِنہا کو گھٹیا انداز میں دیکھتے اُس کا قہقہ بر آمد ہوا تھا.

" ہاہاہاہا میں نے تو سنا تھا کہ تم بہت ڈرپوک سی ہو. مگر دیکھ کر اچھا لگا کہ ہشام گردیزی نے تو تمہیں نہ صرف بولنا اور غصہ کرنا سیکھا دیا ہے بلکہ اچھا خاصہ بہادر بھی بنا دیا ہے. "

رفیق نیازی اپنی گندی نظریں مِنہا کے چہرے پر گاڑھے قریب آنے لگا تھا.
فائقہ جو خاموشی سے اُن دونوں کی باتیں سن رہی تھی. رفیق نیازی کے انداز
.کو دیکھ کر اُسے بھی خوف آنے لگا تھا

میں وعدے کے مطابق اپنا کام کر چکی ہوں. اب میں چلتی ہوں. اور مجھے "
" .پوری اُمید ہے کہ تم بھی اپنا کہا نبھاؤ گے

فائقہ ایک نظر مِنہا اور دوسری رفیق پر ڈالتی وہاں سے جانے کے لیے باہر کی
جانب بڑھی تھی. مگر اُس کے دروازے کے سامنے پہنچنے سے پہلے ہی رفیق
.نیازی کے اشارے پر آگے آکر اُس کے آدمی نے فائقہ کا راستہ روک دیا تھا

کیا بدتمیزی ہے یہ. ہٹوں میرے راستے سے. اپنے آدمی کو بولو مجھے جانے "
".دے یہاں سے

فائقہ نے اُس آدمی کو اپنے آگے سے ہٹنے کا کہتے رفیق نیازی کی جانب دیکھا تھا مگر اُس کے چہرے پر موجود پراسرار سی مسکراہٹ دیکھ فائقہ کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی تھی.

" یہ بدتمیزی نہیں عقلمندی ہے. ایک کے ساتھ ایک لڑکی فری مل رہی ہے. کون بے وقوف بھلا اِس موقعے سے فائدہ نہیں اُٹھائے گا. اور لڑکیاں بھی دونوں وہ جن کا ہشام گردیزی سے قریبی رشتہ ہے ".

رفیق نیازی کا فلک شگاف قہقہہ فائقہ کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا تھا. اِس لمحے اپنی جان اور عزت کے چھن جانے کے خوف سے اُسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا. جو مِنہا کے لیے گڑھا کھودتے کھودتے خود بھی اُس میں آ گری تھی.

مِنہا نے ساری بات سمجھتے ملامتی نظروں سے اُس بے وقوف لڑکی کی جانب دیکھا تھا. جو انتقام میں اتنی آندھی ہو گئی تھی کہ رفیق نیازی جیسے گھٹیا انسان پر بھروسہ کر بیٹھی تھی.

" تم اتنا بڑا دھوکہ نہیں کر سکتے میرے ساتھ ".

فائقہ اُس کے آدمی سے اپنا بازو چھڑواتی چلائی تھی.

" میں یہ دھوکہ کر چکا ہوں کیونکہ یہی میری فطرت بھی اور کام بھی. اب اپنی زبان بند رکھنا کیونکہ تمہارا زیادہ بولنا تمہارے لیے ہی نقصان کا باعث بن سکتا ہے".

.رفیق نیازی فائقہ کو قہر بھری نظروں سے کہتا سہمنے پر مجبور کر گیا تھا

تم میری بلبل کس انتظار میں کھڑی ہو. نہیں آنے والا تمہارا ہیرو آج "
" .تمہیں بچانے. جلدی سے اپنا بیان مکمل کرو. پھر نکاح ہے ہمارا

رفیق نیازی اب ایک بار پھر مِنہا کی جانب متوجہ ہو چکا تھا. اُس کی بات سن
.کر مِنہا نفی میں سر ہلاتی پیچھے کو ہوئی تھی

میرا نکاح ہو چکا ہے ہشام گردیزی سے. تم چاہے مجھے مار دو. مگر میں اتنا بڑا "
" .گناہ بلکل بھی نہیں ہونے دوں گی

مِنہا کے انکار پر رفیق نیازی اب آخر کار اپنے اصلی رُوپ میں آتے گھٹیا
.ارادے کے ساتھ مِنہا کی جانب بڑھا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

زیان عائلہ کو لیے ہاسپٹل پہنچ چکا تھا. جہاں زیان کی بلائی گئی نیورولوجسٹ اور سرجنز کی پوری ٹیم پہلے سے ہی پوری تیاری کے ساتھ موجود تھی. وہ لوگ عائلہ کی تمام رپورٹس دیکھنے کے بعد اور اُس کا کیس اچھی طرح سے سٹڈی کرنے کے بعد اِس فیصلے پر پہنچے تھے. کہ عائلہ کی فوری طور پر سرجری کر دی جائے. مزید دیر کرنا زیادہ خطرے کا باعث بن سکتا تھا .

مگر اِس سرجری سے پہلے کچھ ٹیسٹ کروانے ضروری تھے. جو کافی مشکل تھے جن کے بارے میں سنتے ہی عائلہ بُری طرح خوفزدہ ہو چکی تھی. جس میں سب سے زیادہ وہ ایم آر آئی ٹیسٹ سے ڈر چکی تھی. زیان کے اتنا سمجھانے کے باوجود بھی اُس کا ڈر ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا .

" میر پلیز مجھے نہیں کروانا یہ عجیب و غریب ٹیسٹ. یہ کیا ڈرامہ ہے. اِنہیں کہیں کرنی ہے تو صرف سرجری کریں. مجھے نہیں جانا اُس مشین کے اندر اگر میرا سانس بند ہو گیا اُس میں تو. پلیز میر تم بولو ناڈاکٹرز کو یہ ٹیسٹ رہنے دیں. "

عائلہ زیان کو راضی کرنے کے لیے اور بھی نجانے کیا کیا بولے جا رہی تھی. اُس کی آنکھوں سے جھلکتا بے پناہ خوف واضح دکھائی دے رہا تھا. زیان اُسے کتنی بار ریلیکس کرنے کے کوشش کر چکا تھا. مگر عائلہ اُس کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی. اُس کی بس ایک ہی رٹ تھی مجھے کسی قیمت پر اِس مشین کے اندر نہیں جانا.

زیان کچھ لمحے بیڈ پر بیٹھ کر مسلسل بولتی عائلہ کی جانب دیکھتا رہا. اُسے چپ نہ ہوتے دیکھ اگلے ہی لمحے زیان نے جھک کر عائلہ کے لگاتار چلتے ہونٹوں پر نرمی سے لب رکھتے اُسے اپنے طریقے سے خاموش کروا دیا تھا.

" ریلیکس مائی لو. "

زیان دھیمے لہجے میں اُس کے کان میں سرگوشی کرتے بولا.

عائلہ زیان کے پیچھے ہوتے ہی اپنی بات بھولتی شرم وحیا سے لال چہرے کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کرتے اُس کے پاس سے اُٹھی تھی. مگر زیان نے اُس کی یہ کوشش بھی ناکام بناتے اُسے واپس اپنی جانب کھینچ لیا تھا.

" تمہیں مجھ پر کتنا ٹرسٹ ہے. "

زیان نے محبت سے عائلہ کو اپنی بانہوں میں بھرتے پوچھا تھا. زیان کی نظریں عائلہ کے صبیح چہرے پر پھسل رہی تھیں. جو بلیک ڈریس میں ملبوس مسلسل اُسکا ضبط آزمائے جا رہی تھی.

" خود سے بھی کئی گنا زیادہ ".

عائلہ اُس کے حصار میں راحت محسوس کرتے اُس کی جانب دیکھتی جذب کے عالم میں بولی.

" تو تمہیں کیا لگتا ہے میں ایسی کسی بات کے لیے راضی ہوں گا. جو تمہارے لیے نقصان یا تکلیف کا باعث ہو. مجھ پر بھروسہ رکھو میری جان. اِس سے تمہیں زرا بھی تکلیف نہیں ہو گی".

زیان نے اُس کی ہیزل گرین ڈری سہمی آنکھوں میں جھانکتے محبت بھرے پُر یقین لہجے میں کہا تھا.

" میر اُس کے اندر میر ادم تو نہیں گھٹے گا. تم میرے پاس رہو گے نا "

عائلہ ایک پل بھی اپنی نظریں زیان کی نظروں سے ہٹانا نہیں چاہتی تھی.
عائلہ کی بات پر زیان نے مُسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا.

" میں وعدہ کر چکا ہوں تم سے کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں. اور ایک سیکنڈ سے بھی تمہارے پاس سے نہیں ہٹوں گا. اگر مجھ پر ہوتا تو میں اُس مشین میں تمہارے ساتھ چلا جاتا. "

زیان کی شرارتی لہجے میں کہی آخری بات عائلہ کے چہرے پر بھی مُسکراہٹ بکھیر گئی تھی.

" .پرامس کرو میرا اُس روم میں میرے ساتھ موجود رہو گے "

عائلہ نے اپنی نازک ہتھیلی زیان کے سامنے پھیلائی تھی. جسے بہت ہی پیار سے تھامتے زیان نے اُسے چوم لیا تھا.

زیان خود بھی اندر سے بہت زیادہ خوفزدہ تھا. عائلہ سے زیادہ اُس کی فکر میں زیان کی حالت خراب ہو رہی تھی. مگر وہ اُس کے سامنے مضبوط بنا ہر طرح سے اُسے سنبھالے ہوئے تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

گردیزی ولا میں ہمیشہ کی طرح ایک خوبصورت صبح کا آغاز ہوا تھا. مگر وہ حسین خوشیوں بھری صبح پریشانی اور فکر مندی میں اُس وقت بدلی تھی. جب سب نے گھر سے مِنہا کو گمشدہ پایا تھا.

ایک اُمید کے تحت ہشام کو کال ملائی گئی تھی کہ شاید مِنہا ہشام کے ساتھ ہو. مگر ہشام اپنے آدمی کی خبر پر پہلے ہی اِس قیامت خیز خبر سے آگاہ ہو چکا تھا. اُسے اپنا کل والا شک بلکل ٹھیک ہوتا محسوس ہوا تھا. مِنہا کوئی بہت بڑی بے وقوفی کر چکی تھی. وہ کل رات سے رفیق نیازی کے خلاف ایک ایسے آپریشن میں مصروف تھا. جس سے اُسے نیازی کی خلاف بہت اہم ثبوت ملے تھے. جن کے ذریعے سے وہ آسانی سے اب اُسے قانون کے دائرے میں رہ کر گرفتار کر سکتا تھا. اور اُس کے تمام گناہوں کی سزا بھی دلوا سکتا تھا. مگر رفیق

نیازی گرفتار ہونے سے پہلے ہی بہت بڑا گناہ کر چکا تھا. جس کی وجہ سے اب وہ کی صورت ہشام کے قہر سے نہیں بچ سکتا تھا.

ہشام کو شک تو پہلے سے ہی تھا. جس کی وجہ سے مِنہا کی مزید سیکیورٹی کی خاطر ہشام نے اُسے کل رات جو بریسلٹ پہنایا تھا. وہ کوئی عام بریسلٹ نہیں تھا. بلکہ اس میں ایک چِپ لگی ہوئی تھی. جس سے ہشام آسانی سے مِنہا تک پہنچ سکتا تھا.

مگر اِس وقت ہشام جس قدر مِنہا پر غصے میں تھا شاید اُتنا رفیق نیازی پر بھی نہیں تھا. مِنہا کے نزدیک اُس کی اتنی اہمیت بھی نہیں تھی. زرا سا اعتبار بھی نہیں تھا کہ وہ اُس سے یہ بات شیئر کر سکتی. ہشام نے ریزرو طبیعت کے مالک انسان ہونے کے باوجود بھی اپنے مزاج کے خلاف جا کر مِنہا کو بارہا اپنے ہونے کا احساس دلایا تھا. اُسے ہر مشکل گھڑی میں ساتھ کھڑے رہنے کا یقین

دلایا تھا. مگر مِنہا اُس کے پیار اور محبت کو ایک طرف کرتی اُسے بُری طرح ہرٹ کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے سب گھر والوں کے سامنے بھی شرمندہ کر کے جا چکی تھی.

ہشام گھر والوں کی کال آنے سے پہلے ہی مِنہا کے گھر سے نکل جانے کے بارے میں باخبر تھا. رفیق نیازی کے خاص آدمیوں میں سے ایک شخص ہشام کا مخبر تھا. جو اُسے ساری بات بتا چکا تھا. کہ کس طرح رفیق نیازی نے مِنہا کو بلیک میل کیا تھا. اور فائقہ نے کیسے رفیق نیازی کا ساتھ دیتے مِنہا کو گردیزی ولا سے نکال کر اُس تک پہنچایا تھا. رفیق نیازی نے یہ کام اتنے خفیہ انداز میں کیا تھا کہ اِس کی خبر اُس کے خاص آدمیوں کو بھی نہیں ہو پائی تھی.

ہشام کے مخبر نے جیسے ہی رفیق نیازی کے ساتھ اُس کے ٹھکانے پر قدم رکھا تھا وہاں مِنہا کو دیکھ اور رفیق نیازی کے فخریا انداز میں بتائی جانے والی ساری سچائی جان کر اُس نے فوراً ہشام کو اطلاع دے دی تھی .

ہشام یہ جان لیوا خبر سنتے ہی فوراً مِنہا کی طرف روانہ ہو چکا تھا. بے انتہا غصہ ہونے باوجود بھی ہشام کو مِنہا کی فکر میں اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی. وہ فوراً سے پہلے خطرے میں موجود اپنی زندگی کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ کا ایم آر آئی ٹیسٹ سٹارٹ کیا جا چکا تھا. اُن کے گھر والے بھی وہاں پہنچ چکے تھے. زیان عائلہ سے وعدے کے مطابق اُسی روم میں عائلہ سے کچھ فاصلے پر موجود تھا .

جیسے جیسے عائلہ کو اندر لے جایا جا رہا تھا. زیان کو لگا رہا تھا کہ اُس کا دل جیسے کوئی زور سے اپنی مُٹھی میں لے کر مسل رہا ہو .

عائلہ کے آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی زیان نے دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچ لی تھیں. اُس کا دل عائلہ کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھا. وہ جلد از جلد عائلہ کو اِس ساری تکلیف سے باہر دیکھنا چاہتا تھا. وہ وہاں کھڑا اِس وقت خود کو بہت ہی بے بس فیل کر رہا تھا. عائلہ کو کچھ لمحوں کے لیے ہی سہی مگر خود سے دور جاتا دیکھ زیان کو عائلہ کے لیے اپنی محبت کی شدتوں میں اضافہ ہوتا محسوس ہو رہا تھا. جو اُسے یہ بات باور کروا رہی تھیں. کہ اِس لڑکی کے بغیر اب اُس کا ایک پل بھی گزارا ممکن نہیں تھا .

آخر کار پورے 30 منٹ کے جان لیوا عذاب کے بعد عائلہ کو واپس باہر لایا گیا تھا. ایم آر آئی مشین سے باہر نکلتے ہی عائلہ نے سب سے پہلے زیان کا نام پکارا تھا. جسے سنتے کچھ ہی فاصلے پر کھڑے زیان حیدر نے بنا ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے عائلہ کے آنکھیں کھولنے سے پہلے ہی اُس کا ہاتھ تھام لیا تھا.

وہاں کھڑے ڈاکٹرز اِس کپل کی اتنی محبت پر مُسکرائے بنا نہ رہ سکے تھے.

زیان عائلہ کو بہت ہی نرمی سے اپنی بانہوں میں اُٹھاتے اُس کے روم کی جانب لے آیا تھا.

" دیکھو کتنی جلدی اور آرام سے یہ ٹیسٹ ہو گیا. تم ایسے ہی اتنا ڈر رہی تھی. اب دیکھنا اِس سے بھی کہیں زیادہ اچھے سے تمہاری سرجری بھی ہو جائے گی. اور تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا. "

زیان عائلہ کواُس کے پرائیویٹ روم میں لاکر بیڈ پر لیٹاتے بولا. عائلہ زیان
.کی جانب دیکھ کر دلکشی سے مُسکرائی تھی

" .میر تھینکیو سو مچ "

.عائلہ کی بات پر زیان نے سوالیہ نظروں سے اُسے گھورتے پوچھا

میر میں نے اُس مشین کے اندر جاتے ہی تمہارے بارے میں سوچنا "
شروع کر دیا. اور میں تمہارے خیالوں میں اِس قدر کھو گئی کہ مجھے پتا ہی نہیں
" .چلا یہ ٹائم کیسے گزر گیا

زیان کے ہونٹوں پر عائلہ کی بات سن کر ایک جاندار مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" .لو یو سو مچ مائی لو "

عائلہ کی معصومیت سے کہی بات زیان کے دل کو چھو گئی تھی. جس پر زیان نے جھک کر اُس کا ماتھا چوم لیا تھا.

اُسی لمحے ڈور ناک ہوا تھا. زیان کے یس بولتے ہی فاریہ کے پیچھے باقی سب بھی اندر داخل ہوئے تھے. گردیزی ولا سے ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا تھا. احتشام نے کال کر کے زیان کو مِنہا کی گمشدگی کا بتا دیا تھا. زیان نے عائلہ کے کتنی بار مِنہا کے نہ آنے کے بارے میں پوچھا بھی تھا. مگر زیان نے اُسے

اصل بات نہیں بتائی تھی. وہ عائلہ کو سرجری سے پہلے کسی قسم کی کوئی ذہنی ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا.

"بھئی ہمیں بھی تھوڑا سا ٹائم دے دو. ہماری بھابھی کے ساتھ سپینڈ کرنے کا. تم نے تو بلکل ہی میری دوست پر اپنا قبضہ جما لیا ہے."

فاریہ عائلہ کے پاس آتے زیان کو چھیڑتے ہوئے بولی. اُس کی بات پر زیان سمیت وہاں موجود سب افراد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

"ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق مجھے سرجری سے پہلے اپنی بیوی کو تم جیسی خوفناک چیزوں سے دور رکھنا ہے."

زیان کے جواب پر فاریہ کی اپنی ہنسی نکل گئی تھی. مگر اُس کے باوجود اُس نے زیان کو مصنوعی گھوری سے ضرور نوازا تھا.

اکرام صاحب کچھ فاصلے پر کھڑے اپنی بیٹی کی جانب دیکھتے اُس کی صحت یابی کیلئے دعا گو تھے.

زیان اور فاریہ کی باتوں پر مُسکراتے عائلہ کی نظر اکرام صاحب پر پڑی تھی. اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اُس کے دل میں یہ حسرت ہی رہی تھی کہ اُس کے ڈیڈ اُس کے پاس آکر اُس کا ماتھا چوم کر اُسے حوصلہ دیں گے. سب کچھ ٹھیک ہو جانے کا یقین دلائیں گے. مگر ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی وہ اُس کے دل کی بات نہیں سمجھ پائے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .دور رہو مجھ سے خبر دار جو قریب آنے کی کوشش کی تو "

.مِنہا رفیق نیازی کو اپنے قریب آتا دیکھ وارننگ دیتے پیچھے کی جانب ہٹی تھی

" .ہاہاہاہا مسز ہشام گردیزی اتنی ہمت ہے اگر تو روک کے دیکھاؤ "

رفیق نیازی قہقہ لگاتے مِنہا کی کلائی اپنی وحشیانہ گرفت میں لیتے اُسے کھینچتے
.ہوئے کیمرے کے پاس لے گیا تھا

بیان دے اِس پے. جو کہا ہے میں نے تجھ سے. بہت دیر سے برداشت "
".کر رہا ہوں تیرا یہ ناٹک

رفیق نیازی نے جس بُری طرح سے مِنہا کی کلائی کو دبوچا ہوا تھا اُسے محسوس ہوا تھا جیسے اُس کی کلائی ٹوٹ چکی ہو. وہ مر کے بھی نکاح پر نکاح والا اتنا بڑا گناہ نہیں کر سکتی تھی. اِس لمحے مِنہا کے دل نے شدت سے ہشام کو پُکارا تھا. جو اُس کا مجازی خدا ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اُس کا محافظ رہا تھا.

" نہیں بولوں گی. مزید کوئی جھوٹ نہیں بولوں گی. پہلے بھی جو بولا تھا وہ صرف اور صرف جھوٹ اور بکواس تھا ."

مِنہا نے اُس کی بات کے جواب میں اُتنے ہی زور سے چیختے سامنے پڑے کیمرے کو لات رسید کرتے دور اُچھال دیا تھا.

مِنہا کی اِس حرکت پر رفیق نیازی غصے سے آگ بگولا ہوتے اِس سے پہلے کے کوئی گھٹیا حرکت کرتا باہر سے آتی آوازوں اور دروازہ کھول کر بھاگ کر

آتے اپنے آدمی کو دیکھ وہ کچھ گڑبڑ ہونے کے احساس سے اُس کی جانب
متوجہ ہوا تھا.

"سر ایس پی ہشام گردیزی نے بھاری مقدار میں پولیس نفری کے ساتھ
یہاں پر ریڈ کر دی ہے. باہر موجود ہمارے سارے آدمی مارے جا چکے ہیں.
وہ لوگ کسی بھی لمحے اندر پہنچ سکتے ہیں."

وہ آدمی جس تیزی سے آیا تھا. اپنی بات ختم کرتے اُسی تیزی سے واپس چلا گیا
تھا.

اُس کی بات سنتے منہا کے ساتھ ساتھ فائقہ بھی پر سکون ہوئی تھی کہ اگر
ہشام گردیزی یہاں آ چکا تھا تو اب کوئی اُن کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا تھا.

"دیکھ لو آ گیا میرا ہیرو مجھے بچانے اب تم اپنی خیر مناؤ. عورتوں کے آگے تو
اپنی مردانگی کا زعم دیکھاتے بہت اُچھل رہے تھے. اب اگر ہمت ہے تو
مقابلہ کر کے دیکھاؤ ."

مِنہا آنکھوں میں نفرت لیے رفیق نیازی کے مکروہ چہرے کی جانب دیکھتی
زہر خند لہجے میں بولی.

"مقابلہ چاہے نہ کر سکوں اُس سے مگر تم لوگوں کو تو اُس کے حوالے بلکل
بھی نہیں کروں گا ."

رفیق نیازی نے اپنے آدمی کو فائقہ کو بھی پچھلے دروازے کی طرف سے باہر
لے جانے کا اشارہ کرتے مِنہا کو قابو کرنا چاہا تھا. مگر مِنہا ایک زوردار ٹانگ
اُس کے پیٹ پر رسید کرتے اپنی کلائی اُس کے بازو سے چھڑاتی پیچھے ہٹی تھی.

مِنہا کی حرکت پر قہر برساتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے اُس کے بھاگنے سے پہلے ہی وہ مِنہا کے سر پر اپنی رائفل کی پشت مارتے اُسے بے ہوش کر چکا تھا. مِنہا اپنا درد سے پھٹتا سر پکڑتی زمین بوس ہوئی تھی. یہی وہ لمحہ تھا جب ہشام نے وہاں قدم رکھا تھا. اور رفیق نیازی کی حرکت اُس کے اشتعال اور غصے میں مزید اضافہ کر گئی تھی.

ہشام نے فائقہ کو لے کر پچھلے گیٹ کی جانب بڑھتے شخص کی دونوں ٹانگوں پر فائر کرتے اُسے وہی روک دیا تھا.

" کمینے انسان میں نے کہا تھا تم سے میری بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش مت کرنا. مگر لگتا ہے تمہیں اپنی کچھ دنوں کی آزادی بھی منظور نہیں تھی.

قانون تو تمہیں سزا دے گا ہی سہی مگر اُس سے پہلے جو عبرت ناک سزا میں
" .تجھے دوں گا وہ آخری سانس تک نہیں بھولے گا تو

ہشام نے فرار ہونے کی کوشش کرتے رفیق نیازی کو گریبان سے دبوچتے ایک زوردار پنچ اُس کے منہ پر رسید کیا تھا. جو اُس کا جبڑا ہلانے کے ساتھ ساتھ اُس کے آگے کے دانت بھی ہوا میں اچھالنے کا باعث بنا تھا. اور اُس کے بعد تو حقیقت میں ہشام رفیق نیازی پر قہر بن کر ٹوٹا تھا. اور اُس کو بُری طرح پیٹتے لہولہان کر ڈالا تھا. جس ہاتھ سے رفیق نیازی نے مِنہا پر وار کیا تھا. وہ اب ہشام کے تشدد کے بعد بے جان ہوتا اُس کے وجود کے ساتھ لٹک کر رہ گیا تھا. فائقہ نے زمین پر گری مِنہا کا سر اپنی گود میں رکھتے اُس کا گال .تھپتھپا کر ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی

ندامت کے احساس سے فائقہ کا سر بلکل جھک چکا تھا. وہ ہشام سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہی تھی .

ہشام اچھی طرح اپنے اندر کی بھڑاس نکالنے کے بعد اُسے اپنے پیچھے موجود اہلکاروں کے حوالے کرتا فکر مندی سے بے سُدھ پڑی مِنہا کی جانب بڑھا تھا .

" للہ کا شکر مناؤ کے تم گردیزی خاندان کی بیٹی ہو ورنہ تمہاری اِس حرکت کے بعد میں تمہارا جو حال کرتا اُس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتی. میری بیوی کو نقصان پہنچانے کی جو کوشش تم نے کی ہے اُس کی معافی تو تمہیں کسی صورت نہیں ملے گی ".

ہشام مِنہا کو بہت ہی احتیاط سے فائقہ کی گرفت سے لیتے اُس کو نفرت اور حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے وہاں سے نکل گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ کو آئی سی یو میں لے جایا جا چکا تھا. زیان دروازے کے باہر ہی کھڑا بے چینی سے دروازے پر موجود چھوٹی سی کھڑکی پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی.

ڈاکٹرز کے مطابق وہ برر ہول ڈرینج سرجری کے تھرو عائلہ کا بلڈ کلاٹ ختم کرنے والے تھے. جس میں ایورتیج ٹائم 5 سے 6 گھنٹے لگ سکتے تھے. زیان کافی دیر وہاں کھڑا رہنے کے بعد بنا کسی سے کچھ بولے ہاسپٹل سے نکل آیا تھا. اُس کا رُخ مسجد کی طرف تھا.

زیان عائلہ اور سب گھر والوں کے سامنے بہت مضبوط بنا رہا تھا. اپنی تکلیف سب کے سامنے بہت مشکل سے دل کے اندر ہی چھپا رکھی تھی. مگر اُس کا ضبط اُس وقت ٹوٹا تھا. جب سرجری سے پہلے اُس سے کچھ پیپرز سائن کروائے گئے تھے. جس پر لکھے گئے لفظ پڑھتے زیان کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا.

وہاں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ عائلہ کہ پاس سروائیول کے چانسز بہت کم ہیں. اگر سرجری کے دوران اُس کی جان جاتی ہے یا اُس کے علاوہ اُسے کوئی ذہنی یا جسمانی ڈِس ایبیلٹی ہوتی ہے تو اِس کے ذمہ دار ڈاکٹرز اور ہاسپٹل کی انتظامیہ نہیں ہو گی. پہلے تو عائلہ کے حوالے سے اتنے سنگدلی سے لکھے الفاظ دیکھ کر ہی زیان ڈاکٹرز پر پھٹ پڑا تھا کہ سرجری سے پہلے ہی آپ لوگ یہ بکواس کیسے لکھ سکتے ہیں. مگر زیان کے وہاں موجود دوست جو اُس

ٹیم کا حصہ تھے کے سمجھانے پر جا کر کہیں زیان کچھ نارمل ہوا تھا. اور دل پر پتھر رکھتے پیپرز سائن کر دیئے تھے.

زیان مسجد میں آ کر عائلہ کی صحت یابی کیلئے اپنے رب کے آگے سجدے میں گرتے رو پڑا تھا.

وہ لڑکی جس کے ساتھ اُس کی کہانی نفرت سے شروع ہوئی تھی. جسے نجانے کتنی بار دھتکارتا رہا تھا. جو اُس کی محبت میں بہت وقت تک تڑپتی رہی تھی.

آج میر زیان حیدر اُسی لڑکی کی محبت میں اپنی ساری انا اکڑ بھول چکا تھا. اُسے یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ عائلہ سے بے انتہا پیار کرتا ہے. عائلہ کو خود سے دور نہ جانے دینے کی خاطر وہ مضبوط اعصاب کا مالک شخص آج سجدے میں گرا بچوں کی طرح رو دیا تھا. اُسے کسی حال میں بھی اپنی زندگی میر کی عائلہ سہی سلامت چاہیئے تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

گردیزی ولا میں ہر شخص مِنہا اور ہشام کی سلامتی کے لیے دعا گو تھا. سب کی نظریں بے چینی سے فون پر ٹکی ہوئی تھیں. شائستہ بیگم کا دل روتے ہوئے اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ بہو کی خیریت کے لیے بھی للہ کے حضور سجدہ ریز تھا. جو اُن کے بیٹے کی خوشی اور سکون کا باعث تھی .

گھر کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ خاموش اور بہت سی سوچوں میں گھرا ہوا تھا. جن میں سب سے بڑا سوال مِنہا کا اِس طرح گھر سے باہر نکلنا تھا. مگر ہر سوچ کو پس پشت ڈالے سب لوگ بس یہی چاہتے تھے کہ ہشام اور مِنہا صحیح سلامت گھر پہنچ جائیں. سائرہ بیگم اور واسع بھی وہاں ہی موجود تھے. وہ سب مِنہا کی پریشانی میں فائقہ کی غیر موجودگی نوٹ ہی نہیں کر پائے تھے. سائرہ

بیگم کے ایک دو بار پوچھنے پر صبا نے فائقہ کے پڑھائے گئے سبق کے مطابق جھوٹ بول دیا تھا کہ اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ اُوپر روم میں آرام کر رہی ہے. اِسی جھوٹ کی وجہ سے اب صبا دوہری ٹینشن کا شکار تھی. وہ کئی بار اُس کا فون ٹرائے کر چکی تھی. مگر اُس کا فون مسلسل آف جا رہا تھا.

"مبارک ہو سب کو. ہشام اور مِنہا بھی دونوں بلکل ٹھیک ہیں. اور کچھ ہی دیر میں گھر پہنچنے والے ہیں."

ولید نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے سب کو جیسے زندگی کی نوید سنا دی تھی.

وہاں موجود ہر چہرے پر رونق بکھر گئی تھی.

کچھ ہی دیر بعد ہشام مِنہا کو بانہوں میں اُٹھائے اندر داخل ہوا تھا. سب لوگ ایک پل کے لیے مِنہا کو بے ہوش دیکھ کر ڈر گئے تھے. مگر ہشام اُن سب کو تسلی دیتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا. اصل جھٹکا تو سب گھر والوں کو ہشام کے پیچھے سر جھکائے اندر داخل ہوتی فائقہ کو دیکھ کر لگا تھا.

" فائقہ بیٹا کیا ہوا تمہیں. "

سائرہ بیگم اپنی بیٹی کی قابلِ رحم حالت دیکھ آگے بڑھی تھیں. اُنہوں نے فائقہ کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا مگر وہ سیدھی اُن کے قدموں میں جا گری تھی.

" مما مجھے معاف کر دیں. میں بہت بُری ہوں. بہت بڑا گناہ کیا ہے میں نے. اگر ہشام ٹائم پر نہ آتے تو نجانے کیا ہو جاتا. میں اتنی گھٹیا کیسے ہو سکتی ہوں

بھلا. مجھے گھن آ رہی ہے اپنے آپ سے. ایک لڑکی ہو کر میں دوسری لڑکی
" .کے ساتھ غلط کیسے کر سکتی ہوں

فائقہ سائرہ بیگم کے قدموں سے اُٹھ کر سلمان صاحب کے قدموں میں
.گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

بیٹا یہ کیا کر رہی ہیں آپ. اُوپر اٹھیں. اور میری طرف دیکھ کر بتائیں مجھے "
" .کیا کیا ہے آپ نے

سلمان صاحب فائقہ کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کھڑا کرتے
.فکر مندی سے بولے

.سب گھر والے فائقہ کی حالت پر حیران پریشان کھڑے تھے

سلمان صاحب کے پوچھنے پر فائقہ نے روتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان
.ساری سچائی سب گھر والوں کے آگے رکھ دی تھی

اُس کی ساری بات سنتے جہاں سلمان صاحب اُس کے کندھوں سے ہاتھ
ہٹاتے دور ہوئے تھے وہیں سائرہ بیگم دکھ, غصے اور شرمندگی کے احساس
کے تحت فائقہ کی جانب بڑھی تھیں. اور پے در پے تھپڑوں سے اُس کا چہرا
.لال کر دیا تھا

" بے شرم لڑکی تمہیں زرا شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے. تھوڑا سا ہی
خیال کر لیتی اپنی ماں باپ کی عزت کا. مجھے شرم آ رہی ہے کہ تم میری بیٹی
ہو. میں نے تمہاری ایسی تربیت تو نہیں کی تھی. کہ تم اپنی خواہش کی تکمیل
.کے لیے اِس حد تک گر جاؤ

اِتنے کونسے ظلم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے تم پر کہ تم اپنے سگے ماموں کا گھر برباد کرنے چلی تھی. تم نے جس کو مروانا چاہا جس کی بیوی اُس کی عزت کو خراب کرنا چاہا آج وہی تمہاری عزت بچا کر تمہیں یہاں لے آیا ہے. شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے تمہیں."

سائرہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فائقہ کو اپنے ہاتھوں سے گلا دبا کر مار دیں. جس نے اُنہیں کہیں منہ دیکھانے قابل نہیں چھوڑا تھا.

سب لوگ بنا کچھ بولے فائقہ پر تُرحم آمیز نظر ڈالتے ہشام کے روم کی جانب بڑھ گئے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا نے ہوش میں آتے کسمسا کر آنکھیں کھول دی تھیں. اُس کا سر بُری طرح دُکھ رہا تھا. کچھ دیر غائب دماغی سے ارد گرد کا جائزہ لیتے آہستہ آہستہ مِنہا کے حواس بیدار ہوئے تھے. مکمل طور پر ہوش میں آتے ہی مِنہا نے پریشانی کے عالم میں ارد گرد کا جائزہ لیا تھا.

خود کو سہی سلامت بیڈ پر ہشام کے کمرے میں ہی لیٹا پا کر مِنہا نے بے تاب نظروں سے ہشام کو ڈھونڈنا چاہا تھا. مگر وہاں ہشام کے علاوہ سب گھر والوں موجود تھے. ہشام کو وہاں نہ پا کر مِنہا کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا. اُسے اتنا تو یاد تھا کہ ہشام وہاں اُسے بچانے کے لیے آیا تھا.

تو اب کہاں تھا ہشام وہ ٹھیک بھی تھا یا کہیں اُس رفیق نیازی نے ہشام کو نقصان تو نہیں پہنچا دیا تھا. اِس سوچ کے آتے ہی مِنہا نے فوراً اپنی جگہ سے

اُٹھنا چاہا تھا. مگر دماغ میں اُٹھنے والی درد کی شدید ٹیسوں نے اُسے ایسا کرنے ہی نہیں دیا تھا.

"بیٹا آپ لیٹی رہو آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے."

مِنہا کو اپنی جگہ سے اُٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ شائستہ بیگم اور امبر فوراً اُس کے قریب آئی تھیں.

"آنٹی ہشام کہاں ہیں. وہ ٹھیک ہیں نا. پلیز مجھے ابھی اُن سے ملنا ہے. پلیز اُن کو بلوا دیں."

مِنہا آنکھوں میں آنسو بھرے ملتجی لہجے میں بولی. جب کے اُس کی بات پر شائستہ بیگم فوراً نظریں چُرا گئی تھیں.

مِنہا بیٹا آپ آرام کرو. آپ کو چوٹ لگی ہے آپ کو آرام کی ضرورت "
ہے. ہشام بلکل ٹھیک ہے. ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آپ کی جانب سے تسلی
". کر کے وہ پولیس اسٹیشن گیا ہے

شائستہ بیگم کے بجائے سلمان صاحب نہایت ہی نرمی سے مِنہا کو اُس کی بات
کا جواب دیتے وہاں سے نکل گئے تھے. مِنہا شائستہ بیگم کا نظریں چُرانا
. محسوس کر چکی تھی

مگر بنا اور کوئی سوال کیے اُس نے تکیے کے سہارے اُٹھ کر بیٹھتے بھیگی
. آنکھوں کے ساتھ سب کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے

" آنٹی پلیز آپ سب لوگ مجھے معاف کر دیں. میں نے آپ سب کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے. آپ لوگوں نے مجھے اتنا پیار دیا کھلے دل سے قبول کیا اور میں نے آپ لوگوں کو بنا بتائے اتنا بڑا قدم اُٹھا لیا. مگر میں مجبور تھی. مجھے بہت زیادہ دھمکیاں دی گئی تھیں کہ اگر میں نے ہشام یا کسی کو بھی کچھ بتایا تو وہ ہشام سمیت اُن کی پوری فیملی کو نقصان پہنچائیں گے.

میں بہت پیار کرتی ہوں ہشام سے آپ سب سے. میں اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی. اِس لیے میں نے اتنا بڑا قدم اُٹھایا. پلیز آپ سب مجھے معاف کر دیں."

مِنہا اُن سب کے سامنے ہاتھ جوڑے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولتی سب کے دلوں میں موجود معمولی سی بدگمانی بھی دور کر گئی تھی.

شائستہ بیگم نے اُس کا ہاتھ تھامتے اُسے اپنے سینے سے لگالیا تھا. عالیہ بیگم بھی اُس کا کندھا سہلاتے پاس آ کھڑی ہوئی تھیں.

"بیٹا ہم سب سمجھ رہے ہیں کہ تم اُس وقت کیسی سچویشن کا شکار تھی. ہم میں سے کوئی بھی تم سے ناراض نہیں ہے. مگر میں ماں ہونے کی حیثیت سے تمہیں یہ سمجھانا چاہتی ہوں کہ آگے چاہے زندگی میں کیسا بھی موڑ آئے مشکل سے مشکل گھڑی کیوں نہ ہو. اپنے شوہر سے کبھی کچھ مت چھپانا. اُسے کبھی بے اعتبار مت کرنا. تم آج کے واقعہ کے بعد اتنا تو جان گئی ہو گی کہ ہشام سے اتنی بڑی بات چھپانا تمہیں کتنے بڑے خطرے سے دوچار کر سکتا تھا. مجھے امید ہے اِس واقعہ سے سبق سیکھتے تم آگے ایسی کوئی غلطی نہیں دہراؤں گی. ہشام تم سے بہت پیار کرتا ہے. تم پر بہت بھروسہ کرتا ہے. مگر اُس سے اتنی بڑی بات چھپا کر, بغیر بتائے اتنا بڑا قدم اُٹھا کر تم نے اُس کو بہت ٹھیس پہنچائی ہے".

.شائستہ بیگم کی بات پر مِنہا نے سر اُٹھا کر اُن کی جانب دیکھا تھا

مِنہا ہشام کو یہاں موجود نہ پا کر ہی اُس کی ناراضگی سمجھ گئی تھی. مگر شائستہ بیگم کی باتیں اُسے مزید ندامت کی جانب دھکیل گئی تھیں.

وہ تو ہشام پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ کرتی تھی. لیکن شاید اُس نے اپنی اِس حرکت سے ہشام کو اُس کے گھر والوں کے سامنے بہت شرمندہ اور ہرٹ کر دیا تھا.

مِنہا کو تو اِس وقت بھی ہشام کی اتنی فراخ دلی پر حیرت ہو رہی تھی. کوئی شخص اتنا اچھا کیسے ہو سکتا تھا مِنہا کی اتنی غلط حرکت کے باوجود بھی اُسے اُتنی ہی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے گھر لے آیا تھا.

مِنہا کو تو لگ رہا تھا کہ وہ اِس حرکت کے بعد شاید اب کبھی مِنہا کی شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرے. اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خود سے جدا نہ کر دے .

مگر خود کو ہشام کے کمرے میں پا کر اُس کے دماغ سے بہت سارے خدشے نکل چکے تھے .

" کیا ہشام مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہیں. بہت غصے میں بھی ہوں گے نا وہ ؟ "

شائستہ بیگم اُس سے پیار کرتیں, مزید کچھ باتیں کر کے اُس کو آرام کرنے کا کہتیں عالیہ بیگم کے ساتھ باہر نکل گئی تھیں .

اب مِنہا کے پاس صرف ہشام کی کزنز ہی رہ گئی تھیں. اِس لیے مِنہا نے
.کب سے ہونٹوں پر اُمڈ آتی بات آخر کار پوچھ ہی لی تھی

" بہت زیادہ غصے میں تھے. اتنا غصے میں ہم نے اُنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا. "
مگر غصے میں ہونے کے باوجود آپکی بے ہوشی سے پریشان تھے لیکن جیسے ہی
ڈاکٹر نے بتایا کہ آپ بلکل ٹھیک ہیں اور آپ کو کچھ دیر میں ہوش آجائے گا.
وہ کسی کام کا کہتے فوراً گھر سے نکل گئے. ہشام بھائی بلاوجہ ناراض نہیں ہوتے
" . لیکن اگر ناراض ہو جائیں تو اُن کو منانا بہت مشکل ہے

رمشا مِنہا کو تفصیل سے جواب دیتے بولی. اور ساتھ ہی مِنہا کی پریشانی میں
.مزید اضافہ کر گئی تھی

رمشا بھی پہلے ہی پریشان ہیں تم اُنہیں مزید ڈرا رہی ہو. بھابھی ہشام "
بھائی آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں. آپ فکر مت کریں زیادہ دیر
". ناراض نہیں رہیں گے آپ سے

بسمہ رمشا کو ٹوکتے ہو؟

زیان بھاگتے قدموں سے مسجد سے نکلتے گاڑی میں بیٹھتے ہاسپٹل کی جانب بڑھا تھا. عائلہ کی سرجری ہو چکی تھی. مگر ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ جب تک عائلہ کو ہوش نہیں آجاتا وہ لوگ کچھ نہیں کہہ سکتے تھے.

اگلے چودہ گھنٹے عائلہ کے لیے بہت کریٹیکل تھے. خطرے سے باہر عائلہ تب ہی ہوتی اگر اِس دوران اُس کو ہوش آجاتا اور وہ ذہنی اور جسمانی طور پر نارمل ہوتی. گردیزی ولا سے بھی سب وہاں پہنچ چکے تھے. زیان اور ہشام

ایک ساتھ وہاں داخل ہوئے تھے. زیان کے چہرے سے اُس کی پریشانی اور تکلیف صاف نظر آرہی تھی. وہ کسی سے بھی بنا کوئی بات کیے ڈاکٹرز کی جانب بڑھا تھا.

فاریہ کے ساتھ کھڑی مِنہا پہلے ہی عائلہ کی وجہ سے رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی اور اب ہشام کی بے رخی دیکھ اُسے مزید رونا آگیا تھا. جس نے مِنہا کو ایسے نظر انداز کیا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو. مِنہا کی نظریں مسلسل ہشام پر ٹکی ہوئی تھیں. جو حیدر صاحب کے پاس کھڑا فل یونیفارم میں ملبوس مِنہا کو کافی تھکا تھکا اور خفا خفا سا لگا تھا. مگر یہ خیال کہ وہ دشمنِ جاں صرف اُس کا ہے مِنہا کو دل تک پر سکون کر گیا تھا. زیان ڈاکٹرز سے پوچھ کر عائلہ کے روم میں داخل ہوا تھا. سرجری کے بعد عائلہ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا. جہاں وہ مشینوں میں جکڑی اِس وقت اپنے میر سے بلکل غافل تھی.

زیان نے عائلہ کے پاس بیٹھتے اُس کے بے جان پڑے نازک سرد ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے اُس پر اپنے ہونٹ ٹکا دیئے دے. عائلہ کے پورے سر پر پٹی بندھی تھی. زیان یک ٹک سا آنکھیں موندے لیٹی عائلہ کی جانب دیکھتا رہا تھا.

" میں نے تمہیں بہت تڑپایا تھا نا اپنی محبت میں. بدلہ لے رہی ہو نا مجھ سے اُس بات کا. ظالم اور سنگدل تو میں تھا. تم تو ہمیشہ میرے حوالے سے بہت نرم دل رہی ہو. پھر اب کیوں تڑپا رہی ہو اپنے میر کو اتنا. نہیں ہوں میں تمہاری طرح اتنا صابر نہیں ہو رہا مجھ سے یہ سب برداشت ."

زیان کو عائلہ کی تزلیل کیا ایک ایک لمحہ یاد آتے اُس کی تکلیف میں مزید اضافہ کر رہا تھا.

زیان کو عائلہ کے پاس ویسے ہی بیٹھے آٹھ گھنٹوں سے اُوپر ہو چکے تھے. اِس دوران مِنہا سمیت باقی سب بھی باری باری عائلہ کو دیکھ کر جا چکے تھے .

عائلہ کو ہوش میں نہ آتا دیکھ اکرام صاحب کی اپنی حالت کافی خراب ہو چکی تھی .

مگر زیان کو پوری اُمید تھی کہ اُس کی عائلہ کو جلد ہی ہوش آجائے گا. اور وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی .

اُس کے اِسی کامل یقین اور سب کی دعاؤں کی وجہ سے ٹھیک دس گھنٹے بعد عائلہ کو ہوش آگیا تھا. عائلہ کو ہوش میں آتا دیکھ زیان اپنے پروردگار کا شکر بجالایا تھا. جس نے آج اُسے اپنی رحمت سے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا تھا .

ڈاکٹرز عائلہ کا چیک اپ کر کے جا چکے تھے. اُن کے مطابق اب وہ خطرے سے تو باہر تھی. لیکن ابھی دوائیوں کے اثر کی وجہ سے وہ پوری طرح حواسوں میں نہیں لوٹی تھی. اُس کے مکمل طور پر ہوش آنے کے بعد ہی پتا چلنا تھا کہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بھی ٹھیک ہے کہیں اِس سرجری کے کوئی سائیڈ افیکٹس تو نہیں پڑے.

سب لوگ اِس وقت بہت خوش تھے. ڈاکٹرز نے اُن سب کو روم میں جانے کی اجازت دے دی تھی. مگر وہاں کسی کو بولنے کی اجازت نہیں تھی. مگر احتیاط کے تحت اس وقت عائلہ کے پاس صرف زیان, مِنہا اور فاریہ موجود تھے. محبت بھری نظروں سے عائلہ کو دیکھتے مِنہا کی نظر اُس کا ہاتھ تھام کر بلکل اُس کے پاس بیٹھے زیان پر پڑی تھی.

مِنہا کو اتنا تو پتا چلا تھا کہ زیان عائلہ کو چاہنے لگا ہے. مگر یہ نہیں پتا تھا کہ اِس حد تک دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہے وہ عائلہ سے. فاریہ نے اُسے بتایا تھا کہ پچھلے آٹھاراں گھنٹوں سے زیان بنا کھائے پیئے عائلہ کی فکر میں اپنا ہوش بلکل بھلائے ہوئے تھا.

زیان کی اپنی دوست کے لیے اتنی محبت دیکھ مِنہا بہت خوش تھی. اُس کا دل مسلسل یہی دعا کر رہا تھا. کہ عائلہ ہوش میں آکر بلکل ٹھیک ہو. اور اب اُس کی پیاری دوست بھی ساری آزمائشیں پیچھے چھوڑ کر ایک پر سکون اور محبت بھری زندگی گزار سکے. جس کے لیے وہ ساری زندگی ترستی رہی تھی جس پر اُس کا حق ہے.

عائلہ نے کافی دیر اپنے میر کو تڑپانے کے بعد آخر کار مکمل ہوش میں آتے آنکھیں کھول دی تھیں. زیان کی بے تاب نظریں عائلہ پر جمی ہوئی تھیں.

ڈاکٹرز کے متعلق عائلہ کی بینائی بلکل ختم ہو سکتی تھی. یا وہ دماغی طور پر مفلوج ہو سکتی تھی. عائلہ کو ہوش میں آتے بلکل چت لیٹ کر چھت کی جانب دیکھتا پا کر زیان کا دل سکڑا تھا.

" میر میں زندہ ہوں. "

عائلہ خوشی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سمیت چہرا موڑ کر اپنے وعدے کے مطابق زیان کو بلکل اپنے پاس موجود دیکھ کر مسکرائی تھی.

" عائلہ تم ٹھیک ہو. تمہیں سب کچھ ٹھیک سے دیکھائی دے رہا ہے تم ٹھیک ہو نا. "

زیان اُٹھ کر عائلہ کے پاس بیڈ پر بیٹھتا اُس کا چہرا اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیے بے تابی سے بولا تھا.

جس کے جواب میں عائلہ کا اثبات میں جواب سنتے زیان کی ساری ٹینشن اور پریشانی ختم ہو گئی تھی. وہ خود کو ایک دم پر سکون محسوس کرنے لگا تھا.

" میں بلکل ٹھیک ہوں میر. اب ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے. میر مجھے یقین ہی نہیں آ رہا یہ سب سچ ہو سکتا ہے. مجھے تو یہ سب کوئی حسین خواب لگ رہا ہے. عائلہ خود اپنے ٹھیک بلکل ٹھیک ہونے اور زیان کو اپنے پاس دیکھ بے انتہا خوش تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

مِنہا ہشام کی تلاش میں عائلہ کے روم سے نکل آئی تھی. کیونکہ اندر سب موجود تھے سوائے ہشام کے. وہ دس منٹ کے لیے ہی اندر آیا تھا. اور عائلہ سے حال احوال پوچھ کر واپس باہر نکل گیا تھا.

مِنہا کا دل اپنے روٹھے پیا کو دیکھ کر بہت بوجھل ہو رہا تھا. ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا تھا. کہ مِنہا ہشام کے سامنے موجود ہو اور وہ اُس پر ایک نظر ڈالنا بھی گوارہ نہ کرے. یہ بات مِنہا کی آنکھیں بار بار نم کر رہی تھی. لیکن وہ جانتی تھی اُس نے بہت بڑی غلطی کی تھی. اور ہشام کی دی گئی یہ سزا تو بہت چھوٹی تھی.

مِنہا ہشام کی تلاش میں آگے بڑھ رہی تھی. جب اُسے دائیں طرف سے ہشام فون کان سے لگائے باہر کی جانب جاتا نظر آیا تھا.

مِنہا تیز قدموں سے چلتے ہشام کے پیچھے بڑھی تھی. ہشام فون بند کرتا اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتا پلٹا تھا. مگر اپنے پیچھے موجود مِنہا پر ایک نظر ڈال کر ہشام اُسے نظر انداز کرتا ہاسپٹل کی بلڈنگ سے باہر نکلتا پارکنگ کی جانب آگیا تھا.

" .پلیز ہشام ایک بار میری بات تو سنیں "

مِنہا تیز تیز چل کر ہشام کے بلکل سامنے آتے پھولی سانسوں کے ساتھ بولی.

" .مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی. ہٹو میرے راستے سے "

ہشام نے مِنہا کو بازو سے پکڑ کر سائیڈ پر کر دیا تھا. ہشام کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی دیکھ مِنہا خوفزدہ ہوئی تھی.

ہمیشہ ہشام نے اُس کے ساتھ نرم رویہ ہی رکھا تھا. اِس لیے وہ ہشام کے اِس روپ سے ناواقف تھی.

" ہشام میری بات تو سنیں پلیز. میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا یہ سب. مجھے اُنہوں نے بلیک میل کیا تھا. میں مجبور تھی اُس ٹائم. "

مِنہا ایک بار پھر ہشام کے سامنے آتے بے چارگی سے بولی.

" اتنی مجبور تھی تم. کہ سمجھ لیا تمہارا شوہر انتہا کا کمزور اور بزدل انسان ہے. کہ کوئی بھی آئے اور اُسے نقصان پہنچا کر چلا جائے گا. "

کل کو آ گر کوئی اور اِسی طرح آ کر تمہیں دھمکی دے گا. تو تب بھی تم ایسے ہی
چوری چھپے گھر سے نکل کر خود کو اُس کے بھی حوالے کر دو گی. تمہیں
" . میرے زورِ بازو پر زرا بھی یقین نہیں ہے

. ہشام مِنہا کی بات کے جواب میں غصے سے پھٹ چکا تھا

" . کسی کے کہنے پر تم یہ سب کیسے بول سکتی ہو "

ہشام نے اپنے موبائل میں موجود مِنہا کی ریکارڈ کروائی گئی ویڈیو اُس کے
. سامنے کرتے کہا. جو ہشام کو رفیق نیازی کو گرفتار کرتے ملی تھی

. ویڈیو میں بولے جانے والے اپنے ہی الفاظ پر مِنہا نے سر جھکا لیا تھا

میں بھی کتنی خوش فہمی میں جی رہا تھا نا. کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو. مجھ پر " اعتماد اور بھروسہ ہے تمہیں. مگر اچھا ہوا تمہاری کل والی حرکت نہ ہر بار کلیئر ". کر دی

ہشام مِنہا پر ایک بے تاثر نظر ڈالتا سائیڈ سے ہوتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا .تھا

ہشام کے الفاظ پر مِنہا کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی. اُس نے غلطی .ہی شاید اتنی بڑی کی تھی. کہ اُس کی سزا تو بنتی تھی

مِنہا کو ہشام اِس وقت خود سے کوسوں دوری پر محسوس ہوا تھا. جسے منانا .اُسے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا

.وہ آنکھوں میں نمی لیے وہاں سے ہٹ گئی تھی

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائلہ نے اگلے ہی دن اچھا خاصہ شور ڈال دیا تھا کہ اُسے ہاسپٹل میں نہیں رہنا بلکہ گھر جانا ہے. جس پر زیان نے اُس کی ضد کے آگے ہار مانتے ڈاکٹرز سے .بات کی تھی

جن کا کہنا تھا کہ اِس سرجری کے بعد عائلہ کی ریکوری کافی جلدی ہو جانی .تھی

مگر ایک ہفتہ عائلہ کو مکمل بیڈ ریسٹ کی ضرورت تھی. زرا سی بھی بے احتیاطی بھاری پڑ سکتی تھی. بہت ساری ہدایات کے ساتھ ڈاکٹرز نے عائلہ کو ڈسچارج کرنے کی اجازت دے دی تھی.

عائلہ زیان کا یہ محبت بھرا رُوپ دیکھ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی. جو اُسے بلکل کسی کانچ کی گڑیا کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا.

"میری بیٹی ہمیشہ خوش اور سلامت رہو. دنیا کی ہر خوشی نصیب ہو تمہیں."

اکرام صاحب طبیعت خراب ہونے کے باوجود بھی کل سے عائلہ کے پاس ہاسپٹل میں ہی موجود تھے. اِس وقت بھی وہ زیان کو عائلہ کو گھر لے جاتا دیکھ واپس اپنے گھر جانے کے لیے راضی ہوئے تھے.

عائلہ کل سے یہ بات نوٹ کر رہی تھی کہ وہ فل ٹائم اُس کے پاس موجود ہیں اور اُس کے سامنے نہیں آ رہے شاید اِس کی وجہ یہی تھی کہ عائلہ اُنہیں دیکھ کر زرا سی بھی کسی بات کی ٹینشن لے کر اپنی طبیعت خراب نہ کر دے.

عائلہ کی پیشانی چوم کر اکرام صاحب اُسے دعا دیتے پلٹے تھے. عائلہ اُن کا زرد بیمار چہرا آرام سے نوٹ کر سکتی تھی. عائلہ کو خود پر غصہ آنے لگا تھا. جیسے بھی تھے. جو بھی سلوک اُس کے ساتھ رواں رکھا تھا. مگر تھے تو اس کے ڈیڈ ہی نا. جن کے ساتھ اِس طرح بے رُخی اور لاتعلقی دیکھانا عائلہ کو بہت غلط لگا تھا.

جب اُوپر والے نے اُس کی زندگی کی تمام مشکلات اور آزمائشیں ختم کر دی تھیں. اُسے زیان کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی نعمت سے نوازا تھا تو وہ

کیوں پچھلے بغض اور نفرتیں دل میں رکھے. وہ اب اپنی آگے کی زندگی بہت پر سکون ہو کر جینا چاہتی تھی. جہاں نفرتوں کا نام و نشاں نہ ہو.

اِس لیے آج اُس نے پیچھلی ساری باتوں کو بھلا کر کھلے دل سے اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم کو معاف کر دیا تھا.

" ڈیڈ کچھ دیر بیٹھ کر اپنی بیٹی سے بات نہیں کریں گے. "

عائلہ نے اُن کا ہاتھ تھام کر روکتے اپنے پاس بیٹھا لیا تھا. اور فاخرہ بیگم کو بھی باہر سے اپنے پاس بلوا لیا تھا.

زیان جو عائلہ کے ڈسچارج کی کچھ فارمیلٹیز پوری کرنے گیا تھا. واپس آتے ہی اندر کا خوبصورت منظر دیکھ وہ دل سے مُسکرا دیا تھا.

عائلہ اکرام صاحب اور فاخرہ بیگم کے پاس بیٹھی کوئی بات کرتے مُسکرا رہی تھی.

زیان فخریہ انداز میں اپنی محبت کی جانب دیکھتے بنا اُن لوگوں کو ڈسٹرب کیے دبے قدموں روم سے نکل آیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہاسپٹل میں اُس دن ملاقات کے بعد ہشام سے مِنہا کا ایک بار بھی سامنا نہیں ہوا تھا. مِنہا تین دنوں سے ہشام کا انتظار کر رہی تھی. مگر آج تیسرا دن بھی آدھے سے زیادہ گزر چکا تھا. اُس کے آنے کے کوئی آثار نہیں لگ رہے تھے.

مِنہا کے چہرے سے اُس کی فکر اور اُداسی سب گھر والوں کو صاف دیکھائی دے رہی تھی.

" بھابھی جان اِس طرح اُداس رہنے سے کچھ نہیں ہو گا. ہشام بھائی کو منانے کی کوشش تو کریں نا. "

مِنہا پریشانی کے عالم میں لان میں ٹہل رہی تھی. جب امبر و رمشا اور بسمہ اُس کے پاس آتے بولیں.

" کوشش کی تھی میں نے اُس دن مگر وہ بہت سخت ناراض ہیں. "

ہشام کا اُس دن والا رویہ یاد آتے ہی مِنہا کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے تھے.

" اوہ مائی کیوٹ بھابھی آپ اتنا پریشان مت ہوں نا. ہشام بھائی آپ جیسی اتنی پیاری بیوی سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتے. امبر آپی آپ تو ویسے ہی اتنی ایکسپرٹ ہیں کبھی ولید بھائی کو زیادہ دیر ناراض نہیں رہنے دیتیں آپ ہی بتادیں بھابھی کو اچھے اچھے آئیڈیاز ."

بسمہ مِنہا کو دلاسہ دیتی امبر سے مخاطب ہوئی تھی.

" ہشام کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھے. اُس کے کہنے سے پہلے ہی اُس کا ہر کام کر دے. اچھے سے تیار ہو کر اُس کے سامنے جائے. بہت سارا پیار جتائے. لکھ کر دیتی ہوں ہشام تو کیا کوئی پتھر سے پتھر دل انسان بھی

پگھل سکتا ہے. ہشام تو تم سے محبت بھی بہت کرتا ہے. زیادہ دیر اپنا غصہ اور ناراضگی برقرار نہیں رکھ پائے گا ."

امبر نے مسکراتے اُسے مفت مشورے سے نوازا تھا.

"مگر وہ تو گھر آ ہی نہیں رہے میں یہ سب کیسے کروں ."

مِنہا کے معصوم سے جواب پر وہ تینوں مسکرا دی تھیں. جو ہشام کی منانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی.

اتنے میں ہی گیٹ پر ہشام کی گاڑی کا ہارن بجا تھا. اور کچھ ہی سیکنڈز میں اُس کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی تھی.

ہشام کو دیکھ کر مِنہا کے اندر خوشی کی لہر دوڑنے کے ساتھ ساتھ اُس کا دل
.بھی بہت بُری طرح دھڑکا گئی تھی

"وہ دیکھو ادھر تم نے اپنے پیا کو یاد کیا اُدھر وہ پہنچ بھی گئے. اب جاؤ اور منالو
".اپنے روٹھے محبوب کو

ہشام اندر جا چکا تھا. جبک ہشام کو دور سے ہی دیکھ کر ڈر اور گھبراہٹ کے
.مارے مِنہا کی ہتھیلیاں بھیگ چکی تھیں

امبر نے چند مزید ہدایات کرنے کے بعد مِنہا کو اپنے روم کی جانب جانے کا
.اشارہ کیا تھا

"مجھے اُن سے بہت ڈر لگ رہا ہے."

.ہشام کے غصے سے تنے نقوش دیکھ کر مِنہا کی گھبراہٹ مزید بڑھ گئی تھی

مِنہا کی بات پر اُن تینوں نے اپنا ماتھا پیٹ لیا تھا. جو پہلے اُس کہ نہ آنے پر پریشان ہو رہی تھی. اب اُس کے سامنے جانے سے ڈر رہی تھی. مِنہا کو .کنفیوژن کا شکار دیکھ وہ لوگ خود ہی جا کر اُسے بیڈ روم تک چھوڑ آئی تھیں

.مِنہا نے کانپتی ٹانگوں سے کمرے میں قدم رکھا تھا

ہشام ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے فون پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کف لنکس کھولنے میں بھی بزی تھا. جس میں فون پر بات کرنے کی وجہ سے اُسے .تھوڑی پرابلم ہو رہی تھی

مِنہا اپنی ڈھیر ساری ہمت اکھٹی کرتے ہشام کی جانب بڑھی تھی. ہشام اُس کے قریب آنے پر بھی اُس کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا. مِنہا نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھائے ہشام اُنہیں فوراً جھٹکتا رُخ موڑ گیا تھا. ہشام کے اتنے روڈ انداز پر مِنہا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسل گیا تھا.

مگر پھر بھی ہمت نہ ہارتے مِنہا وارڈروب کہ جانب بڑھی تھی. اور اپنی پسند سے ہشام کے لیے ایک ڈریس سلیکٹ کر کے بیڈ پر رکھ دیا تھا.

ہشام فون بند کرتے مِنہا کے نکالے گئے ڈریس کو صاف نظر انداز کرتے وارڈروب سے اپنا دوسرا ڈریس نکالتا واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

یہ سب یہی ختم نہیں ہوا تھا. بلکہ اِس کے بعد بھی پورا دن ایسے ہی چلتا رہا تھا. مِنہا ہشام کا جو کام بھی کرتی وہ اُسے صاف اگنور کرتے یا جھٹکتے آگے بڑھ جاتا.

مِنہا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرے جو ہشام اُسے معاف کر دے. کیونکہ نہ وہ اُس سے بات کرنے کو تیار تھا نہ اُس کے ہاتھ سے کوئی کام کروا رہا تھا. اُوپر سے اُس کی جانب دیکھنے سے بھی صاف گریزاں تھا.

مِنہا کو کسی کو بھی منانے کی عادت نہیں رہی تھی. اُسکی لائف میں ہمیشہ صرف اُس کے بابا اور عائلہ تک ہی محدود رہی تھی. جو دونوں ہی کبھی اُس سے ناراض نہیں ہوئے تھے. ہمیشہ وہ ہی اُن دونوں سے ناراض ہو کر اپنے نخرے اُٹھواتی تھی. اِس لیے اُسے یہ منانے ٹائپ کا ایسا کوئی تجربہ نہیں تھا.

ہشام کے مسلسل اگنور کرنے پر اب مِنہا بھی دل ہی دل میں اُس سے ناراض ہو چکی تھی. وہ جانتی تھی کہ اُس کی غلطی ہے. مگر جس طرح ہشام اُس کی جانب ایک نگاہ غلط بھی نہیں ڈال رہا تھا. یہ بات مِنہا کے لیے زیادہ تکلیف کا باعث تھی.

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ہشام گردیزی کا دھیان اُس کی جانب نہ ہو کر بھی اُس پر تھا. وہ بس اُسے اُس کی سنگین غلطی کا احساس دلانے کے لئے یہ سب کر رہا تھا. ورنہ مِنہا سے دور رہنا اُس کے لئے ممکن نہیں تھا.

ڈنر کے بعد سب لوگ ڈرائنگ روم میں موجود خوش گپیوں کے دوران چائے سے لُطف اندوز ہو رہے تھے. مِنہا نوٹ کر رہی تھی کہ ہشام سب سے ہنس کر بات کر رہا ہے. صرف اُسی کی جانب نہیں دیکھ رہا.

یہ بات مِنہا جیسی حساس لڑکی کو اچھا خاصہ ہرٹ کر رہی تھی. وہ پوری دنیا کی اگنورینس برداشت کر سکتی تھی سوائے اِس ایک شخص کے. کیونکہ اُس کے لیے ہشام ہی اُس کی پوری دنیا تھا. مِنہا مزید یہ سب برداشت نہ کرتے وہاں سے اُٹھ گئی تھی. ڈرائنگ روم سے نکلتے ہشام کی نظروں نے دور تک مِنہا کا پیچھا کیا تھا.

"بس بہت ہو گیا. اب مزید میری بیٹی کو ستانے کی ضرورت نہیں ہے. اُسے اچھی طرح سے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے. تمہاری چند دنوں کی ناراضگی سے دیکھو کتنا سا منہ نکل آیا ہے اُس کا."

شائستہ بیگم ہشام کو اُس کے رویے پر سرزنش کرتے بولیں. جس پر ہشام صرف مُسکرا دیا تھا. اور کچھ دیر مزید وہاں بیٹھنے کے بعد وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا. مگر کمرہ اُسے بلکل خالی ملا تھا. مِنہا کہیں موجود نہیں تھی.

ہشام کچھ دیر خاموشی سے اُس کا ویٹ کرنے لگا. جب مزید ایک گھنٹہ گزر جانے کے باوجود بھی وہ نہ آئی تو ہشام نے موبائل اُٹھا کر اُس کو میسج کرتے فوراً روم میں آنے کو کہا تھا. لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ پندرہ منٹ گزر جانے کے باوجود بھی کوئی جواب نہیں آیا تھا. ہشام نے کچھ سوچتے ایک بار پھر میسج کیا تھا. جس میں ساتھ چھوٹی سی دھمکی بھی دی گئی تھی.

" اگلے دس منٹ میں تم مجھے روم میں چاہئے ہو. ورنہ میرا طریقہ تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا . "

ہشام کا نیکسٹ میسج دیکھ مِنہا کا دل زور سے دھڑکنے لگا تھا.

اب کیا پرابلم ہے تین دنوں سے جب میں پیچھے بھاگ رہی ہوں. تو مسلسل اگنور کر رہے ہیں مجھے اور اب اچانک پھر کیا ہو گیا ہے. اِس سڑیل پولیس والے کو. نہیں جاؤں گی میں بھی اب. ویسے بھی میں رمشا لوگوں کے ساتھ موجود ہوں کچھ نہیں کریں گے وہ .

مِنہا نے اپنے دل کو اچھے سے سمجھاتے جواب بھیج دیا تھا .

" مجھے آپ کے روم میں نہیں آنا اور نہ ہی آپ سے بات کرنی ہے. جو مرضی کرنا ہے آپ کر لیں ".

مِنہا اُس کے رواں رکھے گئے رویے کا بدلہ لینے کے لیے مکمل تیار تھی. اور ہشام کی سب کزنز کے درمیان بیٹھی خود کو بہت سیکیور فیل کر رہی تھی .

مِنہا کو لگا تھا کہ اُس کا میسج دیکھ ضرور آگے سے ہشام کا کوئی غصے بھرا میسج آئے گا مگر پندرہ منٹ گزر جانے کے باوجود اُس طرف سے خاموشی چھائی دیکھ مِنہا کافی حیران ہوئی تھی.

اُس کی حیرت گھبراہٹ میں اُس وقت بدلی جب ہشام دھاڑ سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا.

ہشام کو غصے سے مِنہا کی جانب بڑھتا دیکھ سب نے شرارتی انداز میں ہنستے ہوئے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا. مِنہا اُن سب کی حرکت پر ٹھیک سے حیران بھی نہیں ہو پائی تھی. کہ اگلے ہی لمحے ہشام اُس کو بانہوں میں بھرتا وہاں سے نکل آیا تھا. ہشام کے اِس عمل پر مِنہا شرم کے مارے اتنی لال ہو چکی تھی. ایسے لگتا تھا کہ اُس کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو.

" .ہشام یہ کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے "

مِنہا نے خود کو ہشام کے مضبوط حصار سے چھڑوانے کی پوری کوشش کی تھی
. مگر اُس کی مضبوط گرفت کے آگے ناکام رہی تھی

آرام سے سمجھ نہیں آتی تمہیں میری بات. روم میں کیوں نہیں آ رہی "
" . تھی تم

ہشام مِنہا کو روم کے وسعت میں لا کر اُتارتے شعلہ بار نظروں سے اُس کی
. جانب دیکھتے ہوئے بولا

جب آپ نے میری طرف دیکھنا بھی نہیں ہے. مجھ سے بات بھی نہیں "
" . کرنی تو میں کیا کروں یہاں آ کر

ہشام کو وہ سر جھکائے بولی اتنی پیاری لگی تھی کہ دل چاہا تھا کہ اُسے کھینچ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سینے میں قید کر لے.

لیکن اِس وقت وہ اتنی جلدی مِنہا کو معاف کرنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا. وہ اگر خود پر اُس کا اعتبار نہ کرنے اور ویڈیو میں بولی ہر بات معاف کر بھی دیتا لیکن مِنہا کا خود کو خطرے کے منہ میں دھکیلنے والی بات نہیں بھول سکتا تھا.

مگر جو بھی تھا شدید ناراضگی کے باوجود بھی اُسے اِس وقت صرف اور صرف مِنہا کی طلب ہو رہی تھی. وہ اُسے اپنے پاس دیکھنا چاہتا تھا اپنے قریب.

بات نہیں کرنی مگر تم میری بیوی ہو. خدمت تو کر سکتی ہو نا میری. سر دباؤ "
" . میرا. مجھے بہت درد ہو رہا ہے سر میں

مِنہا جو ہشام کی نظروں سے گھبرا کر بیڈ پر جا بیٹھی تھی. ہشام اُس کے پاس آ کر اُس کی گود میں سر رکھتے بیڈ پر لیٹ گیا تھا. اتنے دن مسلسل رفیق نیازی کے کیس میں بزی ہو کر وہ پچھلی کئی راتیں سو بھی نہیں پایا تھا. اِس لیے آج اپنی جانِ عزیز بیوی کے قریب رہ کر پر سکون نیند لینا چاہتا تھا

ہشام کی حرکت پر مِنہا کا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا تھا. مگر ہشام کو اِس طرح واپس اپنے ساتھ نارمل ہوتے دیکھ مِنہا خوش ہوتی اپنے نرم و نازک ملائم ہاتھوں سے ہشام کے سر کا مساج کرنے لگی تھی .

مِنہا جس مہارت کے ساتھ اُس کا مساج کرتی اپنے ہاتھوں کی نرماہٹوں سے اُسے سکون پہنچا رہی تھی. ہشام کے سر پر ایک سرور سا چھانے لگا تھا. جو اُس کے بہت مشکل سے سلائے جذبات میں ایک بار پھر چنگاری بھڑکا چکا تھا.

ہشام اپنے جذبات پر قابو پاتے نجانے کتنی ہی دیر ایک جگہ پر ساکت لیٹا رہا تھا.

مِنہا کافی دیر سے ہشام کو ایک ہی جگہ ساکت لیٹا دیکھ سمجھی تھی کہ شاید وہ سو چکا ہے. اِس لیے اب وہ فرصت اور آرام سے ہشام کے دلکش نقوش کو وارفتگی سے دیکھتی اپنی آنکھوں میں بسانے لگی تھی.

ہشام مِنہا کا ہاتھ رُکتا اور اپنے چہرے پر اُس کی نظروں کی تپش محسوس کر چکا تھا. مگر جان بوجھ کر ویسے ہی لیٹا رہا تھا.

ہشام کی جانب دیکھتے ایک پیاری سی مُسکان نے مِنہا کے ہونٹوں کا احاطہ کیا ہوا تھا. مِنہا کو ہشام کی کشادہ پیشانی اور کھڑی مغرور ناک بہت پسند تھی. آج جب ہشام ہر ڈر اور خوف کو پیچھے چھوڑتا مکمل طور پر اُس کا ہو چکا تھا تو مِنہا بھی اُس پر مکمل اپنا حق سمجھتے ہاتھ بڑھا کر بہت ہی محتاط اور محبت بھرے انداز میں پہلے اُس کی پیشانی اور پھر اُس کے ناک کو چھونے لگی تھی. اُسے ہشام کے چہرے پر یہ دونوں چیزیں بہت پسند تھیں. ساتھ ہی اُس کو اِس بات کا بھی ڈر تھا کہ کہیں ہشام جاگ نہ جائے .

مِنہا نجانے کتنے ہی لمحے ہشام کو ایسے ہی دیکھنے کے بعد اپنے دل کے ہاتھوں مجبور اُس کی مغرور ناک پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے جھکی تھی. اُس سے بھی زیادہ پُھرتی سے ہشام نے اپنا سر مِنہا کی گود میں ہلکا سا اُوپر کی جانب سرکا دیا تھا. جس کے نتیجے میں مِنہا کے ہونٹوں نے ناک کے بجائے سیدھا ہشام

کے ہونٹوں کو چھوا تھا. مِنہا اِس اچانک رونما ہونے والی افتاد پر کرنٹ کھاتی پیچھے ہٹی تھی. لیکن اُس کی یہ کوشش ناکام بناتے ہشام اُسے واپس اپنے اُوپر جھکا چکا تھا. اور کچھ ہی پلوں میں مِنہا کو اپنے جذبات کی شدت سے اچھی طرح روشناس کرواتے چکرانے پر مجبور کر دیا تھا.

مِنہا بہت مشکل سے اپنا آپ اُس کی مضبوط گرفت سے چھوڑواتی پیچھے ہٹی تھی.

" آپ بہت بڑے چیٹر ہیں مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. "

مِنہا اپنا حلیہ درست کرتی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو کنٹرول کرتی کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی. ہشام کی چند سیکنڈز کی قربت نے ہی اُس کے ہوش اُڑا کر رکھ دیئے تھے.

ہشام مہرون فراک میں ملبوس بلیک شال کندھوں کے گرد لپٹے بالوں کو جوڑے میں قید کیے شرم اور حیا سے سُرخ ہوتی مِنہا کی حالت دیکھ چاہنے کے باوجود بھی اپنا قہقہہ نہیں روک پایا تھا.

" تو میری نازک ہرنی تمہیں کہا کس نے تھا. سوئے شیر کے اتنے قریب آ کر اُسے پچھاڑنے کی ".

ہشام بھی اپنی جگہ سے اُٹھتا مِنہا کی جانب بڑھا تھا.

" ایس پی صاحب پلیز وہیں رک جائیں. میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے. آپ پہلے ہی بلاوجہ مجھ سے اچھا خاصہ فری ہو چکے ہیں. اب کی بار اچھا نہیں ہو گا".

اُنگلی اُٹھا کر دھمکی دیتی وہ ہشام کو اتنی پیاری لگی تھی کہ ہشام خود کو اُس کے قریب جانے سے نہیں روک پایا تھا.

ہشام کھڑکی کے ساتھ چپک کر سکڑی سمٹی کھڑی مِنہا کے ارد گرد اپنے بازو کی آہنی باڑ بنا کر اُسے اپنے مضبوط حصار میں مقید کرتے اُس کے کان کے قریب جھکا تھا.

"سویٹ ہارٹ ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں. یہ تو صرف تمہارے پیار کا جواب دیا میں نے. ابھی سے گھبرا گئی. جب میں واقعی پیار کرنے پر آیا تب کیا ہو گا تمہارا".

ہشام کی بات پر مِنہا کی سانسوں کا شور بڑھا تھا.

" مِنہا تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے. تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ کتنا گھٹیا شخص ہے. تم بنا سوچے سمجھے اُسے کے پاس چلی گئی. اگر میں وہاں ٹائم پر نہ پہنچتا اور وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتا تو ". ہشام کی بات پر مِنہا نے نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا. جو اُس سے چند قدموں کے فاصلے پر موجود جذبے لُٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا .

" جب اُن لوگوں نے مجھے آپ کے حوالے سے دھمکی دی تو میں کچھ سوچ ہی نہیں پائی. جیسے انسان کو زندہ رہنے کے لیے سانسوں کی ضرورت ہے اُسی طرح میرے زندہ رہنے کے لیے آپ ضروری ہیں مجھے. میں بہت ڈر گئی تھی .

اُس وقت میرے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں ختم ہو چکی تھیں. میں اپنی غلطی پر بہت زیادہ شرمندہ ہوں مجھے آپ سے کچھ بھی نہیں چھپانا چاہیئے تھا. کیا آپ اِسے میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر سکتے ہیں. میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا ". .

مِنہا درمیان میں موجود فاصلہ طے کرتے ہشام کے قریب آتے اُس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتی ندامت سے چور لہجے میں بولی تھی .

ہشام چاہنے کے باوجود بھی اپنے دل کو مزید کھٹور نہیں رکھ پایا تھا. اور کھلے دل سے مِنہا کو معاف کرتے اُسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .عائلہ میں تم سے بات کر رہا ہوں. جواب کیوں نہیں دے رہی تم مجھے "

زیان عائلہ کو منہ پھلا کر دوسری جانب رخ موڑ کر بیٹھے دیکھ تھوڑے تیز لہجے میں بولا تھا. کیونکہ وہ اُس کی پوچھی کسی بھی بات کا جواب ہی نہیں دے رہی تھی.

" کیونکہ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی میر. تم جاؤ اپنی میٹنگز اٹینڈ کرو. میری کیا پرواہ ہے تمہیں. میں پڑی رہوں یہاں بستر پر. تم وہاں جا کر دیکھو خوبصورت لڑکیوں کو. "

زیان پچھلے چار دنوں سے سائے کی طرح عائلہ کے ساتھ رہا تھا. اب عائلہ کافی حد تک ریکور کر چکی تھی. مگر زیان کی جانب سے اُسے ابھی بھی بستر سے پیر نیچے رکھنے کی اجازت بلکل بھی نہیں تھی.

آج کسی بہت ہی امپورٹینٹ میٹنگ کے سلسلے میں زیان کچھ گھنٹوں کے لیے عائلہ سے اجازت لے کر ہی آفس گیا تھا. مگر اُس کے تھوڑی دیر لیٹ ہو جانے کی وجہ سے اب عائلہ کا موڈ اچھا خاصہ بگڑ چکا تھا.

عائلہ کی بات سنتے زیان قہقہ لگاتے اُس کے پاس آ بیٹھا تھا.

" ہاہاہاہا یار مجھے لگتا ہے اگر میں بوڑھا بھی ہو جاؤں گا. تم تب بھی مجھے ایسے ہی لڑکیوں کے طعنے دو گی. اب اگر خوبصورت لڑکیاں میری دیوانی ہو جاتی ہیں تو اِس میں میرا کیا قصور ہے. "

زیان عائلہ کی پھولی ہوئی گال کھینچتے اُسے مزید چڑھاتے ہوئے بولا.

" .اور خبر دار جو اِس خوبصورت لڑکی کے علاوہ کسی اور کی جانب دیکھا تو "

.عائلہ زیان کی ٹائی کھینچ کر اپنے قریب کرتی وارننگ دیتے ہوئے بولی

" اِس حسین لڑکی نے ہی مجھے اپنی اداؤں سے اتنا گھائل کر دیا ہے. کہ میں
".اِسے ہی نظریں ہٹانے کے قابل نہیں رہا

زیان نے لیمن کلر کے شیفون کے نفیس سے ڈریس کے اُوپر پرپل دوپٹہ
اوڑھے بیٹھی اپنے دل میں بستی لڑکی کی جانب محبت بھری نظروں سے دیکھتے
.کہا

.جو اُسکی محبت میں مکمل طور پر اُس کی پسند کے مطابق خود کو ڈھال چکی تھی

" .تمہارے لیے ایک گڈ نیوز ہے "

زیان نے عائلہ کے دونوں ہاتھ تھامے اُس کی آنکھوں میں جھانکا تھا. جہاں .اُس کی بات پر چمک واضح ہوئی تھی

ابھی ڈاکٹرز سے ہی مل کر آرہا ہوں. تمہاری رپورٹ کے مطابق تم " 80%ریکور کر چکی ہو. اوراِن میڈیسن کی مدد سے کچھ ہی دنوں تک مکمل " .ٹھیک ہو جاؤ گی. اب تم اپنی مرضی سے چل پھر سکتی ہو

زیان کی بات پر عائلہ کا چہرا خوشی سے جگمگا اُٹھا تھا. اُس نے اُچھل کر بیڈ سے .اُترنا چاہا تھا. مگر زیان کی گھوری اُسے وہی روک گئی تھی

اتنی بے احتیاطی بھی نہیں کرنی. آرام سے چلو گی تم وہ بھی میرے ساتھ. "
اگر تمہاری اِن حرکتوں کی وجہ سے دوبارہ تمہیں تھکاوٹ ہوئی یا زرا سا بھی
". تمہارے سر میں درد ہوا تو میں نے تمہیں واپس بیڈ سے ملنے نہیں دینا

زیان کے غصہ کرنے پر عائلہ فوراً شریف بنی تھی جانتی تھی کہ زیان جو کہہ
.رہا تھا وہ کر بھی سکتا تھا

" .اوکے سوری میر. تم غصہ کرو گے تب بھی میرے سر میں درد ہو سکتا ہے
"

.عائلہ زیان کے قریب ہوتی اُس کے گلے میں بانہیں ڈالے بولی

" .رئلی تو کوئی پرابلم نہیں. میں بے پناہ پیار دینے کے لیے بھی تیار ہوں "

زیان نرمی سے اُسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیے اُس کے دونوں گال چومتے ہوئے بولا.

" میر تم بھول رہے ہو. ہم باہر جا رہے ہیں "

عائلہ زیان کو پٹڑی سے اُترتا دیکھ کر فوراً اُس سے دور ہوئی تھی.

" میری جان کچھ دیر مزید موجیں کر لو. کچھ دنوں تک آنا تو تمہیں اِن بانہوں میں ہی ہے. "

زیان کی معنی خیزی سے کہی بات کا مطلب سمجھتے عائلہ کے گال تپ اُٹھے تھے. زیان کی ایسی چھوٹی موٹی شوخیاں ہی عائلہ کا سارا کانفیڈنس بھگا دیتی تھیں. اِس وقت بھی اُس کی بولتی بند ہو چکی تھی .

زیان نے والہانہ نظروں سے عائلہ کی جانب دیکھتے اُس کو حصار میں لیے روم سے باہر نکل آیا تھا. لان میں بیٹھے فاریہ اور حیدر صاحب اُنہیں ایک ساتھ باہر آتا دیکھ مُسکرا دیئے تھے .

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہمیشہ سے جیسے کہا جاتا ہے کہ بُرے کاموں کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہی ہوتا. شہباز خان اور رفیق نیازی کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوا تھا. شہباز خان کی طرح رفیق نیازی بھی بہت ہاتھ پیر مارنے کے باوجود اُوپر والے کی پکڑ سے خود کو بچا

نہیں پائے تھے. وہ ظلم و ستم کا بازار گرم رکھنے والے زمینی خدا اپنے آپ کو فرعون سمجھ بیٹھے تھے. لیکن اپنی طاقت کے زعم میں فرعون کا انجام بھول بیٹھے تھے. لیکن جب اُوپر بیٹھی ہستی ایسے ظالموں کی رسی کھینچنے پر آتی ہے تو وہ تکلیف سے بلبلا اٹھتے ہیں. مگر تب اُن کے پاس خود کو بچانے کا کوئی راستہ نہیں بچتا.

شہباز خان کے کیے کی سزا اُس کی بے گناہ بیٹی کو بھی مل سکتی تھی. مگر للہ تعالٰی نے ہشام کو کسی فرشتے کی طرح مِنہا کی زندگی میں بھیج دیا تھا. جس نے مِنہا کو ہر خطرے سے بچا کر محبتوں اور خوشیوں بھری زندگی دی تھی.

شہباز خان اور رفیق نیازی کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی تھی. مِنہا اپنے بابا کے حوالے سے ایسی خبر سن کر بہت روئی تھی. لیکن ہشام نے ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی اُسے بہت محبت سے سمیٹ لیا تھا.

عائلہ اور زیان بھی اپنی اپنی جگہ محبت کی جنگ جیت کر ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش تھے.

زیان کی بے پناہ محبت نے عائلہ کی ہر محرومی دور کر دی تھی. جس پر وہ دل سے اپنے رب کی شکر گزار تھی. جس نے اُسے غلط راستوں پر بھٹکنے سے بچا کر میر زیان حیدر جیسے شخص کو اُس کی زندگی میں بھیج کر اُس کی زندگی کو مہکا دیا تھا.

وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ اپنی اِس نئی حسین زندگی کے سفر میں بہت خوش تھے. اور آگے زندگی میں آنے والی کسی بھی مشکل سے مل کر لڑنے کے لیے تیار تھے. کیونکہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں بڑی سے بڑی آزمائش کا وجود زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا.

ختم شد